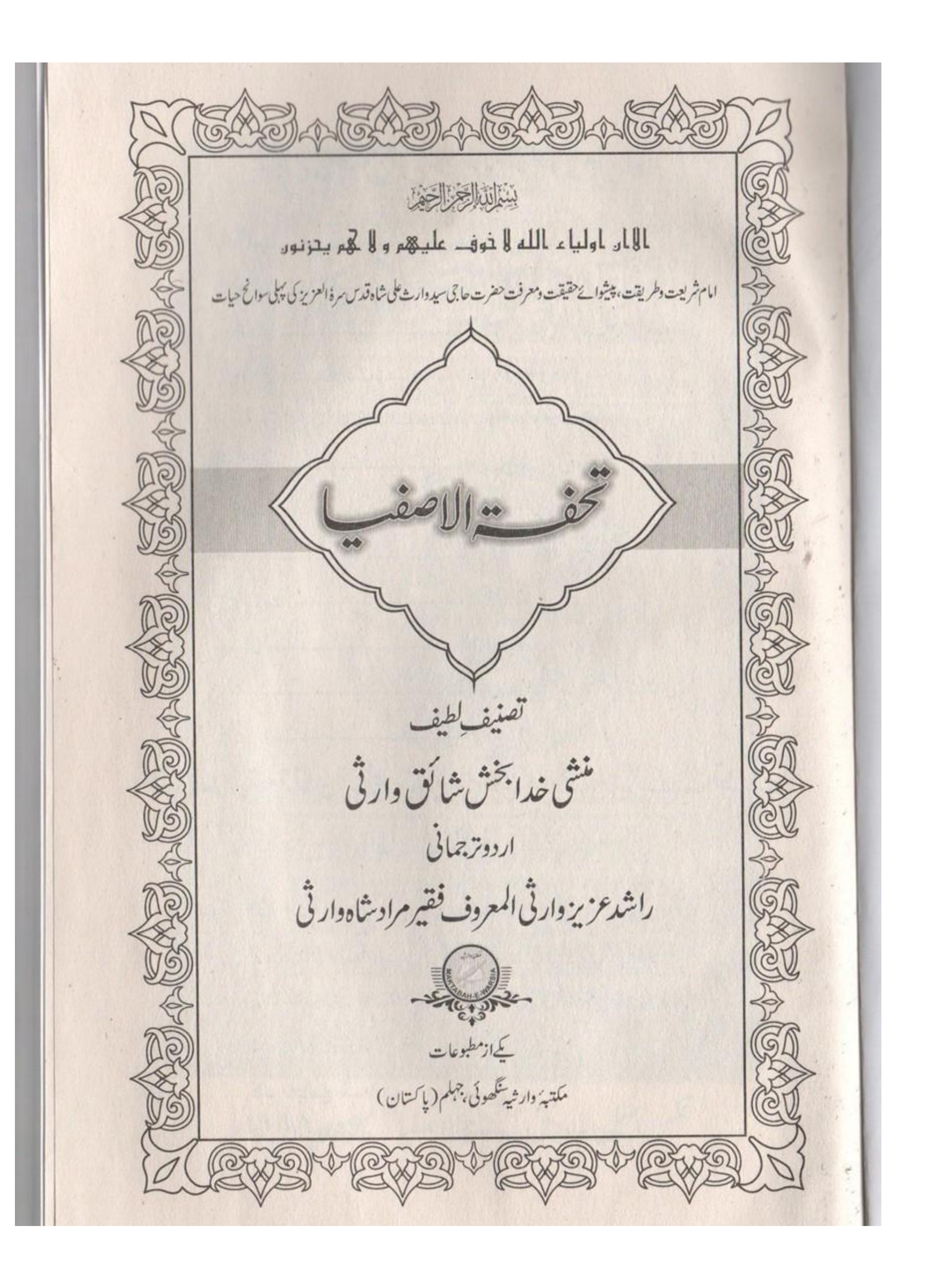


بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون

امام شریعت وطریقت، پیشوائے حقیقت ومعرفت حضرت حاجی سید وارث علی شاہ قدس سرہٗ العزیز کی پہلی سوانح حیات

تحفۃ الاصفیا

تصنیفِ لطیف

منشی خدا بخش شائق وارثی

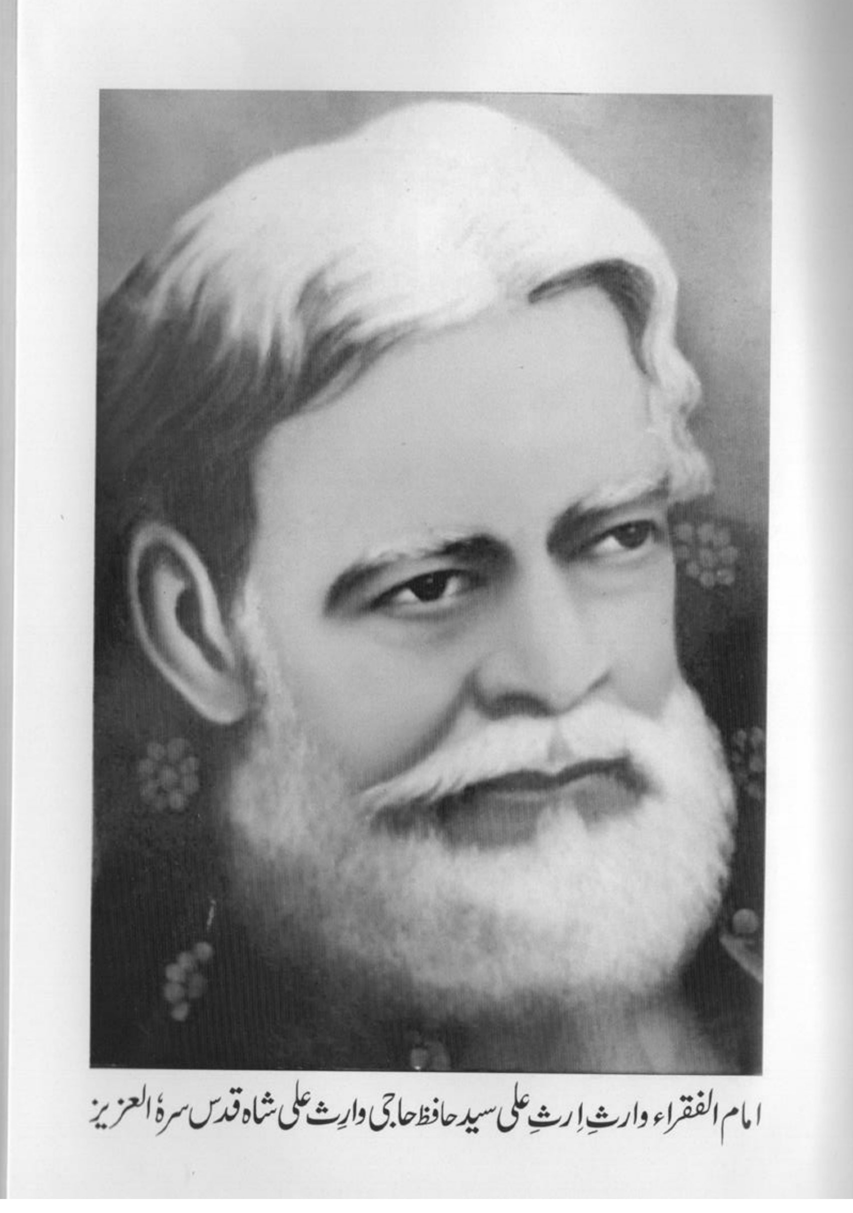
اردو ترجمانی

راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی

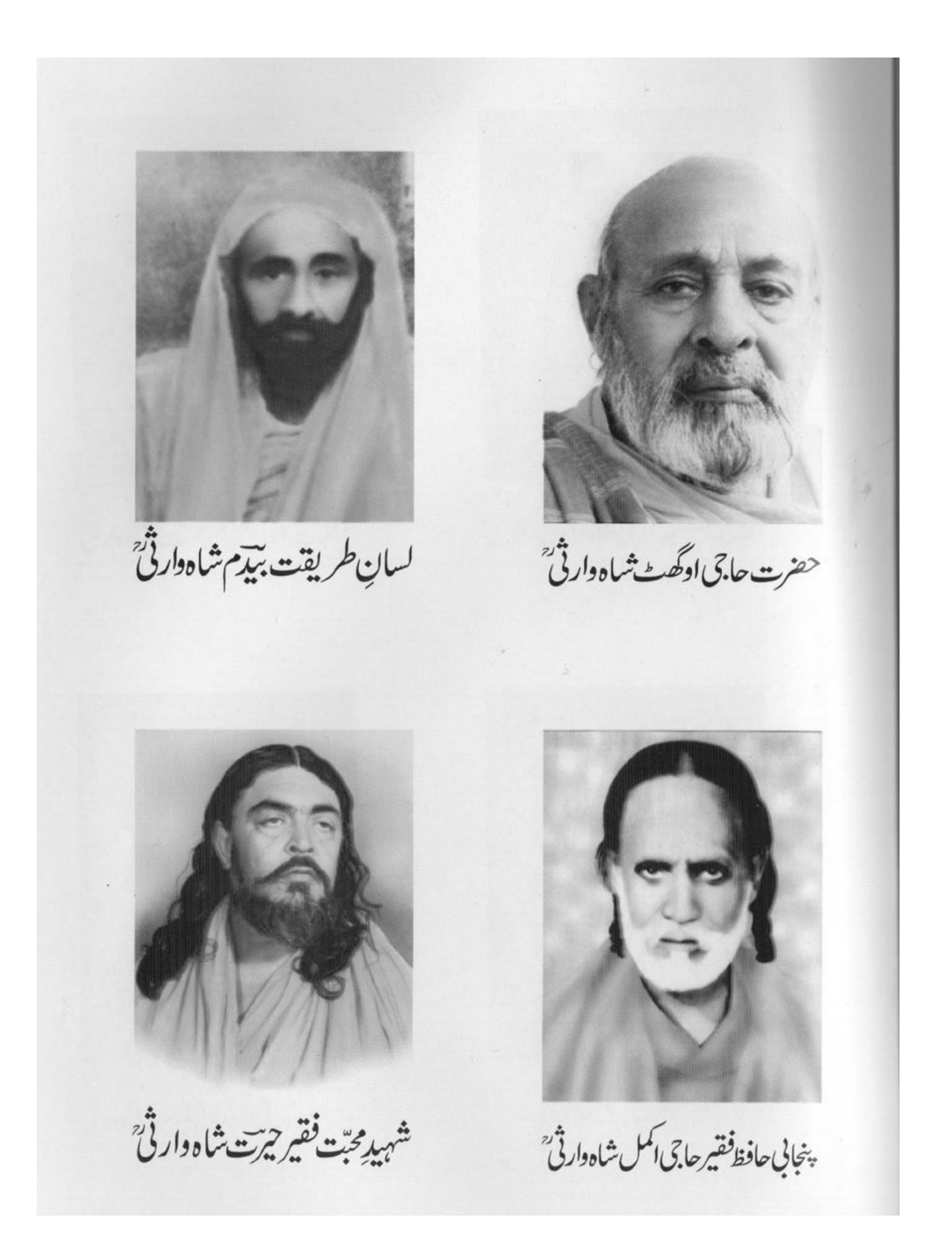
یکے از مطبوعات

مکتبہ وارثیہ سنگھوئی، جہلم (پاکستان)

فہرست



امام الفقراء وارثِ اِرثِ علی سید حافظ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہٗ العزیز

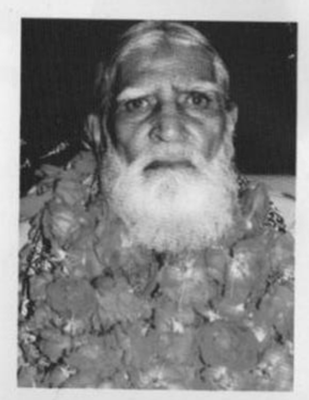


حضرت حاجی اوگھٹ شاہ وارثیؒ

لسانِ طریقت بیدم شاہ وارثیؒ

پنجابی حافظ فقیر حاجی اکمل شاہ وارثیؒ

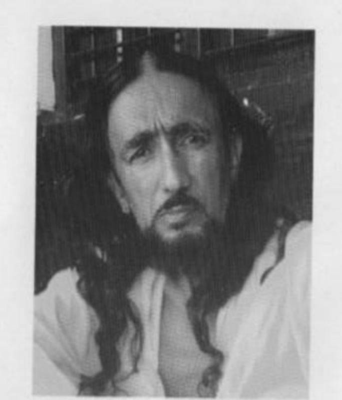
شہیدِ محبّت فقیر حیرت شاہ وارثیؒ



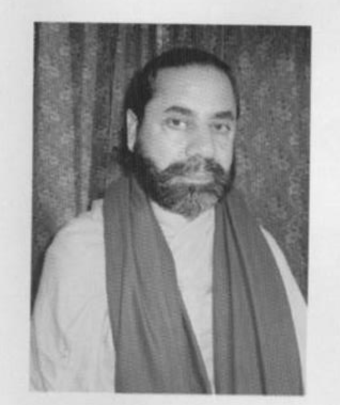
الحاج فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ



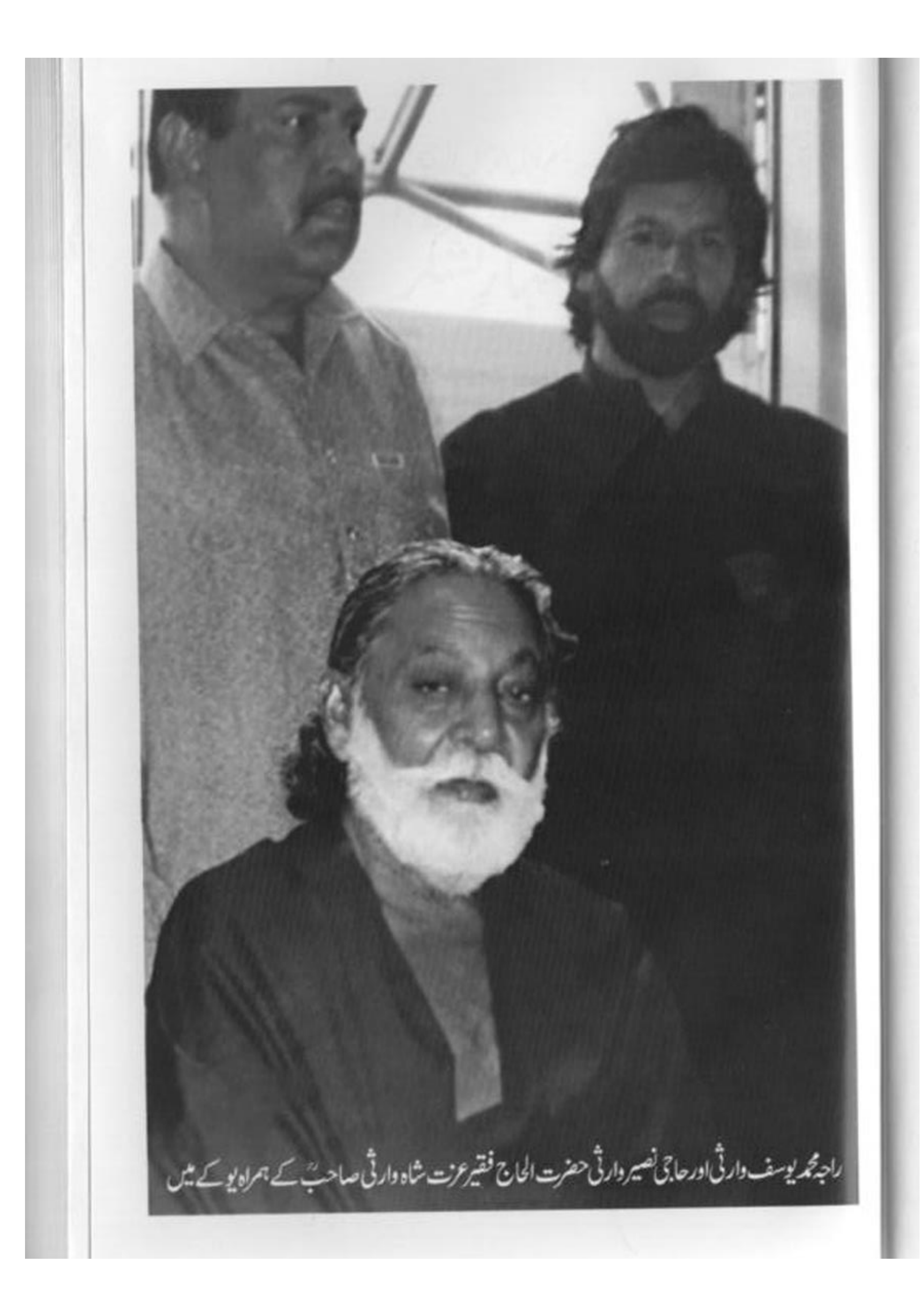
حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ



فقیر حکیم صابر شاہ وارثی



راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی



راجہ محمد یوسف وارثی اور حاجی نصیر وارثی حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی صاحبؒ کے ہمراہ یو کے میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہارِ تشکّر

میں تہہ دل سے اپنے ہردلعزیز

صاحبِ حال صاحبِ نظر صاحبِ دل مشفق ومہربان

استادالمکرّم مولانا عبدالسّلام چشتی حیدری صاحب

کا مشکور وممنون ہوں کہ جنہوں نے ہمیشہ تمام علمی وادبی، دینی وروحانی معاملات میں میری بھرپور رہنمائی فرمائی۔ اور ہر حال میں اپنا قیمتی وقت مجھے مرحمت فرمایا۔ میں دل کی گہرائیوں سے جناب کی روحانی وجسمانی صحت وسلامتی اور درازئ عمر کے لئے اللہ کریم سے دعا گو ہوں۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بحرمتِ سیدالمرسلین ﷺ۔

خاکِ درِ حبیب ﷺ

راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی

قطعۂ سالِ اشاعت

''مرحبا مرقعِ انوارِ تحفۃ الاصفیاء''

۲۰۲۰ء

تحفۃ الاصفیاء نسخۂ پُر ضیاء

اِس سے آئے گی ایمان و دیں پر جلا

حاجی وارث علی کا ہے یہ تذکرہ

تھے جو عالی نسب سیدِ ذی علیٰ

اُن کا سینہ خزینہ تھا عرفان کا

اُن سے پائی ہزاروں نے راہِ ہدیٰ

عمدہ تالیف ہے یہ خدا بخش کی

مہرباں جن پہ تھی ذاتِ رب العلیٰ

لائق داد ہیں راشد وارثی
منتقل اِس کو اردو زباں میں کیا
علم و حکمت کا ہے اِک یہ گنجِ گراں
روشنی اس سے پائیں گے شاہ و گدا
اِن کا اردو ادب پر ہے احسان یہ
ترجمہ کا ہوا مرحبا حق ادا
یہ سلامت رہیں دہر میں دیر تک
چشمہ جاری رہے ان کے فیوض کا
اس کا سال رسا کہہ دو فیضؔ الامین
''نور آسا زہے تحفۃ الاصفیاء''

۱۴۴۱ھ

ازقلم

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالویؒ

مونیاں شریف ضلع گجرات

حرفِ آغاز

ازقلم: راشد عزیز وارثی المعروف فقیر مراد شاہ وارثی

سعی پیہم، جہد مسلسل اور جستجوئے کامل انسان کو کبھی نہ کبھی منزل مقصود پہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ بچپن سے ہی مرشدِ کریم سرکار حضور عالم پناہ سیدنا حافظ حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز سے عقیدت ومحبت کا تعلق قائم ہو گیا۔ جس میں والد گرامی حکیم قاضی زاہد حسین وارثی المعروف فقیر مقصود شاہ وارثیؒ جیسی زیرک شخصیت کی تعلیم و تربیت، حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ، حضرت فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی اجمیریؒ اور حکیم فقیر صابر شاہ وارثی مدظلہ العالی کی محافل ومجالس اور نگاہِ کرم، پنجابی حافظ قبلہ اکمل شاہ وارثیؒ کی خانقاہ اقدس آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کی حاضریوں اور سلسلہ وارثیہ کے بنیادی مآخذ کے مطالعہ نے دن بدن اضافہ کیا۔

ان تمام بزرگان کی گفتگوؤں اور سلسلۂ وارثیہ کی قدیم مستند کتب میں اکثر ایک کتاب ''تحفۃ الاصفیا'' کے حوالے ملتے تھے۔ جو کہ شیخ منشی خدا بخش شائق وارثی دریا آبادی کی تصنیف تھی۔ اور جسے سرکار حضور وارثِ عالم نوازؒ کی پہلی سوانح حیات ہونے کا اعزاز اور آپ کی بارگاہِ اقدس میں پیش ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ کتاب سرکار وارث پاکؒ کی ظاہری زندگی میں ہی زیورِ طباعت سے آراستہ ہو گئی تھی۔

چونکہ تحقیق کا ذوق رکھنے والے احباب بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بھی موضوع پہ پہلی کاوش انتہائی زیادہ اہمیت کی حامل ہوا کرتی ہے۔ اور بعد کی تمام تر تحقیقات کے

لئے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ پھر وہ سوانح حیات کہ جو، جس شخصیت پہ لکھی گئی ہے، اس کی زندگی ہی میں شائع ہو جائے، بلکہ اس ہستی کی نظر تصدیق سے بھی گذر چکی ہو اس کی اہمیت وافادیت دوچند ہو جاتی ہے۔ ''تحفۃ الاصفیا'' ان تمام صفات سے متصف ہے۔ سرکار حضور عالم پناہؒ پہ اب تک جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب کی بنیاد اسی عظیم اوّلیں کتاب پہ ہے۔ اسی چیز کے پیش نظر میں نے اس کتاب کی تلاش اور اس کے ترجمہ کی کاوش کا فیصلہ کیا۔

میں نے ہندوستان، پاکستان اور انگلینڈ میں بے شمار لوگوں سے رابطے کئے اور مختلف کتب خانے چھان مارے لیکن یہ کتاب کہیں سے دستیاب نہ ہوئی۔ میں نے ہمت نہ ہاری اور تلاش جاری رکھی۔ اسی اثناء میں میرے ایک انتہائی عزیز اور مہربان دوست جناب صاحبزادہ حسن نواز شاہ نے خبر دی کہ آپ کی مطلوبہ کتاب خدا بخش لائبریری پٹنہ، بہار میں موجود ہے۔ پھر اسی سال انہوں نے کمال شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے مجھے اس کی پی ڈی ایف فائل منگوا کے دی۔ اس عنایت و نوازش پہ حسن بھائی کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں وہ کم ہے۔ میں تہِ دل سے ان کے علم و عمل میں برکت اور فلاحِ دارین کے لئے دعا گو ہوں۔

خدا بخش شائق کا تعلق دریا آباد (بارہ بنکی، یوپی) کے مردم خیز خطہ سے تھا۔ آپ کے والد گرامی منشی نبی بخش عاصیؔ دریا آبادی بھی اعلیٰ علمی و ادبی اور دینی و روحانی ذوق کی حامل شخصیت اور ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ تلاش بسیار کے بعد خدا بخش شائق صاحب کی درج ذیل کتب کی خبر ملی ہے:-

۱۔ تحفۃ الاصفیا، فارسی: مطبوعہ:

طبع اوّل: مطبع قیصری عظیم آباد پٹنہ، بہار، ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ بمطابق دسمبر ۱۸۸۸ء۔

طبع ثانی: انڈین کرانیکل پریس، بانکی پور، ۱۳۰۸ھ بمطابق ۱۸۹۰ء۔

۲۔ملفوظات حاجی وارث علی شاہ: خطی، ۱۸۷۷ء۔

۳۔دیوانِ شائق ''گلشن فیض''، فارسی: محررہ ۱۲۹۰ھ، مطبوعہ محرم الحرام ۱۳۰۵ھ۔

۴۔مثنوی شائق، فارسی: مطبوعہ: مطبع نامی منشی نول کشور، ۱۲۹۴ھ۔

ان تصانیف میں سے ''تحفۃ الاصفیا'' کا اردو ترجمہ طریقت کے شائقین کی نذر ہے۔ کسی دوسری زبان سے اپنی مادری زبان میں ترجمہ کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ چونکہ صاحبِ تصنیف اپنے مشاہدات اور وارداتِ قلبی قلمبند کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے تخیل اور باطنی کیفیات کو صحیح اور مکمل طور پہ سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ اسی وجہ سے بے شمار تراجم وہ ادبی لطف نہیں دیتے جو اصل کتاب اپنے اندر رکھتی ہے۔ پھر اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ ادبی محاسن کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ اصل مقصد و مدعا مصنف کے مطمۂ نظر کا ابلاغ بھی ہے۔ راقم جو کچھ قارئین تک پہنچانا چاہتا ہے اگر وہ نہ پہنچ سکے تو ایسے ترجمہ وتشریح کا کوئی فائدہ نہیں۔

میں نے کوشش کی ہے کہ اس نادر اور مستند ترین کتاب کو بہتر اور احسن روپ میں قارئین تک پہنچاؤں۔ اس مقصد کے لئے میں نے لفظی اور بامحاورہ دونوں قسم کے تراجم کا سہارا لیا ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ اصل متن کے زیادہ سے زیادہ قریب رہتے ہوئے مفہوم بیان کیا جائے تاکہ ترجمہ کا حسن بھی برقرار رہے اور متن کے مفہوم میں بھی کوئی کمی بیشی نہ ہو۔

جب میں نے ''تحفۃ الاصفیا'' کتاب کا نام سنا تو ذہن میں یہی تھا کہ اس

کتاب میں مختلف صوفیائے کرام اولیائے عظام کے احوال ہوں گے۔لیکن جب کتاب سامنے آئی، پڑھی تو پتہ چلا کہ مصنف نے یہاں اصفیا سے مراد صفات لی ہیں۔اصفیاء کا واحد صفی ہے، جو عربی زبان وادب میں خالص اور صاف کے لئے استعمال ہوتا ہے۔گویا ''تحفۃ الاصفیا'' سے مراد اپنے مرشدِ کریم حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز کی صاف ستھری، خالص اور پاکیزہ صفات کا تحفہ ہے۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے آخر میں مصنف نے سرکار حضور عالم پناہؒ کی کہی ہوئی چند ایک منظومات کو بھی پیش کیا ہے۔یہ ایک ایسی منفرد خصوصیت ہے کہ جو کسی اور کتاب میں موجود نہیں ہے۔اکثریت کو اس کا علم نہیں لیکن بزرگ فقراء کے اقوال کی صداقت اس کتاب نے ثابت کردی کہ سرکار وارث پاکؒ نے عالم جوانی میں حمد و نعت اور مناقب بھی نظم فرمائیں۔

جہاں تک اس کتاب کے فنی محاسن اور اس کے مصنف کی مختلف علوم وفنون اور اصناف پہ دسترس کا تعلق ہے تو اس کا اظہار آپ اس کتاب میں جا بجا پائیں گے۔قرآن وحدیث کے حوالے، جلیل القدر صوفیائے متقدمین کے ملفوظات، تاریخ نویسی کا اہتمام، قدیم استاد شعراء کے کلام سے مزین عبارتیں، نظم ونثر کا حسین امتزاج، خوبصورت تشبیہات واستعارات، سلاست وروانی، اچھوتی اور نئی نئی اصناف کا استعمال اس کتاب کی خوبی اور اس کے لائق مصنف کے علمی وادبی اور روحانی مقام ومرتبہ اور ذوق وشوق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔لیکن ان سب سے بڑھ کر یہ تصنیف لطیف مصنف کی اپنے مرشد کریم سرکار وارث عالم نوازؒ سے بے پناہ عقیدت ومحبت کا مظہر ہے۔اور دراصل یہی وہ بنیادی صفت ہے کہ جس نے اس تصنیف کو ایک ایسا

خوبصورت اور خوشنما باغ بنا دیا کہ ہر آنے والے نے اس سے خوشہ چینی کی۔اور فیضیاب ہوا۔

حرفِ آغاز کے آخر میں، میں اپنے احباب جناب صاحبزادہ حسن نواز سہروردی، جناب قاضی فاروق حیدر ابن قاضی حافظ نذر حسین شاؔد فاروقیؒ، راجہ محمد یوسف وارثی، حاجی محمد نصیر وارثی، حبیب احمد محبوبی، برادرم ضیاءالحق علوی وارثی، ڈاکٹر راشد علی اویسی، ایاز شہباز پرنٹرز اور اپنے انتہائی مہربان، شفیق اور محترم استادِ مکرم جناب مولانا عبدالسلام چشتی حیدری مدظلہ العالی اور جناب صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی چشتی سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تہ دل سے مشکور وممنون ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی دستیابی سے لے کر ترجمہ، ترتیب و تزئین اور اشاعت تک بھرپور معاونت کی۔اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اس کارِخیر میں تعاون پر جزائے احسن سے نوازے۔

یہاں میں خصوصیت کے ساتھ صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی چشتی سیالوی صاحبؒ کا ذکرِ خیر کرنا چاہوں گا۔میرا ان سے تعارف مشفق ومہربان بزرگ دوست حاجی مرید احمد چشتی سیالوی صاحب مرحوم ومغفور کے ذریعہ تقریباً بیس سال پہلے ہوا۔تب سے اب تک مسلسل آپ کی شفقتوں اور محبتوں سے مستفید ومستفیض ہو رہے تھے۔موصوف ایک عالم باعمل، عامل بے ریا، صوفئ باصفا اور شاعر بے بدل تھے۔حمد، نعت اور مناقب گوئی کے علاوہ انہیں اللہ کریم نے سب سے زیادہ جس میدان میں ملکہ عطا فرمایا تھا وہ فنِ تاریخ گوئی تھا۔جسے انہوں نے بامِ عروج تک پہنچایا۔اکثر اوقات میں نے انہیں کسی شخصیت کے بارے میں فقط چند الفاظ اور تواریخ

سے آگاہ کیا لیکن انہوں نے جو قطعہ تاریخ لکھ کے دیا وہ اُس شخصیت کے اس قدر مطابق ہوتا کہ گویا آپ نے اس شخصیت کو مل کے یا دیکھ بھال کے یہ نظم کیا ہو۔ یہ امر اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یقیناً آپ روحانی، باطنی نظام سے منسلک ایک ایسی صاحبِ نظر ہستی تھے کہ جن کی نگاہوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی تھی۔ آپ بے پناہ خصوصیات کے حامل انسان تھے۔ حلم و بردباری، شفقت و محبت، علم وعرفان، زہد و ورع، عفو و درگذر، صاف گوئی اور طبیعت و مزاج کی نرمی جیسی صفاتِ عالیہ نے موصوف کو ایک عام شخص سے ایک عظیم شخصیت بنا دیا۔ آپ جب بھی ملتے انتہائی محبت سے گلے لگاتے، شفقت فرماتے، عزت دیتے۔ واللہ وہ سلف صالحین کی ایک یادگار اور چلتی پھرتی تصویر تھے۔ جو ۲۱ دسمبر ۲۰۱۹ء کو ہم سے جدا ہو گئے۔

میں نے جب بھی انہیں کسی شخصیت، کتاب یا مقام کے حوالے سے قطعہ لکھنے کی درخواست کی تو انہوں نے فی الفور محض ایک دو دن کے اندر اندر انتہائی خوبصورت قطعہ لکھ کے بھیج دیا۔ اس کتاب ''تحفۃ الاصفیا'' کا قطعہ تاریخ اشاعت ان کی آخری یادگار ہے۔ میں نے حضرت کے وصال سے ایک ہفتہ قبل احتیاطاً کتاب کے پریس میں بھیجنے سے پہلے ہی آپ سے گزارش کی کہ اس کا قطعہ لکھ بھیجیں تو انہوں نے اگلے ہی روز ایک انتہائی خوبصورت قطعہ لکھ کے بھیج دیا۔ جو اس کتاب میں نذرِ قارئین ہے۔ دعا ہے کہ اللہ غفور الرحیم موصوف پہ بے بہا رحمتوں کا نزول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اپنے حبیب پاک ﷺ کے قرب سے نوازے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ۔

ترجمہ تصنیف ''تحفۃ الاصفیا''

حمد باری تعالیٰ جل شانہٗ

۱۔ حمد اس شہنشاہِ کون و مکاں کے لائق ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ یہ زبان کی تلوار کی آب و تاب کو بڑھاتی ہے۔

۲۔ جو کچھ ہوا اور مٹی اور نور و نار موجود ہیں۔ اس ذات باری تعالیٰ کا حسن ہر جگہ اور ہر شے میں دکھائی دیتا ہے۔

۳۔ ہر جگہ اسی کے جمال کا شہرہ ہے۔ کائنات کے ہر ذرہ نے اسی سے حصہ پایا ہے اور اسی سے فیضیاب ہوا ہے۔

۴۔ خدائے بزرگ و برتر ہی کے انوار سے پتھر ایک قیمتی موتی بن گیا ہے۔ اس کے اسرار سے قطرہ اعلیٰ موتی بن گیا۔

۵۔ آدمی کی کیا طاقت ہے، کیا حیثیت ہے کہ اس کے مقابلے میں حمدِ الٰہی کے معاملہ میں آسمان بھی پریشان ہے اور ستارے کی آنکھ بھی حیران ہے۔ یعنی سب اس معاملہ میں بے بس ہیں۔ اور اس کی حمد و ثناء کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

۶۔ کیفیت اور کمیت سے اللہ عزوجل کی ذات بابرکات مکمل طور پہ پاک ہے۔ نیز اللہ خوشی اور غمی سے بھی پاک ہے۔

۷۔ اللہ بزرگ و برتر کے اوصاف کا محل و مقام بہت بلند ہے۔ تو وہاں ہمارے وہم و خیال کا پرندہ کیسے پر مار سکتا ہے۔ اس کی پرواز کیا ہوگی۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کے اوصاف کے شاہد لوگوں کی باتوں کی طرف

توجہ نہیں دیتے۔ کیونکہ انہیں لوگوں کی تعریف کی حاجت وضرورت نہیں ہوتی۔

نعت وسرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام

۱۔ نعت اور تعریف فقط شہنشاہ دو جہاں ﷺ کے لئے جائز اور روا ہے۔ آپ کا جلوہ افروز ہونا مظہر نورِ خدا ہے۔

۲۔ نورِ قدیمی آپ کی تخلیق میں پوشیدہ ہے۔ جوہر حقیقی اور وجود ازلی آپ کی ذات سے ظاہر ہے۔

۳۔ والشمس والضحیٰ کا معنی آپ کی صورتِ مقدسہ ہے۔ اور بدر الدجیٰ کی معنوی صورتِ اطہر آپ ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ایک سورۃ کے قائم مقام ہے اور آپ اس سورۃ کی ایک آیت (نشانی) ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات مظہر شانِ صمدیت ہے۔

۵۔ کونین کے پیدا ہونے کا سبب آپ کا وجودِ پاک ہے۔ تمام تر بلندی وپستی آپ ہی کے طفیل ہے۔

۶۔ اس شہنشاہِ دو عالم ﷺ پر ہمیشہ درود وسلام ہو۔ آپ کی تمام آلؑ اور جملہ اصحابؓ پر بھی ہمیشہ سلام ہو۔

در منقبت آلِ اطہارؑ

۱۔ آپؐ کی آلؑ اطہار سورج اور چاند سے بڑھ کر چمکنے والی ہے۔ آپ کی آل میں سے ہر ایک فرد دین کا بادشاہ ہے اور منفرد شان رکھتا ہے۔

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ دریا کی مثل ہیں اور آپ کی آل اطہارؑ اس دریا سے نکلنے

والی ندی کی مانند ہیں۔ (اگر کوئی دلیل ہے تمہارے پاس تو بیان کر کہ) بھلا ندی دریا سے کیسے جدا ہو سکتی ہے؟

۳۔ اگر نبی رحمت ﷺ عزت و تکریم کا بادل ہیں تو آپ کی بے ریا آل پاکؑ اس بادل سے برسنے والی رحمت کا پانی ہیں۔

۴۔ اگر نبی پاک ﷺ کی ذاتِ انور روشنی دینے والا سورج ہے تو آپ کی آلِ پاکؑ اس سورج سے نکلنے والی کرنوں کی مانند ہیں۔

۵۔ اگر نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس دین کا درخت ہیں تو یقیناً اس درخت کی شاخیں آپ کی آلؑ کریم ہیں۔

در منقبت اصحاب کبارؓ

۱۔ دین کے ارکان آپ کے چار یارؓ ہیں۔ وہ مہر و محبت سے پُر ہیں اور مکر و فریب سے خالی ہیں۔

۲۔ ان میں سے ہر ایک دین کے اسرار کا خزانہ ہے۔ دین کی مشکلات کو ان میں سے ہر ایک آسان کرنے والا ہے۔

۳۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی دین کا محل بنانے میں صرف کی۔ اور اس دین کو مضبوط کرنے کے لئے انہوں نے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔

۴۔ ان میں سے ایک صداقت کے تاج سے سرفراز ہوئے۔ ایک (دوسرے) عدل کے میدان میں سربلند ہوئے۔ دین آپ کے دور میں عدل کی بلندی پہ پہنچا۔

۵۔ ان میں سے ایک (تیسرے) نے حلم اور حیا کا مقام ارفع پایا۔ اور ایک

(چوتھے) نے بزورِ شمشیر درِ خیبر اہل اسلام کے لئے کھولا۔

۶۔ کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت کیسے دے سکتا ہے۔ جب کہ ان میں سے ہر ایک ان اوصاف کا جامع ہے۔

۷۔ آپ کے چاروں یار حرم کی دیواریں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کعبہ کی طرح عزت و آبرو والا ہے۔

۸۔ ہماری مراد ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ ہیں۔ جو اہل صدق، صاحبِ عدل، حامل شرم و حیا اور منبع ولایت ہیں۔

عرض کیفیت مؤلف

بہ تحریر مناجات در بارگاہِ قاضی الحاجات

۱۔ اے شہنشاہوں کے شہنشاہ میں دست بستہ، پاشکستہ، عذر خواہ تیری بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔

۲۔ یا اللہ میں گناہوں سے بھرا ہوا ہوں۔ میرا چہرہ گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہے۔ میری خراب خستہ حالت کی طرف ایک نگاہ فرما دیجئے۔

۳۔ میرے جرم اور خطاؤں کو معاف فرمائیے۔ اے خشکی اور تری کے بادشاہ مجھ پہ رحم فرمائیے۔

۴۔ میری بڑی بڑی غلطیوں کو نہ دیکھئے۔ بلکہ اپنی رحمت کی ایک نظر مجھ سیاہ کار پہ فرما دیجئے۔

۵۔ یا اللہ اگر آپ کی رحمت میری مددگار نہ ہوئی تو میں بے کار رہوں۔ مجھ سے

کوئی کام نہ ہو سکے گا۔

۶۔ یااللہ! آپ کے سوا کون ہے جو میری مدد کرے۔ سوائے اس کے کہ آپ کا لطف وکرم میری غمخواری کرے۔

۷۔ اپنے جرم وعصیاں کو جب میں یاد کرتا ہوں تو شاخِ بید کی طرح کانپ اُٹھتا ہوں۔

۸۔ میں ایک ہوں اور سو آرزوئیں دل میں رکھتا ہوں۔ یقیناً میں ان کے ہاتھوں عاجز ہو گیا ہوں جس طرح گدھا کیچڑ میں عاجز آجاتا ہے۔

۹۔ میں ایسا دل رکھتا ہوں جو سوچوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہاتھ میں تسبیح ہے اور دل کام میں مصروف ہے۔

۱۰۔ میں اکثر خواہشاتِ نفس کے ہاتھوں بے بس ہو گیا ہوں۔ ہائے افسوس! کہ میں آج عاجز آچکا ہوں۔

۱۱۔ ہائے اس ظالم نفس نے ہمیشہ ہاتھ دکھایا اور ہر لحہ ایک نیا ہی رنگ دکھایا۔

۱۲۔ اے پریشاں اور زخمی دل خدا بخش! تو اپنے رب کریم کی مہربانی پہ توجہ رکھ۔

۱۳۔ اگر اس کا لطف وکرم مجھ پہ ہو گیا تو میرے گناہ نیکیوں میں بدل جائیں گے اور طاعت کی طرح روشن ہوں گے۔

دَر وصفِ مرشد

۱۔ آجا ساقی! آجا۔ میں تیرا مرید ہوں، کہ تو بے حد شہرت رکھتا ہے۔

۲۔ اس زخمی دل کے پیمانے میں مئے عرفاں کا ایک گھونٹ ڈال تا کہ میں اس

قابل ہوجاؤں کہ اپنے مرشد کریم کی تعریف بیان کرسکوں۔

۳۔ (اس کے فیض سے) میرا قلم آج رات بہت ہی خوب لکھ رہا ہے۔ اور میرا نامہ اڑنے والے پروں کا حامل بن گیا ہے۔

۴۔ میں اپنے مرشد کریم کی توصیف بیان کرنے کا خیال رکھتا ہوں۔ جو ایسا شاہ ہے کہ سورج اور چاند کو روشنی عطا کرنے والا ہے۔

۵۔ وہ ایسا شاہِ خوباں ہے کہ اگر اپنی مسحور کن نگاہوں سے اشارہ کر دے تو عشاق اپنی جانیں تک وار دیں۔

۶۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ جس کا حکم تمام مخلوقات پہ چلتا ہے۔ جو حبیب احمد مرسل ﷺ اور محبوب خدا ہیں۔

۷۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ندیم خاص ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی آلِ اطہرؑ پہ قربان ہونے والے ہیں۔

۸۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ کے احکامات پہ عمل پیرا ہونے کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہتے ہیں۔ اور آپؑ کے یارانِ ذیشان پہ قربان ہونے والے ہیں۔

۹۔ آپ کی خوشبو کے بارے میں اہل فلک تسبیح کناں ہے۔ اور فرشتے آپ پہ صلِ علیٰ پڑھتے ہیں۔

۱۰۔ ان کا دل اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہے اور حق ان کے ساتھ اس طرح ملا ہوا ہے جس طرح پھول خوشبو کے ساتھ اور خوشبو پھول کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے۔

۱۱۔ واہ واہ! سبحان اللہ۔ اللہ کی قسم کیا ہی بلند اور عالی بارگاہ ہے۔ آپ معرفت کے آسمان کا سورج ہیں۔

۱۲۔ اگر آسمان آپ کے نزدیک چمکدار چہرے کی مانند ہے تو عرش آپ کے نزدیک مانندِ فرش ہے۔

۱۳۔ اہل عالم آپ کے نور سے ہدایت پاتے ہیں اور سورج آپ کے خادموں میں سے ایک ہے۔

۱۴۔ آپ کے وجودِ مبارک کو نور کے غلاف سے ڈھک دیا گیا ہے اور آپ کو بنی نوع انسان کے لئے بطورِ وسیلہ شہرت عطا ہوئی ہے۔

۱۵۔ جب وہ کسی پہ نگاہِ کرم ڈالتے ہیں تو اس کے سوئے ہوئے نصیب جاگ اٹھتے ہیں۔

۱۶۔ اگر آپ کی چشمِ مخمور نیند پسند کرے تو جنت کی حوریں اپنی زلفوں سے آپ کے رُخِ انور سے مگس رانی کرتی ہیں۔

۱۷۔ آٹھوں جنت کے دروازوں کی چابیاں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ اور فرشتے آپ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔

۱۸۔ بات کرتے وقت جب آپ اپنے لب کشا فرماتے ہیں تو غنچے آپ پہ درود پڑھتے ہیں۔

۱۹۔ آپ حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا نشان ہیں۔ اگرچہ اسرارِ حق آپ کی زبان میں پوشیدہ ہیں۔

۲۰۔ بلبل آپ کی تعریف میں غزل خواں ہے۔ آپ کی خوشبو سے پھول کا پیراہن چاک ہو گیا ہے۔

۲۱۔ ہر شخص جو بھی زبان جانتا ہے وہ اسی زبان میں آپ کی تعریف کر رہا ہے۔

۲۲۔ عقل کا گھوڑا اس قدر تیز رفتاری کے باوجود آپ کی تعریف کے راستے میں رسائی نہیں رکھتا۔

۲۳۔ جناب حاجی وارث علی شاہ اللہ کی قدرت کا اک نشان ہیں، بلندی کا آسمان ہیں اور مرتبہ کے لحاظ سے بادشاہ ہیں۔

خداوندِ عالم کی حمد وثنا اور رسول اکرم ﷺ کی تعریف کے بعد یہ فقیر حقیر کمترین خلائق خدا بخش متخلص بہ شائق، اللہ اس کے گناہ معاف فرمائے اور اس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے، جو اودھ کے قصبہ دریا آباد کا رہنے والا ہے، اللہ تعالیٰ برے حالات سے اس کی حفاظت فرمائے اور شعورِ مطالعہ عطا فرمائے، کتب لطیف واقفِ اسرار دیوانِ حافظؒ، مثنوی مولانا رومؒ کہ جن کی مثل موجود نہیں ہے اکثر اس کی مطالعہ میں مصروف رہتا ہے۔ اور ان کتابوں کو رات دن اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتا ہے۔ دورانِ مطالعہ ایک دن جب یہ اشعار نظر سے گزرے تو ہوش ٹھکانے آ گئے:۔

۱۔ پیر پکڑ لے کہ طریقت کا سفر بغیر مرشد و رہبر کے آفتوں اور خوف و خطر سے بھرا ہوا ہے۔

۲۔ جو شخص بغیر پیر و مرشد کے اس راہ پہ چلتا ہے وہ شیاطین کے ہاتھوں گمراہ ہو جاتا ہے اور کنوئیں میں جا گرتا ہے۔

ان اشعار کے نظر سے گزرتے ہی میں فوراً ایک مرشدِ باوقار کے دیدار کی تمنا دل میں لئے ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ایک دن جناب کرامت انتساب سادھو میاں صاحب سدھوری سے اس سلسلہ میں میں نے پوچھا کہ جناب ارشاد فرمائیے کہ بیعت فرض ہے یا واجب، سنت ہے یا مستحب؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے اختصاص

میں بہت اختلاف ہے۔ اور مختلف اقوال بہت زیادہ ہیں۔ کچھ لوگ اس پر قائم ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی طرف رسائی حاصل کرنے کے لئے کوئی وسیلہ اختیار کرو۔'' اس وجہ سے بیعت کا حکم واضح فرض معلوم ہوتا ہے۔ اور سب کاموں سے اس کا مقدم ہونا ضروری محسوس ہوتا ہے۔ بعض اس کی تردید کرتے ہیں کہ اگر بیعت فرض ہوتی تو اس کا منکر کافر ہوتا۔ حالانکہ بیعت کا انکار کرنے والا بالاتفاق کافر نہیں ہے۔ بہر کیف جس طرح بھی ہو بیعت کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ گناہوں کا ترک کرنا اور تقویٰ پر استقامت اختیار کرنا اس کے بغیر مشکل ہے۔ بیعت کے بغیر سلوک کے راستہ میں قدم نہ رکھو۔ عقل مندوں نے کہا ہے کہ جس کسی کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

اس سلوک کے راستے پر انتہائی عقل مندی کے ساتھ قدم رکھنا چاہئے۔ بغیر سوچے سمجھے کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔ مولانا رومؒ ارشاد فرماتے ہیں:۔ (ترجمہ شعر) اکثر اوقات شیطان انسان کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے اس لئے ہر آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

جناب موصوف کی ہدایت کے مطابق ہزار جگہوں پر تلاش کرنے کے بعد ایک کامل کے بارے میں سنا۔ مگر صحیح معلوم نہ ہو سکا۔ یاد رہے کہ اکثر صاحب جوش اپنی کوششوں میں ناکام رہتے ہیں۔ عقل مندوں نے کہا ہے:۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے فقیر! فقر و تقویٰ کیا ہے؟ اس کا معنی یہ ہے کہ بادشاہ اور امیر آدمی سے لاطمع ہو جانا۔

۲۔ بادشاہ کے دروازے پر نہ جا اور اس کا چہرہ نہ دیکھ۔ اگر چہ قارون کا خزانہ بھی

دے تو اس کی طرف نہ دیکھ۔

علاوہ ازیں میں یقینی طور پہ جانتا ہوں کہ کوئی زمانہ اللہ کے ولی سے خالی نہیں ہوتا۔ چونکہ عقل مندوں نے کہا ہے:۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ قدیم نور سے ایک چمک ظاہر ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ پاک میں ٹھہر گئی۔

۲۔ جب نبی پاک ﷺ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی تو یہ قبا مولا علیؑ پر راست آئی۔

۳۔ جب مولا علیؑ نے جنت میں ٹھکانہ بنایا تو یہ صفت اولیائے کرامؒ میں منتقل ہوئی۔

۴۔ ہمیشہ اولیاء اللہ قائم اور موجود ہیں، یکے بعد دیگرے۔ فرشتوں کی طرح پاک سیرت پاک صورت ہیں۔

۵۔ آسمان کی گردش اللہ کے ولی سے خالی نہیں۔ کبھی ولی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پوشیدہ۔

۶۔ اللہ کے ولی کی کرامت کا انکار نہ کر۔ بدگمانی کے راستے پر نہ چل۔

۷۔ اگر تو کامل اعتقاد اور صاف دل رکھتا ہے تو سچی بات یہی ہے کہ تو اس سچی بات کے خلاف نہ جان۔

۸۔ پاک ہو جا۔ اے پاک سیرت! پاک ہو جا۔ آگ کی طرح اپنا سر بلند نہ کر۔ ہلکہ مٹی کی طرح بن۔ یعنی عاجزی اختیار کر۔

۹۔ ہوش کر اور سمجھ دار بن جا اور میری بات غور سے سن۔ بزرگوں کی کرامات پر

شک نہ کر۔

۱۰۔ اچھی سوچ رکھ اور اچھائی دیکھ اور اچھی بات کہہ۔ اللہ کے عاشقوں کے عیب ہرگز تلاش نہ کر۔

پس بڑی تلاش کے بعد، اکثر شہروں کے سفر کرنے کے بعد اور اپنے زمانے کے بعض صالح لوگوں کی قدم بوسی کے بعد صفاتِ حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ کے حامل بزرگ جناب تقدس مآب قطب زمان محبوب یزدان سلطان العارفین برہان المحققین خلیفہ الٰہی علامۂ علوم لامتناہی امام شریعت پیشوائے طریقت عالم حقیقت معرفت آگاہ حضرت سید وارث علی شاہ حاجی الحرمین الشریفین، اللہ عزوجل آپ کو لمبی زندگی عطا فرمائے، آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی کرامات میں اضافہ فرمائے، جس ہستی کے بارے میں یہ صفات سنی تھیں جب ان کی زیارت کی تو بے اختیار میری زبان پر یہ شعر جاری ہوگیا:۔

(ترجمہ شعر) اے وہ شخص کہ جس نے سنا لیکن دیکھا نہیں بہتر یہ ہے کہ اب تو مزید چلنا (یعنی تلاش و جستجو کرنا) اور سننا چھوڑ دے اور اپنی آنکھ سے دیکھ۔

اچانک دلی سے ایک عزیز سید سرفراز علی تفریق دار قصبہ انچولی، پرگنہ دریا آباد، ضلع بارہ بنکی دوڑتا دوڑتا آیا۔ اور یہ مژدۂ جان نواز سنایا کہ خلاصۂ خاندانِ رسول الثقلین سید وارث علی شاہ صاحب حاجی الحرمین الشریفین ردولی شریف میں تشریف لا رہے ہیں۔ آج وہ قصبہ دریا آباد میں رونق افروز ہوں گے۔ اس وجہ سے کہ تیر جگر دوز آپ کی قدم بوسی سے قبل ہی میرے دل میں لگا ہوا تھا، فوراً اس خوشخبری کو سن کر انتہائی خوشی اور شوق کے ساتھ میں اٹھا اور اس نعمت غیر مترقبہ کو اپنے لئے فوزِ عظیم سمجھتے

ہوئے دور تک آپ کا استقبال کرنے کے لئے گیا۔ اور اپنے فقیر خانہ کو روشنی اور رونق بخشنے کے لئے آپ کو دعوت دی۔ اسی جمعہ کے مبارک دن ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۶۸ھ کو اس پھولوں جیسے رُخِ انور والی ہستی سے شرف بیعت حاصل کیا۔ یوں سمجھئے کہ بیعت ہو کر میں نے ساتوں ولایتوں کی حکمرانی حاصل کر لی۔ اور فخر و ریا کو چھوڑتے ہوئے میں آسمان کی بلندی پہ پہنچ گیا۔ جس وقت وہ دست ید الٰہی میرے ہاتھ میں آیا تو کیا بیان کروں کہ میرے سیاہ دل پر کیا کیفیت طاری ہوگئی۔ (شعر)

مطلع دل پہ مرے چھایا تھا زنگار خودی

چاند بدلی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیعت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد میں نے آنجناب سے پوچھا کہ میں کون سے سلسلہ عالیہ کے ساتھ خوش نصیب اور سعادت مند بنا ہوں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قادریہ خاندان اور خواجگانِ چشت اہل بہشت کے ساتھ تو وابستہ ہوا ہے۔ اور اسی بنا پر ہمیشہ شجرۂ قادریہ پڑھنے کی اجازت ملی۔ چنانچہ خاکسار نے اس شجرہ کو منظوم صورت میں پیش کر دیا۔ تا کہ اس کو یاد کرنا آسان ہو جائے اور اس سلسلۂ عالیہ کے پیروکاروں کو دشواری پیش نہ آئے۔ میں نے اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ پہلے مصرع کو پیرانِ طریقت کے اسماءِ گرامی سے آراستہ کروں اور دوسرے مصرع میں اپنا مطلب و مدعا بیان کروں۔ یوں ان نامور ہستیوں کے اسماء کی برکت سے دونوں جہانوں کا فیض حاصل کروں۔ یہ شجرہ شریف آنجناب کی نظر سے گزرا تو آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور بہت اچھے خطاب سے اس شجرہ نے شہرت پائی۔ آنجناب نے اس کی نقلوں کو تقسیم کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اسی طریقہ سے اسی جگہ یہ

تحریر کیا گیا۔ یا اللہ! تمام برادرانِ اسلام کے صدقے سب کو اس کا فیض پہنچے۔

رباعی حسبِ حال فقیر

۱۔ میں نظم اور نثر کی واقفیت نہیں رکھتا کہ میں بلاغت کے راستے میں پاؤں رکھوں۔

۲۔ لیکن اگر موت کی فوج سر پر آ جائے تو میں اپنا سانس مُرشد کے ذکر میں تمام کروں۔

شجرہ طیبہ قادریہ

سپاس و حمد بے حد مر خدارا درود و نعت شاہِ انبیاءؑ را

الٰہی بہرِ اسمِ اعظمِ تو دلِ ما شاد بادا در غمِ تو

الٰہی حرمتِ طٰہٰ و یٰسین سرم بادا بہ پائے سرورِ دین

الٰہی حرمتِ ساقیٔ کوثر مگر دان شرمسارم روزِ محشر

الٰہی حرمتِ شبیر و شبر طوافِ کربلا گردان میسر

الٰہی حرمتِ سجادِ جواد بچشم سرمہ از خاکِ نجف باد

الٰہی حرمتِ باقر و جعفر نصیبم کن طوافِ بیتِ اطہر

الٰہی حرمتِ موسیٰ کاظم نیابد دست بر من نفسِ ظالم

الٰہی حرمتِ موسیٰ رضائے بکن حاجاتِ محتاجان روائے

پئے معروف کرخی یا الٰہی میفگن ہیچ کس را در تباہی

بحق آن سری سقطی پر فن ز آفاتِ جہان باشیم ایمن

بحق آن جنیدِ نکتہ دانے — بجنت دہ مرا یا رب مکانے
بحق شبلی عرفان پناہے — خداوندا سوئے مسکین نگاہے
پئے عبدالعزیز آنجہانے — نیفتم در بلائے ناگہانے
بحق عبدِ واحد بادشاہا — بفرما عفو تقصیراتِ مارا
بحق بوالفرح طرطوس سرور — نگردد، از برائے نان بہر در
الٰہی حرمتِ آن بوالحسن شاہ — بر آید مدعائم حسبِ دلخواہ
بحق بوسعید پاک دامان — نگردد آل و اولادم پریشان
خداوندا بحق غوثِ اعظم — نباشد جز تو ام پروائے عالم
بحق عبد رزاق معظم — مجلّٰی در دلم کن اسمِ اعظم
بحق آن محی الدین صالح — نگاہم دار از افعالِ طالح
بحق سید احمد یا الٰہی — مکافاتِ عمل از من نخواہی
پئے سید علی شاہِ والا — شود خاکِ مدینہ مدفنِ ما
بحق شیخ موسیٰ وقت مردن — نگردد دشمنِ دین رہزنِ من
الٰہی حرمتِ سید حسن شاہ — نجاتم بخش از سکراتِ جانکاہ
بحق شیخ بوالعباس شاہا — بفرما خاتمہ بالخیر مارا
بحق آن بہاؤالدین رہبر — زند جوش از دلم اللہ اکبر
الٰہی حرمتِ سید محمد — کنم نظارۂ انوارِ سرمد
پئے شاہِ جلالِ معرفت کوش — شوم با شاہدِ مطلب ہم آغوش
بحق آن فرید بھکر پاک — بگذران از صراطم چست و چالاک

بحق شاہ ابراہیم ملتان　　به بر یا رب مرا همراه ایمان
بحق شاه ابراہیم بھکر　　بده جامے پر از تسنیم و کوثر
بحق شاه امان الله ابرار　　ز قہرِ خود مرا یا رب نگهدار
پئے شاه حسین عرش سیرے　　نباشم جز خدا محتاج غیرے
الٰہی حرمتِ شاه ہدایت　　عطا فرما مرا توفیقِ طاعت
الٰہی حرمتِ عبدالصمد شاه　　دلم را پاک کن از ماسوااللہ
بشاهِ عبدرزاق نکو ذات　　امان ده یا رب از مرگِ مفاجات
بحق شاه اسماعیل کامل　　شوم در زمرۂ عشاق شامل
پئے آن شاکر الله گہر ریز　　خداوندا بایمانم برانگیز
بحق آن نجات الله اقدس　　جمالِ پاکِ احمد بینم و بس
الٰہی حرمتِ خادم علی شاه　　به بخشا بر من گم کردۂ راه
طفیلِ حاجیٔ وارث علی شاه　　شود کوهِ گناہم چون پر کاه
بحق این همه حضرات یا رب　　بر آید هر چه کردم عرض مطلب
بمرگ و قبر و حشر و هم بهر جا　　الٰہی باد وارث رہبرِ ما
توئی غفار و ستار و خطا بخش　　گناہم را به محشر یا خدا بخش
بعض می گویند از اربابِ دین　　در حق معروف کرخی این چنین
کان شہنشاهِ جہان عالی جناب　　شد هم از داؤد طائی کامیاب
یافتہ او از حبیب عجمی کلاه　　در ربوده گوئے نور از مهر و ماه
وآن شہِ والا گہر شد کامیاب　　از جنابِ سرورِ دین بوتراب

شد ز ذاتِ پاک احمد کامران   وآن علی سرورِ کون و مکان

صد تحیت صد درود و صد سلام   باد بر شاہنشہِ خیر الانام

نعمت از داؤد و از موسیٰ رضا   الغرض معروف را گشتہ عطا

(ترجمہ) شجرہ طیبہ قادریہ

۱۔ تمام تر حمد اور تعریف اللہ کے لئے ہے۔ درود اور نعت شاہِ انبیاء کے لئے ہے۔

۲۔ یا اللہ تیرے اسم اعظم کے صدقے، تیرے غم میں ہمارا دل ہمیشہ خوش رہے۔

۳۔ یٰس اور طٰہٰ کے صدقے، میرا سر سرورِ دین کے پاؤں پہ نثار ہے۔

۴۔ یا اللہ ساقیٔ کوثر کے صدقے، روزِ محشر مجھے شرمسار نہ کرنا۔

۵۔ یا اللہ سیدنا امام حسنؑ اور سیدنا امام حسینؑ کے صدقے، مجھے کربلا کی سرزمین کا طواف کرنے والا بنا دے۔

۶۔ یا اللہ سجاد وتخی سیدنا امام زین العابدینؑ کے صدقے نجفِ اشرف کی خاک کو میری آنکھ کا سرمہ بنا دے۔

۷۔ یا اللہ امام باقرؑ اور امام جعفرؑ کے صدقے اپنے پاکیزہ گھر کا طواف کرنے والا بنا دے۔

۸۔ یا اللہ امام موسیٰ کاظمؑ کے صدقے ظالم نفس کا مجھ پر غلبہ نہ ہو۔

۹۔ یا اللہ امام موسیٰ رضاؑ کے صدقے ہم محتاجوں کی ضرورتوں کو پورا فرما دے۔

۱۰۔ یااللہ حضرت معروف کرخیؒ کے صدقے کسی شخص کو تباہ نہ کر۔

۱۱۔ حضرت سری سقطیؒ کے صدقے، جو اپنی ولایت میں کامل ہیں، ہم سب جہان کی تکلیفوں سے مطمئن ہو جائیں۔

۱۲۔ حضرت جنید بغدادیؒ، جو ولایت کی باریکیاں جاننے والے ہیں، ان کے صدقے میں مجھ کو جنت میں مکان عطا فرما۔

۱۳۔ حضرت شیخ شبلیؒ کے صدقے، جو معرفت میں کامل ہیں، خداوندا مجھ مسکین کی طرف نگاہِ رحمت فرما۔

۱۴۔ حضرت عبدالعزیزؒ کے صدقے، میں اُس جہان میں اچانک تکلیف میں مبتلا نہ ہو جاؤں، اس بلائے ناگہانی سے مجھے بچانا۔

۱۵۔ حضرت عبدالواحدؒ کے صدقے اے بادشاہ عالمین ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔

۱۶۔ حضرت ابوالفرح طرطوسیؒ کے صدقے میں، مجھ کو روٹی کی خاطر ہر دروازے پر چکر لگانے والا نہ بنا۔

۱۷۔ یااللہ ابوالحسنؒ کے صدقے میرے مقصد کو میرے دل کی چاہت کے مطابق پورا فرما۔

۱۸۔ حضرت بوسعیدؒ پاک دامن کے صدقے میری آل اور اولاد پریشان نہ ہو۔

۱۹۔ یااللہ حضور غوث اعظمؒ کے صدقے تیرے سوا مجھے اور کسی کی پرواہ نہ ہو۔

۲۰۔ حضرت عبدالرزاق معظمؒ کے صدقے اسم اعظم کو میرے دل میں روشن و ظاہر کر دے۔

۲۱۔ محی الدینؒ صالح کے صدقے مجھے افعال بد سے بچا۔

۲۲۔ یا اللہ سید احمدؒ کے صدقے مجھے مکافاتِ عمل کے چکر میں نہ پھنسانا۔

۲۳۔ بلند مرتبہ سید علیؒ کے صدقے مدینہ شریف کی مٹی ہمارا مدفن بنالے۔

۲۴۔ حضرت شیخ موسیٰؒ کے صدقے مرنے کے وقت دشمنِ دین شیطان مجھ پر حملہ نہ کر سکے۔

۲۵۔ یا اللہ سید حسن شاہؒ کے صدقے موت کی غشی کی جانکاہ تکلیف سے مجھے نجات دے۔

۲۶۔ حضرت شیخ ابو عباسؒ کے صدقے یا الٰہی ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرما۔

۲۷۔ حضرت بہاؤ الدینؒ رہبر کے صدقے اللہ اکبر کا جوش میرے دل سے ظاہر فرما۔

۲۸۔ یا اللہ سیدؒ محمد کے صدقے، میں دائمی سرمدی انوار کا نظارہ کر سکوں۔

۲۹۔ حضرت شاہ جلالؒ کے صدقے، جو معرفت میں کوشاں تھے، میں اپنے مقصد کو حاصل کرنے والا بن جاؤں۔

۳۰۔ حضرت شیخ فرید بھکرؒ کے صدقے مجھے صراط مستقیم پہ باہوش وحواس چلنے والا بنا دے۔

۳۱۔ حضرت شاہ ابراہیم ملتانیؒ کے صدقے اس دنیا سے ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر فرما۔

۳۲۔ حضرت شاہ ابراہیم بھکرؒ کے صدقے مجھے کوثر وتسنیم سے لبریز جام عطا فرمانا۔

۳۳۔ حضرت شاہ امانؒ اللہ کے صدقے مجھے اپنے غیض وغضب اور قہر سے بچا۔

۳۴۔ عرش کی سیر کرنے والے شاہ حسینؒ کے صدقے مجھے اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کا محتاج نہ کرنا۔

۳۵۔ یا اللہ شاہ ہدایتؒ کے صدقے مجھے اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرما۔

۳۶۔ یا اللہ حضرت شاہ عبدالصمدؒ کے صدقے میرے دل کو اپنے سوا ہر شے سے پاک کر دے۔

۳۷۔ نیک اور متقی شاہ عبدالرزاقؒ کے صدقے مرگِ ناگہانی سے مجھے بچا۔

۳۸۔ شاہ اسماعیل کاملؒ کے صدقے مجھے عشاق کی جماعت میں شامل فرما۔

۳۹۔ موتی برسانے والے حضرت شاہ شاکرؒ اللہ کے صدقے مجھے روز محشر ایمان کے ساتھ اٹھا۔

۴۰۔ حضرت شاہ نجاتؒ اللہ کے صدقے، میں حضور اقدس کے جمال رعنا کو دیکھنے والا بن جاؤں، بس میرے لئے یہی کافی ہے۔

۴۱۔ یا اللہ حضرت خادم علی شاہؒ کے صدقے مجھ گمراہ کو معاف فرما دے۔

۴۲۔ سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ کے صدقے میرے گناہوں کے پہاڑ کو تنکے کے برابر بنا دے۔

۴۳۔ یا اللہ ان تمام حضرات کے صدقے میں جو مقصد میں نے بیان کیا ہے اسے پورا فرما۔

۴۴۔ یا اللہ! موت، قبر، حشر میں اور اس کے علاوہ ہر جگہ پر، وارثؒ پاک کو ہمارا رہبر بنا۔

۴۵۔ یا اللہ تو ہی معاف کرنے والا، گناہوں پر پردہ ڈالنے والا، خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کرنے والا ہے۔ مجھ خدا بخش کے گناہوں کو روزِ محشر معاف فرمانا۔

۴۶۔ بعض صاحبانِ معرفت و طریقت حضرت معروف کرخیؒ کے حق میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

۴۷۔ کہ وہ بلند پایہ شہنشاہِ جہاں تھے اور حضرت داؤد طائیؒ کے صدقے میں وہ کامیاب ہوئے۔

۴۸۔ حضرت داؤد طائیؒ کو حضرت حبیب عجمیؒ سے کلاہ حاصل ہوئی۔ وہ سورج اور چاند سے بھی بڑھ کر نور لے گئے۔

۴۹۔ اور وہ عالی نسب شہنشاہ، حضرت بوترابؓ کی بارگاہ سے فیضیاب ہوئے۔

۵۰۔ اور وہ سیدنا علیؓ المرتضیٰ حیدرِ کرار جو سرورِ کون و مکان ہیں، وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس سے کامیاب ہوئے۔

۵۱۔ اس شہنشاہِ خیر الانام ﷺ پر، ہمیشہ ہمیشہ سینکڑوں تحیات، سینکڑوں درود اور سینکڑوں سلام ہوں۔

۵۲۔ المختصر معروفؒ کو حضرت داؤدؒ اور حضرت موسیٰ رضاؒ کے صدقے نعمتیں عطا ہوں۔

حضرت والا کی ہزاروں کرامات میں سے، حسبِ تقاضا فقط چند ایک کرامات کا مختصر سا حال، میں یہاں چند ایک اشعار میں اپنی سمجھ کے مطابق بیان کرتا ہوں:۔

۱۔ اے دل جس جگہ عشق نے آگ لگائی۔ اس نے عاشقوں کے وجود کی متاع

کو جلا دیا۔

۲۔ عاشق کے وجود میں خودی اور ہستی کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ معشوق مکین بن گیا اور عاشق مکان ہو گیا۔

۳۔ محبوبوں کے چہرے کا پردہ سوائے خودی کے اور کچھ نہیں ہے۔ جب معشوق کی ذات ظاہر ہو گئی تو عاشق کی ہستی ختم ہو گئی۔

۴۔ لیلیٰ اور مجنوں کے قصہ کو دیکھ، عشق کا راز اشعار میں سمویا ہوا ہے۔

۵۔ خون کے لئے لیلیٰ نے ایک نشتر لگایا، مجنوں کے ہاتھ سے خون بہہ کر بازو تک جا پہنچا۔

۶۔ جب عاشق اور معشوق ایک ذات ہو جائیں تو وہ عبادات سے ماورا ہو جاتے ہیں۔

۷۔ کیونکہ عبادت عقلمند پر فرض ہوتی ہے، دیوانہ کو عبادت معاف ہوتی ہے۔

۸۔ اُس دیوانے پر سینکڑوں عقلمند قربان ہوں جو محبوب کے وصل میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

۹۔ مولانا رومؒ کے یہ دو اشعار مجھے یاد ہیں جو میں یہاں لکھتا ہوں:۔

(ترجمہ اشعار)

۱۔ جب معشوق ظاہر ہوتا ہے تو عاشق پردہ میں چلا جاتا ہے۔ معشوق زندہ ہوتا ہے اور عاشق مردہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ عشق کی ملت تمام ملل سے جدا ہے۔ اور عاشقوں کا مذہب سب مذاہب سے جدا ہوتا ہے۔

سرکار کے استغنا اور تجرد کے بیان میں

۱۔ استغنا کے میدان میں آپ کی مثل کوئی نہیں ہے، کہ آپ کے سامنے بادشاہت بھی ایک تنکے سے بڑھ کر نہیں ہے۔

۲۔ آپ کی طرح کون استغنا کا پابند ہے۔ آپ جیسا کون مستغنی ہے، کہ جن کے سامنے قارون کا خزانہ بھی کچھ نہیں ہے۔

۳۔ خزانے اور مال کی آپ کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ موتی اور ٹھیکری آپ کے نزدیک یکساں ہیں۔

۴۔ توکل کے سوا ان کا اور کوئی کام نہیں ہے اور مال کی کمی بیشی کے متعلق آپ کوئی خواہش نہیں رکھتے۔

۵۔ میرے نزدیک کامل کا نشان یہی ہے کہ دنیا کے اسباب سے مستغنی ہو۔

۶۔ ایسا دل جو بے نیازی کا مظہر ہو اور زمانے کی اونچ نیچ سے بے نیاز ہو۔

۷۔ ماسوا اللہ کے تعلق سے آپ کی طبیعت پاک صاف ہے اور آپ تمام اسباب وعلائق دینوی سے خالی ہیں۔

۸۔ آپ کا تعلق دعا اور بددعا سے کچھ نہیں۔ دنیا کے حصول کے لئے آپ کوئی تردد نہیں فرماتے۔

۹۔ اپنی شہرت کے متعلق کوئی نشان نہیں چاہتے۔ آپ کسی مکان میں نہیں ٹھہرتے اور نہ کوئی مکان رکھتے ہیں یعنی مسافر کی طرح زندگی گزارتے ہیں۔

۱۰۔ آپ کا دل اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔ کسی کی طرف متوجہ نہیں

ہے۔ آپ کے دل سے ایک لمحہ بھی خدا جدا نہیں ہے۔

۱۱۔ آپ جیسا دنیا میں کوئی اور پیر نہیں ہے۔ اور ہر گمراہ کے لئے آپ جیسا کوئی رہبر نہیں ہے۔

۱۲۔ اتنا مجھے علم نہیں ہے کہ میں آپ کی رفعت شان کو معلوم کر سکوں۔ اللہ کے سوا ان کی عظمت و بزرگی کو اور کوئی نہیں جانتا۔

۱۳۔ میں ان کو ابدال یا اوتاد کہوں یا میں ان کو زمانے کا قطب جانوں۔ میں نہیں جانتا آپ کی مثل یا آپ کا ہم پلہ کون ہے اور اس درجے کا کوئی پیر آج کے دور میں موجود ہے۔

۱۴۔ آپ کے احوال و آثار کو دیکھ کر میرا دل یہ کہتا ہے کہ بغیر کسی شک و شبہ کے آپ اپنے زمانہ کے غوث ہیں۔

سرکار کی کرامات کا مختصر سا تذکرہ

۱۔ آپ کی کرامات کے بارے میں، میں کیا بیان کروں۔ کرامتوں پر کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

۲۔ آپ کی کرامات پانی پر حباب کی مانند اور جنگلوں اور پہاڑوں پر بادل کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔

۳۔ ایک دفعہ وہ سرو قامت، مرغوب مقامات کی سیر کے لئے گئے تو ایک جہاں آپ کی طرف کھنچا چلا آیا۔

۴۔ آپ کا سر اقدس دور سے اونچا دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں آپ کا ہم پلہ

اس وقت کوئی نہیں ہے۔

۵۔ آپ کے مرید اور خادم بہت ہیں۔ روم میں، شام میں، ہند میں، ترک میں، تاتار میں۔

۶۔ پروانہ کی طرح وہ ایک جماعت بن کر اکھٹے ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کے عشق سے ایک شمع روشن کرتے ہیں۔ یعنی آپ کی محبت کی گفتگو کرتے ہیں۔

۷۔ جب آپ یہ باتیں سنتے ہیں تو آپ کے دل کو قرار نہیں ہوتا اور وہاں سے بہت جلد گزر جاتے ہیں۔

۸۔ آپ ہر محفل میں جماعت کی آراستگی کا سبب بنتے ہیں۔ آپ شمع محفل بن جاتے ہیں اور پروانے آپ پہ نچھاور ہوتے ہیں۔

۹۔ رفتار میں آپ کی سواری برق سے بھی زیادہ تیز ہے۔ کبھی آپ مغرب میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی مشرق میں۔

۱۰۔ کوئی سوال اگر کسی کی دل میں پوشیدہ ہو تو اس کا جواب آپ کی موتی برسانے والی زبان پر فوراً آجاتا ہے۔

۱۱۔ بغیر کسی خوف کے آپ برہنہ پا گھومتے پھرتے ہیں لیکن آپ کے پاؤں مبارک مٹی سے آلودہ نہیں ہوتے۔

۱۲۔ آپ کو زمین پر بیٹھنا پسند ہے اور زمین کے سوا آپ اپنا بستر کہیں نہیں رکھتے۔

۱۳۔ آپ سر کے نیچے کبھی سرہانہ نہیں رکھتے۔ رنج و راحت کو یکساں سمجھتے ہیں۔

۱۴۔ اپنی زندگی میں اپنے دستر خوان سے اس گھر بار نے سوائے چند لقموں کے

کوئی کھانا نہ کھایا۔

۱۵۔ اگر کوئی آدمی آپ کی دعوت کرتا تو اس دعوت پر آپ قناعت اختیار فرماتے۔

۱۶۔ تین دن کے بعد آپ تھوڑا سا کھانا کھاتے۔ گوشت پسند نہ فرماتے۔

۱۷۔ (آپ کا طرزِ حیات) تھوڑا کھانا، تھوڑی گفتگو کرنا، تھوڑا سونا۔ اس ملک میں آپ کی مثل کوئی نہیں ملتا۔

۱۸۔ آپ اسبابِ دنیا سے دوستی نہیں رکھتے۔ ایک تہبند کے علاوہ کوئی اثاثہ نہیں رکھتے۔

۱۹۔ کوئی شے آپ اپنے ہمراہ نہیں رکھتے اگرچہ سارا جہاں آپ کی راہ میں آنکھیں بچھاتا ہے۔

۲۰۔ اے اللہ عالمِ نزع میں، جو بڑا تکلیف دینے والا ہے، میں اس شہنشاہ کے چہرے کا نظارہ کروں۔

سرکار کی زبان مبارک سے پوشیدہ اسرار کا بیان

۱۔ آپ کا دل بڑی گرم جوشی کے ساتھ اپنے دوست کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن ہونٹوں پر خاموشی کی مہر رکھتے ہیں۔

۲۔ اللہ کا ذکر کرنے میں آپ اس قدر جوش و جذبہ رکھتے کہ ہونٹوں کو بات سے ناآشنا رکھتے۔

۳۔ اپنے دوست کا راز کسی کے سامنے فاش نہیں کرتے اور اگر بیان بھی کرتے تو

دوسرے لوگوں کا ذکر کرتے۔

۴۔ اس طرح اپنی سانس کو پوشیدہ رکھتے کہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ آپ سانس لے رہے ہیں۔

۵۔ جو کوئی راز کو جاننے والا ہوتا ہے۔ اس کی زبان قصہ کہانی میں مشغول نہیں ہوتی۔

۶۔ مگر وہ شخص جو کوئی راز نہیں جانتا وہ اپنے گدھے (سواری) کو ہر دروازے پر دوڑاتا پھرتا ہے۔ یعنی فضول گوئی کرتا رہتا ہے۔

۷۔ حال اور قال میں بے پناہ فرق ہے۔ کہ صاحبِ حال سمندر میں غرق ہوتا ہے اور صاحبِ قال ساحل پہ ہی بھٹکتا رہتا ہے۔

۸۔ کیا ہی اچھا شعر ہے کہ جو میرے حال کے مطابق ہے اور جو میری گفتگو پر گواہی دیتا ہے۔

۹۔ نوکِ زبان سے رقیبوں کے سامنے راز بیان نہ کرو۔ تا کہ شہنشاہ کا راز وہ سر عام کھلم کھلا بیان نہ کریں۔

زیارتِ حرمین شریفین اور دیگر زیارات کے لئے سرکار کا تشریف لے جانا

۱۔ جب بیت الحرام کی طرف آپ نے توجہ فرمائی تو کعبہ کی سرزمین کو رشکِ جنت کر دیا۔

۲۔ حج کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور مدینہ شریف پہنچے۔

۳۔ اور وہاں سے شاہ نجفؑ کی طرف چلے اور ہزاروں گوہر مقصود حاصل کر لئے۔

۴۔ پھر وہاں سے کربلائے معلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ مگر ترجیح آپ زیارتِ حرمین شریفین ہی کو دیتے اور دیگر زیارات سے فارغ ہو کر پھر حرمین شریفین ہی کی طرف پلٹتے۔

۵۔ اس طرح آپ نے مسلسل کئی مرتبہ ان مقاماتِ مقدسہ کی اس انداز سے زیارت کی کہ جیسے پرندہ ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر جاتا ہے۔

۶۔ اس طرح آپ نے مسلسل تیرہ سال تک اپنے فیض سے اہلِ عرب کو مالا مال کیا۔

۷۔ پھر ہندوستان کو کامیابیوں کی سرزمین بنایا اور ہمیشہ کے لئے یہاں قیام پذیر ہو گئے۔

۸۔ روزانہ آپ سیاحت فرماتے اور دو دن لگاتار آپ نے کہیں قیام نہیں فرمایا۔

۹۔ آپ جیسی مستانہ چال اور شاہانہ گفتگو کون رکھتا ہے۔

۱۰۔ ہر وہ جگہ کہ جہاں جناب کا قیام ہوتا، سینکڑوں ماہ تک مصائب و تکالیف وہاں سے دور ہو جاتیں۔

۱۱۔ دوسرے دن جب آپ اس مقام سے دوسری جگہ روانہ ہوتے تو وہاں گویا قیامت کا شور برپا ہو جاتا۔

۱۲۔ اگر لوہے کو پارس سونا بناتا ہے تو (آپ کے وجودِ اطہر کی) اکسیر سے ہر مصیبت دور ہو جاتی ہے۔

۱۳۔ کچھ بعید نہیں کہ روزِ محشر جناب والا ہم غلاموں کو اپنی ہمراہی کے لئے پسند فرمالیں۔

۱۴۔ فردوسِ بریں میں ہم اپنی منزل کو پالیں اور جنت نشیں ہوجائیں۔

شرف بیعت حاصل ہونے کے دن سے لے کر اس وقت تک عرصہ بیس سال گزر گیا ہے۔ جو کچھ اس وحید زماں کی زبان فیض رساں کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہونے کے وقت سے آپ کے نسب پاک کے بارے میں اور جناب والا کے طویل سفر کے حالات اس دربار گہربار سے سنے یا راقم نے بچشم خود دیکھے۔ ان میں سے اکثر حالات کو سچائی کے ساتھ بغیر کسی کمی بیشی کے تحریر کردیا۔ مگر شاعروں جیسے تکلف اور مبالغہ سے ہٹ کر اس رسالہ کو چوبیس تحفوں میں تقسیم کردیا۔ اس رسالہ کو راقم نے تحفۃ الاصفیاء کے نام سے موسوم کیا۔ اوراس ذریعہ سے اپنے آپ کو آپ کے قرب کے انوار سے نور کی رمق حاصل کرنے والا بنالیا اور ان اوراق کو یادگار بنادیا۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جناب والا نے اہل عالم کے سامنے اس مجموعہ کو پسندیدگی کے آسمان پر روشن کردیا۔ اس کتاب کو عوام وخواص کی مجلسوں میں قبولیت کے ساتھ لگاتار پیش کیا گیا اور اس نے ہر مقام پر داد وتحسین اور قبولیت کا شرف پایا۔

(ترجمہ) رباعی

۱۔ جب یہ شاندار خوش رنگ رسالہ تحریر ہوا تو میں نے اسے اللہ کی مہربانی کے حوالے کردیا۔

۲۔ یہ رسالہ ایک سال کی مدت میں لکھا گیا۔ راقم کی عمر اس وقت ساٹھ سال

تھی، جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ رسالہ مکمل ہوا، جس طرح کہ میرا دل چاہتا تھا۔ اس کے تالیف کرنے کا سن ظاہر کرنا بھی ضروری ہے تا کہ شوق رکھنے والے اس کے سن تصنیف کو جان سکیں۔ لہٰذا اس کا قطعہ تاریخ یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔ یا اللہ مقبول بزرگوں کے صدقے اسے شان وشوکت عطا فرما۔

(ترجمہ) قطعہ تاریخ

حسن انجام یافت این نامہ
فیضِ مرشد نگر چہ گوہر سفر
چون دلم سال او ہاتف جست
تحفۃ الاصفیائے مقبل بود

۱۲۸۸ھ

۱۔ اس کتاب نے حسن انجام پایا۔
۲۔ مرشد کے فیض کو دیکھ کہ اس نے کیسا موتی پرویا ہے۔
۳۔ جب میرے دل نے ہاتف سے اس کے تصنیف کا سال پوچھا۔
۴۔ ''تحفۃ الاصفیائے مقبل'' کہا۔

۱۲۸۸ھ

(ترجمہ) رباعی

گرفت این نامہ ام چون حسن انجام
بوصفِ سرورِ دین فخرِ اسلام

چون . فکرِ سالِ تاریخش نمودم
ملک گفتا بہار باغ الہام

۱۲۸۸ھ

۱۔ جب میری یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی،
۲۔ سرورِ دیں فخر اسلام کی خوبی سے،
۳۔ تو میں نے اس کی تاریخ وسال کو سوچا،
۴۔ فرشتے نے کہا ''بہار باغ الہام''۔

۱۲۸۸ھ

جنابِ والا کے اسم مبارک کے حروف کی صفات کا بیان

۱۔ زمانے کے شہنشاہ کا نام، واہ واہ! کیا ہی اچھا ہے کہ ہر حرف آپ کے وصف کی نشاندہی کرتا ہے۔

۲۔ آپ کے اسم مبارک کی و ایک حقیقت کی رمز بیان کرتی ہے۔اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے سر مبارک پر ولایت کا تاج ہے۔

۳۔ ولایت کے لئے آپ کے نام کو اللہ والوں نے لکھا۔اور پھر دوسروں کے نام لکھنے کے لئے انہوں نے قلم کو توڑ دیا۔

۴۔ آپ گہربار نام کا الف نبی اکرم ﷺ کی آل پاکؑ کی نشاندہی کرتا ہے۔

۵۔ الف کو جب انہوں نے لکھا تو نبی پاک ﷺ کی آلؑ اس سے مراد تھی۔

۶۔ ایمان دار ہونے پر رنے بشارت دی کہ زمانے کے اندر اللہ کی رحمت آگئی۔

۷۔ جب ر نے آپ کے نام مبارک میں ظہور کیا تو رحمت کی طرف آپ کے وجود کی رہنمائی کی۔

۸۔ ر کے بارے میں نہ پوچھ کہ اس سے کونسا راز ظاہر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ رب العالمین کی رحمت کا نشان ہے۔

۹۔ اسی طرح ش کامیابی سربلندی کی نشانی ہے۔ کہ آپ عشق کے میدان میں ثابت قدم ہیں۔

۱۰۔ اس میدان میں چشم فلک نے ایسا کوئی نہیں دیکھا۔ فقر کی منزل میں آپ جیسا کوئی ثابت قدم نہیں ہے۔

۱۱۔ آپ کے نام کا ع اخلاص رکھتا ہے کہ آپ حیدرؓ کی آلؑ ہیں اور عرفان الٰہی رکھنے والے عارف خاص ہیں۔

۱۲۔ آپ کے نام مبارک کی عین سے میرا خیال تازہ ہوگیا ہے۔ کہ آپ کی وجہ سے ہی عشق کو شہرت و بلندی حاصل ہوئی ہے۔

۱۳۔ آپ کے نام مبارک کے ل سے یہ راز ظاہر ہوتا ہے کہ فقر کا لباس آپ کے جسم مبارک کو آراستہ کرنے والا ہے۔

۱۴۔ ایسا فقر کہ اللہ کے محبوب نے یہ لفظ بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ میں فقر پر فخر کرتا ہوں۔

۱۵۔ ی آپ کے کمالات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آپ اس زمانہ کی یادگار ہیں۔

۱۶۔ خدابخش اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں،

۱۷۔ چاند سے لے کر مچھلی تک ہر شے سرکار وارث پاک کی مسخر رہے۔

تفصیل وتعارف تحفۃ الاصفیا

پہلا تحفہ: قصبہ دیوئ شریف، مولد خاص جناب والا، کی صفات کا بیان۔

دوسرا تحفہ: آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر خیر اور جناب والا کی تاریخ ولادت کا بیان۔

تیسرا تحفہ: آپ کے نسب کا بیان اور اس مخدوم انام کے معزز آباؤ اجداد کے اسمائے گرامی کا ذکر خیر۔

چوتھا تحفہ: آپ کے علم حاصل کرنے کا بیان، دینی علوم کے علاوہ علوم کسبی کا بیان۔

پانچواں تحفہ: عشق حقیقی کے سورج کا آپ کے وسیع دل پر چمکنا اور آپ کے فیضان کے اظہار کا بیان۔

چھٹا تحفہ: آپ کے مبارک سر پر خلافت کی مبارک پگڑی کا سجانا اور مرشد پاک کی طرف سے سفر کرنے کا حکم صادر کرنے کا بیان۔

ساتواں تحفہ: جناب والا کے ۱۶ سال کی عمر میں ۱۲۵۳ھ میں بیت اللہ شریف کی طرف تشریف لے جانے کا بیان۔

آٹھواں تحفہ: بمبئی شہر میں آپ کا پہنچنا اور اولیائے عظام کے مزارات مقدسہ کی زیارت کا بیان۔

نواں تحفہ: جناب کا جہاز پر بغیر کھائے پیئے سوار ہونا اور تاجر کو بشارت ملنا۔

دسواں تحفہ: کعبہ شریف کے طواف سے جناب کا مشرف ہونا اور حج اکبر کی سعادت حاصل ہونے کا بیان۔

گیارھواں تحفہ: جناب کا خیر البشر سرورِ کائنات ﷺ کے روضہ انور پر بعد طواف حاضر

ہونا اور مدینہ شریف میں زیارات مقدسہ کے بعد اپنے وطن واپسی کا بیان۔ جناب کے حلیہ شریف کا بیان۔

بارھواں تحفہ: جناب کا دوسری بار بیت اللہ شریف کی حاضری کا بیان۔ ۱۲۵۷ھ

تیرھواں تحفہ: آپ کا اپنے وطن میں رونق افروز ہونا۔ ۱۲۶۰ھ

چودھواں تحفہ: آپ کا بیت اللہ شریف کی طرف ارادہ فرمایا۔ تیسری دفعہ کا بیان ۱۲۶۰ھ

پندرھواں تحفہ: جناب کا مدینہ شریف کے راستے میں مسجد میں رتبۂ جذب کے حصول کا بیان۔

سولہواں تحفہ: جناب کے حلم وحیا کا بیان، جذب کی شورش میں کمی کا بیان۔

سترھواں تحفہ: بیس سال کی عمر میں، مجاہدہ کے طریقہ کے اختیار کرنے کا بیان۔

اٹھارواں تحفہ: آپ کے صدقِ مقال، اکل حلال اور عشق کا بیان۔

انیسواں تحفہ: طالبان طریقت کو ہدایت فرمانے کا بیان۔

بیسواں تحفہ: آپ کے پیدل چلنے کا بیان اور کسی جگہ مستقل قیام نہ کرنے کا بیان۔

اکیسواں تحفہ: تیسری بار بیت اللہ شریف اور مدینہ شریف سے واپسی کا بیان اور دیوے شریف میں مستقل رونق افروز ہونے کا بیان۔

بائیسواں تحفہ: آپ کی کرمات کا بیان، آپ کی پوشیدہ کرامات پر مبنی چند واقعات۔

تیئیسواں تحفہ: آپ کے عجیب وغریب قواعد وضوابط اور چند منظوم حکایات اور مناجات کا بیان۔

چوبیسواں تحفہ: اس رسالہ کے اختتام کا بیان اور صاحبانِ اصلاح سے اصلاح کرنے کی خواہش کا بیان۔

تحفۂ اوّل: قصبہ دیویٰ شریف کے بیان میں

قصبہ دیویٰ شریف جناب والا کا مولدِ خاص، بڑی عظمت والا اور بلند درجے کا حامل مقام ہے۔ وقت کے عارفان اس کی خاک کو اکسیر اور اس کے پانی کو آبِ حیات سمجھتے ہیں۔ بڑے بڑے مقدس لوگ ہر صبح اس کوچہ کی خاکروبی کرتے اور ہر شام اس شمعِ معرفت پر پروانوں کی مانند اپنی جانیں نثار کرتے ہیں۔ مصیبت زدگان آپ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھتے ہیں۔ ہر وہ جگہ کہ جہاں آپ بیٹھتے ہیں بلند مرتبہ ہے۔ اس کے رہنے والے عرش مکیں ہیں۔ اس کے رئیس فرشتوں کی مانند ہیں۔ اس کے عابد پاکیزہ سیرت ہیں۔ اس کے زاہد شریعت کے پیروکار ہیں۔ آپ کے دیکھنے والے اہلِ طریقت ہیں۔ اس کے فقراء حضرت عیسیٰؑ کا سا اعجاز رکھنے والے ہیں۔ اس کے علما موسیٰؑ کی سی روشنی رکھنے والے ہیں۔ دیویٰ شریف کا ہر باغ تزئین و آرائش میں جنت نشان ہے، رشکِ خلدِ بریں ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس میں سینکڑوں ہزاروں پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اس کا پانی اپنے اندر شادابی رکھتا ہے۔

۲۔ اس کا ہر باغ گوناگوں ہے اور اس کے ہر پھول کی خوشبوئی میلوں تک پہنچتی ہے۔

۳۔ سرو اور شمشاد اس مقام پر یکجا ہیں اور آبِ کوثر یہاں ایک ندی کی شکل میں بہہ رہا ہے۔

بلند شان والے دیویٰ شریف کے قصبہ کی کیا ہی بات ہے کہ اگر بادِ صبا کا

پیغام اس کے باغوں کو پہنچے تو وہ بدخشاں کے عطار کی دکان کی مانند مشک بار ہوتا ہے۔ اگر صبح کی ہوا کا قاصد اس کے سبزہ سے گزر جائے تو بارانِ رحمت کی طرح با برکت بن جائے۔ اور عقیق کو زمرد کا ہم رنگ بنا دے۔ کیا ہی خوب قصبہ ہے کہ جو آسمان کی مانند ہے۔ اگر آسمان روح افزا بادِ بہار اس باغ میں چلائے تو اس نے خشک کانٹوں سے تروتازہ پھول کھل اٹھیں۔ قوت نامیہ یعنی قوت افزائش اس کے کاشتکاروں میں سے ایک ہے۔ نسیم صبح اس کی خوشبو پھیلانے والی ہے۔

جناب والا کے قصبہ کی تعریف میں چند اشعار

۱۔ دیوے شریف اور اس کے ساکنان کی کیا ہی بات ہے، کہ میرے اشعار ''فادخلوا'' (پس اس میں داخل ہو جاؤ) اس کی شان میں ہیں۔

۲۔ دیوئ شریف کے قصبہ کی کیا ہی شان ہے جو ہندوستان کے لئے باعثِ فخر ہے۔ عزت واحترام کے لحاظ سے سندھ سے بھی بڑھ کر ہے۔

۳۔ دیوئ شریف کے قصبہ کی کیا ہی شان ہے جو مثل خلدِ بریں ہے۔ یہ سرزمین سورج اور چاند کے ظہور کی سرزمین ہے۔

۴۔ دیوئ شریف کے قصبہ کی کیا ہی شان ہے کہ جو باغ کی طرح پسندیدہ ہے۔ اس کی اطراف دلکش اور جنت نظیر ہیں۔

۵۔ اس کی آبادی اور طرز وانداز عجیب دلکش ہے۔ جو عرش سے بلند اور کرسی کے قریب ہے۔

۶۔ اس کا ہر گھر قیصر روم کے محل کے لئے باعث رَشک ہے۔ اس کے ستون

لامکان سے بڑھ کر ہیں۔

۷۔ اس کے رہنے والے خوش وضع، خوش مزاج اور اچھی سیرت والے ہیں۔

۸۔ یاالٰہی جب تک اس نیلگوں آسمان کو بقا حاصل ہے، یاالٰہی جب تک سورج کو روشنی حاصل ہے،

۹۔ یاالٰہی جب تک حسن والے ناز و ادا میں مشغول ہیں، یاالٰہی جب تک عاشق نیازمندی کا اظہار کرنے والے ہیں،

۱۰۔ یاالٰہی جب تک عاشق اپنی جانوں کو پگھلانے والے ہیں، یاالٰہی جب تک پھولوں جیسے چہرے والے دلوں کو نوازنے والے ہیں،

۱۱۔ یاالٰہی جب تک شمع رات کو روشنی کرے، یاالٰہی جب تک پروانہ جلنے والا ہے،

۱۲۔ یاالٰہی جب تک بادل برسنے والا ہے، یاالٰہی جب تک بجلی چمکنے والی ہے،

۱۳۔ یاالٰہی جب تک زمین و آسمان قائم ہیں، یاالٰہی جب تک مکین اور مکان اس زمین پر موجود ہیں،

۱۴۔ یہ سارا قصبہ دیوئی شریف سینکڑوں عزتوں کے ساتھ قائم رہے۔ ساتوں ولایتوں کی زیارت گاہ بنی رہے۔

تحفۂ دوم: جنابِ والا کی ولادتِ باسعادت کا بیان

جس دن جنابِ والا نے اس ظاہری دنیا میں جلوہ گری فرمائی۔ ملکِ ہند نے آپ کی آمد بابرکات کے سبب سات ولایتوں پہ برتری پائی۔ مبارک بادی کا آوازہ

بلند ہوا۔ خوشی کے گیت آسمان تک پہنچے۔ اور کامیابی کی ہوا چلنے لگی اور کامرانی کے پھول کھلنے لگے۔

(ترجمہ شعر:۔) صبح خوشی میں مسکرائی۔ سورج نے آسمان سے مبارک باد دی۔

قطعۂ تاریخ ولادت

بجنبش آمدہ بادِ بہاری — جہان پر گشت از مشکِ تتاری
نسیم اندر گلستان شد خرامان — ز لطفِ او عنادل گل بدامان
نماند ہیچکس محروم و ناکام — جہانے در نشاطِ بادہ و جام
درین وقت خوش و خرم زمانہ — نہادہ پا بعالم آن یگانہ
چون آمد آن شہِ مجموعۂ فیض — ملک گفت سالش چشمۂ فیض

۱۲۳۸ھ

(ترجمہ) قطعۂ تاریخ ولادت

۱۔ بادِ بہار چلنے لگی۔ دنیا مشک تاتار کی خوشبو سے بھر گئی۔

۲۔ باغ میں خوشبودار ہوا آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ اس کے لطف سے بلبلوں نے پھول اپنے دامن میں لے لئے۔

۳۔ کوئی بھی اپنا مقصود حاصل کرنے سے ناکام و محروم نہ رہا۔ دنیا مئے عرفان سے مست ہوگئی۔

۴۔ اس اچھے وقت اور خوش بخت زمانے میں اس بے مثال شخصیت نے دنیا میں جنم لیا۔

۵۔ جب اس شاہ کی آمد ہوئی جو سر تا بقدم فیض ہی فیض ہیں۔ تو فرشتے نے آپ کا سالِ ولادت ''چشمہ فیض'' (۱۲۳۸ھ) قرار دیا۔

ایضاً تاریخ

ہما گر بال افشاند بفرقے — شود سلطان اگر باشد فقیرے
بظلِ شاہِ ما ہر کس کہ آید — شود کونین را صاحب سریرے
چہ باشد رتبہ پیشِ او ہما را — بود سالش ہمائے بے نظیرے

۱۲۳۸ھ

(ترجمہ) ایضاً تاریخ

۱۔ ھما اگر کسی آدمی کے سر پر اپنے پر جھاڑ دے تو اگر وہ غریب، فقیر ہو تو بھی بادشاہ بن جاتا ہے۔

۲۔ ہمارے بادشاہ وارثِ عالم پناہ کے سائے میں جو شخص آ جائے، تو وہ دونوں جہانوں کا بادشاہ بن جاتا ہے۔

۳۔ آپ کے سامنے ھما کا کیا مرتبہ ہے۔ ''ھمائے بے نظیر'' ۱۲۳۸ھ آپ کا سالِ ولادت باسعادت ہے۔

جنابِ والا کی ولادتِ باسعادت کی مبارک بادی پر ایک اردو غزل

مژہ اے دل کہ دلربا آیا — غیرتِ حور و مہ لقا آیا

ہے عجب دھوم آج گلشن میں　　خندہ زن قاصدِ صبا آیا
کل کسی میکدہ سے وہ گلرو　　بے خود و مست جھومتا آیا
کیوں نہ ہو گلشنِ جہاں سرسبز　　آلِ سلطانِ لا فتا آیا
طشتِ زر ہاتھ میں لئے خورشید　　صبح دم بہرِ رونما آیا
عشق بازوں میں ہے یہی چرچا　　واہ کیا عاشقِ خدا آیا
عرش پر فرش نے منادی دی　　وارثِ دینِ مجتبیٰ آیا

تحفۂ سوم: جنابِ والا کے نسب اور اسمائے کرام کا بیان

آنجناب کا مولا علیؑ کے عالی شان خاندان سے تعلق ہے اور حضور اکرم ﷺ کے چشم و چراغ، مولا علی المرتضیٰؑ کے باغ کے ثمر ہیں۔ سیدۃ النساءؑ کی آنکھ کا نور ہیں۔ سرورِ سینۂ امام حسنین کریمینؑ ہیں۔ حضرت زین العابدینؑ کے لختِ جگر ہیں۔ سروِ جوئبارِ امام موسیٰ رضاؑ ہیں۔ سلطانِ گلگوں قبا مولائے کائناتؑ کے جانشین ہیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ مولا علیؑ عالی جناب نے جب اسی دنیا سے رحلت فرمائی جو سرورِ دین فخرِ عالم بوتراب ہیں۔

۲۔ آپ کے دونوں آنکھوں کے نور حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔

۳۔ ان کے بعد دین کے رکن اور افتخارِ زمانہ امام زین العابدینؑ جلوہ فرما ہوئے۔

۴۔ حضرت کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت امام باقرؒ، امام جعفرؒ، امام موسیٰ کاظمؒ بادشاہوں کی طرح جلوہ گر ہوئے۔

۵۔ ان کے بعد باعث فخر آل پاک امام موسیٰ رضاؒ جلوہ فرما ہوئے۔

۶۔ آپ کے فرزند مبارک سید اعلیٰ علاؤالدین بزرگؒ اور مخدوم امم تھے۔

۷۔ جب آپ کی نسل سے دنیا میں حضرت عبدالآدؒ پیدا ہوئے تو تمام جہاں آپ کے قدموں کی برکت سے کامیاب و کامران ہوگیا۔

۸۔ ان کے شہزادے سید عبدالواحدؒ تھے جو دنیا میں خوشی کے پھول کی مانند رونما ہوئے۔

۹۔ جب آپ سے سید عمرؒ پیدا ہوئے تو باغ دنیا نے ایک نیا رنگ اختیار کیا۔

۱۰۔ پس آپ سے زین العابدینؒ پیدا ہوئے جو ساری دنیا کے لئے اس دنیا میں جنت نشان ہیں۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے جو خدائے بحر و بر ہے، اس نے آپ کو بیٹا نور بصر سید عمرؒ کی صورت عطا فرمایا۔

۱۲۔ سید عمرؒ سے سید عبدالاحدؒ کاشف اسرار خلاق صمد پیدا ہوئے۔

۱۳۔ جب میراں سید احمدؒ پیدا ہوئے تو گلشن دین میں ایک نئی بہار آ گئی۔

۱۴۔ ان سے حضرت سید کرم اللہؒ پیدا ہوئے جن کا شہرہ آسمان تک پہنچا۔

۱۵۔ چاند جیسے سید سلامتؒ جب پیدا ہوئے تو آپ کا نامِ پاک مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰؓ کے ساتھ ملا دیا گیا۔

۱۶۔ اور آپ کی نسل پاک سے مبارک عادتوں اور اعلیٰ سیرت والے قربان علی

پیدا ہوئے۔

۱۷۔ سیدنا حاجی وارث علی شاہ نبی پاک ﷺ کے دین کے وارث اور ولایت کا تاج ہیں اور ہندوستان کا فخر ہیں۔

۱۸۔ قضاوقدر کا فیصلہ کرنے والوں نے جو کچھ رسول اکرم ﷺ کو پہنچایا،

۱۹۔ نبی اکرم پر نبوت ختم ہوگئی۔ چند اصحاب کرامؓ اور آل رسولؑ سے چند ہستیوں کا اس منصب اور عطا کے لئے چناؤ ہوا۔

۲۰۔ کچھ لوگوں نے ان کے صدقے حسن دوام پایا جو بانصیب صلحائے کرام ٹھہرے۔

واضح ہے کہ سرور کائنات ﷺ جو ساری مخلوق کے سردار اور تمام مخلوق سے افضل و برتر ہیں۔ حضورؐ نے دو قسم کے لباس یتیم ہونے کا اور اسیری کا، اوڑھ رکھے تھے۔ آپ نے شرک کی نفی کی اور توحید کا جھنڈا لہرایا۔ آپ جو کہ منبع جود وسخا ہیں آپ کے اس جہانِ قضاوقدر میں، اس گردش کرنے والی مصیبتوں سے بھری دنیا کی بے ثباتی کو ثابت کرنے کے لئے، ظہورِ مسعود سے قبل ہی آپ کے لئے یتیمی و اسیری لکھ دی گئی تھی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جب عزت اور بلندی والے تاج کے موتی نے ماں کی گود میں جنم لیا۔

۲۔ آپ کے اس دنیا میں قدم رکھنے کو آپ کے والد ماجد نے اپنی کامرانی گردانا۔ اور زمانہ آپ پر قربان ہوگیا۔

۳۔ انہوں نے سونا چاندی آپ پر قربان کیا۔ اور قصبہ دیوئ شریف کے چاروں طرف سے محتاجوں کو بلایا گیا۔

۴۔ ابھی ان کے عشق کی شراب پیالے میں تھی کہ چرخ کہن نے ایک نیا کھیل کھیلا،

۵۔ کہ والد ماجد نے اپنے سفر آخرت کے لئے سامان باندھ لیا۔ آسمان نے یتیمی کا غبار آپ کے سر پر ڈال دیا۔

۶۔ پھر اس شاہ والا کی آمد کے کچھ ہی عرصہ بعد، آپ کی مادر مہربان بھی قبر میں پہنچ گئیں۔

۷۔ یوں دنیا میں کوئی دوسرا مددگار آپ کے لئے نہ رہا کہ آپ کے والدین قضاو قدر کا شکار ہو گئے۔

۸۔ سنتے ہیں کہ اچھی سیرت والی ماں نے کسی بھی وقت بغیر وضو آپ کو دودھ نہیں پلایا۔ المختصر آپ کی باعزت دادی جان نے جو ابھی بقید حیات تھیں، نے آپ کی کفالت کی۔ یعنی مہربان دایہ کو دودھ پلانے کے لئے مقرر فرمایا۔ اور آپ کی پاسداری کے لئے ہر قسم کے دروازے کھول دیئے۔

تحفہ چہارم: ظاہری علم کے حاصل کرنے کا بیان

جس وقت آپ پانچ سال کے ہوئے۔ تو آپ مدرسہ کی طرف مائل ہوئے۔ اور اپنے آپ کو اپنے مہربان استاد کے سامنے پیش کیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ واہ واہ! وہ استاد بہت بلند قسمت ہے کہ دنیا کی یہ خوب دولت اس کے حصہ میں آئی۔

۲۔ اس استاد کا درجہ آسمان تک پہنچا ہوا ہے کہ ہما جیسا شاگرد اس کے جال میں

پھنسا۔

۳۔ آپ کے مدرسہ نے تازہ رنگ اور چمک حاصل کی کہ آپ کے داخلہ کی وجہ سے بچوں کے چہروں پر ایک عجیب قسم کی سرخی دوڑ گئی۔

۴۔ وہ بچے اس بادشاہ کے ساتھی بن گئے، علم حاصل کرنے میں اور ان کی مثال ایسی ہوگئی جیسے ستاروں کے درمیان چاند ہوتا ہے۔

۵۔ آپ اچھی عادتوں والے اور مبارک قسمت والے ہیں۔ چنانچہ بہت جلد علم کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

اس وجہ سے کہ وہ الفاظ و معانی کو پہچاننے والے ہیں۔ اور مردم شناس ہیں۔ یعنی آپ کو علم کے ساتھ اور علم کو آپ کے ساتھ وہی نسبت ہے جو لفظ کو معنی کے ساتھ اور معنی کو لفظ کے ساتھ ہے۔ چند ہی سالوں میں آپ نے قرآن پاک حفظ کر لیا اور سبع قرآت سیکھ لیں۔ اس شہر میں آپ نے خوب شہرت حاصل کی۔ اس کے بعد تھوڑی سی مدت میں مروجہ نصابی کتب کی منزل طے کی اور عقائد شریعہ کا علم حاصل کر لیا۔ اور تھوڑی سی مدت میں آپ نے اپنے آپ کو اپنے مقصد کی بام پر پہنچا دیا۔ (ترجمہ شعر)

۱۔ اے اسرار معرفت کے مے خانے کے ساقی آجا اور مجھ پریشان حال پر نگاہِ کرم ڈال۔

۲۔ ایسی شراب پلا کہ میں ظاہری شکل و صورت کو چھوڑ دوں اور دائمی حسن کے عشق میں مشغول ہو جاؤں۔

تحفہ پنجم: آنجناب کے وسیع دل پر عشق حقیقی کے سورج کے چمکنے کا بیان

۱۔ جب آپ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوگئی۔ تو نئے پھول آپ کے وجود شریف سے پھوٹے۔

۲۔ سحری کے وقت آپ جنگل کی طرف چلے جاتے اور رات بھر آپ ستاروں کو دیکھتے رہتے۔

۳۔ زاہدوں کی طرح آپ عبادت فرماتے، راتوں کو جاگتے۔ آپ کا دل مبارک زہد وتقویٰ کے شوق وذوق سے سرگرم رہتا۔

۴۔ کبھی حرم کی طرف نگاہ فرماتے اور شکستہ دل لوگوں کی طرح آہیں بھرتے۔

۵۔ آپ اپنے دل میں مدینہ شریف کی فکر رکھتے اور ہر وقت مدینہ شریف کا ذکر کرتے۔

۶۔ جب نبی پاک ﷺ کا نامِ مقدس سنتے تو مرغ بسمل کی طرح تڑپتے۔

۷۔ آپ کا روضہ پاک دیکھنے کے لئے آپ سایہ کی طرح زمین پر لیٹ جاتے۔ یعنی بے حد عاجزی وانکساری کا اظہار فرماتے۔

۸۔ کسی نے کہا کہ یہ بے مثل ولی ہے اور کسی نے کہا کہ دیوانگی اس کو لاحق ہے۔

۹۔ کسی نے کہا اسے عشق نے کھو دیا ہے اور کوئی کہتا کہ اس پر جادو کا اثر ہوگیا ہے۔

۱۰۔ کسی نے کہا کہ اس پر کسی پری کا سایہ پڑ گیا ہے یا عشق کی نگاہ نے اسے بے خود بنا دیا ہے۔

۱۱۔ المختصر ہر شخص اس قسم کی باتیں کرتا لیکن کسی نے اس ہستی کے دل کے راز کو نہ پایا۔

آنجناب کی ہمشیرہ صاحبہ عفیفہ نے اپنے خاوند سید خادم علی شاہ عارف باللہ کے ساتھ آپ کی پریشانی کی حالت کو بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نہ مجنوں ہے نہ عاشق ہے بلکہ عاشق خدا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے مادرزاد ولی پیدا کیا ہے۔ ابتدائی عمر میں ہی یہ کمال تک پہنچ گئے۔ المختصر تین سال اسی طرح اس فرشتہ خصال پر گزرے۔ یہاں تک کہ آپ کی عمر شریف گیارہ سال تک پہنچ گئی۔ پھر ایک دن جناب کرامت انتساب مظہر جاہ و جلال مطرحِ فضل و کمال شمع شبستانِ دانش چراغ بزمِ آفرینش عامل طریقت عالم حقیقت موحد خدا آگاہ حضرت خادم علی شاہ صاحب نے آپ کو تنہائی میں طلب فرمایا اور آپ بیعت کے شرف کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ ہر دن آپ کی تربیت زیادہ سے زیادہ کرتے۔ اور ہر لحاظ سے آپ کے باطن کی صفائی کے لئے بہت کوشش فرماتے۔ تھوڑی ہی مدت کے بعد ہی آپ اشغال کے مشتاق بن گئے اور ذکر وفکر میں محو رہنے لگے۔ اور آپ کا دل انوار کا منبع اور اسرار کا خزینہ بن گیا۔ کہتے ہیں۔

(ترجمہ شعر) ہم نے ذکر کیا تو فکر پیدا ہو گیا۔ ہم نے فکر کیا تو حق ظاہر ہو گیا۔

کئی راتوں کو نوافل کی ادائیگی میں اس طرح قیام کرتے تھے کہ آپ کے نزاکت والے پاؤں پر ورم ظاہر ہو جاتا تھا۔ آپ کے دل میں جو حق کی منزل تھی دن بدن اس میں ذوق فزوں ہوتا جا رہا تھا۔ عام لوگ اسے دیکھتے تو حیران ہوتے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے ساقی! آجا کہ دوست مجھ سے بھاگ گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ دوست نے مجھ میں کیا دیکھا ہے۔

۲۔ مجھے ایسا شراب کا پیالہ پلا کہ میں فوراً یار واغیار کے فکر سے باہر نکل آؤں۔

حاجی خادم علی شاہؒ کے انتقال کا بیان

جناب تقدس مآب زبدۃ الاولیاء خلاصۃ الاتقیاء حقیقت دستگاہ حضرت خادم علی شاہ جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور اس زندگی مستعار سے دست بردار ہو گئے۔ آپ کی زندگی کا جام لبریز ہو گیا۔ اور آپ کی زندگی کا تعلق ختم ہونے کے قریب آ گیا۔ تو اس افسوسناک حالت کے سننے سے خدامِ آں مخدوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علاج کے لئے اصرار کیا۔ چنانچہ آپ قصابوں کے پل کے قریب جو مینا بازار لکھنؤ میں واقع ہے قیام پذیر ہوئے۔ اور علاج کرانے میں مصروف ہو گئے۔ ایک دن جناب وارث علی شاہ حاضر خدمت تھے کہ مقتدائے زہاد و پیشوائے عباد عامل کامل حقیقت آگاہ جناب اکبر شاہ دیارِ مغرب سے لکھنؤ میں تشریف لائے۔ اور مسجد بساطیان میں جو چوک کے نزدیک واقع ہے، وہاں رونق افروز ہوئے۔ موصوف معروف و مشہور ہیں، اعلیٰ صفات کے مالک ہیں، فرشتہ سیرت ہیں، ریاضت عبادت میں شب و روز بسر کرتے ہیں۔ حضرت خادم علی شاہ جناب والا کے ہمراہ اکبر شاہ صاحب کو ملنے گئے۔ جب انہوں نے اس مقبول کونین قران السعدین کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ اور اس عظمت و جاہ والے سورج، چاند جیسے اور بلند مرتبہ والے وارث علی شاہ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس وقت صاحب معانی ولایت سید وارث علی شاہ

کے بارے میں آپ نے حضرت خادم علی شاہ سے فرمایا کہ اس جوان لڑکے کی طرح ہزار سال تک کوئی دوسرا اس ملک میں نہیں آئے گا۔ یہ انسانی شکل میں فرشتہ ہیں۔ اور سراپا نور ہیں۔ خاکی جسم میں پوشیدہ ہیں۔ دنیا کی چاروں اطراف میں یہ مشہور و معروف ہیں۔ معلوم نہیں یہ کہاں سے کہاں تک پہنچیں گے۔ اور تمام جن وانسان ان کی اطاعت کریں گے۔ (ترجمہ شعر)

اس کا دل اللہ تعالیٰ کے اسرار کا ایک سمندر ہے اور سورج سے لے کر چاند تک اس کا ایک قطرہ (برابر) ہیں۔

جتنا ہو سکے اس کی تربیت میں سعی کریں۔ حضرت خادم علی شاہ اگرچہ بہت بلند مرتبہ تھے اور وارث علی شاہ کے اعلیٰ مرتبہ سے خوب واقف تھے۔ چنانچہ آنجناب کو اپنے زمانے کے تمام بزرگوں سے بڑھ کر جانتے تھے۔ مگر ان کرامتوں والے ارشاد کے مطابق خوب کوشش کرتے اور ہر روز ان کی تربیت زیادہ سے زیادہ کرتے تھے۔

شعر:

چرخ کوکب کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

خادم علی شاہ صاحب کا علاج مفید ثابت نہ ہوا۔ آخر کار ایک دن تمام مریدوں کو اپنے پاس بلایا اور ہر کسی کو درجہ بدرجہ ہمیشہ کے لئے رخصت کیا اور اپنی گفتگو کے ساتھ کچھ گوہر اشک پروئے اور کلمہ توحید با آواز بلند پڑھا اور آپ کی مبارک روح جسم سے بلند جنت کے باغ کی طرف اڑ گئی۔ اور کل نفس ذائقۃ الموت کی شراب کے نشہ میں مدہوش ہو گئے۔ فوراً قیامت جیسا شور برپا ہوا اور ہر آدمی آہ وزاری

میں مصروف ہو گیا۔ صفر المظفر کی ۱۴ تاریخ ۱۲۵۳ھ آپ کی نعش مبارک شاہانہ ملبوس کے ساتھ مسجد مذکورہ سے اٹھائی گئی۔ جناب والا بھی ہمراہ روانہ ہوئے۔ فرنگی محل کے علماء اور سید فدا الحسین بینائی اور شاہی اراکین سلطنت آپ کی نعش مبارک کے ساتھ دوڑ کر آ رہے تھے۔ شاندار شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ آپ کا جنازہ گولہ گنج میں پہنچایا گیا۔ سات توپوں کی سلامی دی گئی۔ اور شاندار جلوس کی شکل میں آپ کا جنازہ ادا کیا گیا۔ واقعتاً فقیر کی میت کے بارے میں کوئی معلوم نہیں ہوا۔ کہتے ہیں: (ترجمہ شعر)

ہاں بات اسی طرح ہے کہ جو جناب کے عاشقوں میں سے ہے وہ آپ کے مرنے کے بعد تمام دنیا میں مشہور ہو گیا۔

تاریخ رحلت جناب موصوف از صنعتِ توشیح یہاں رقم کی جاتی ہے:۔

۱۔ خادم علی نے ملکِ عدم میں قدم رکھا، یا اللہ ان کا انجام اچھا ہو۔

۲۔ ماتم کرنے والوں کی فریاد اور آہیں اس طرح بلند ہوئیں کہ اس کے بوجھ سے بلند آسمان کی پشت ٹیڑھی ہو گئی۔

۳۔ ایسا معلوم ہوتا تھا تمام دنیا والے بوڑھے اور جوان دنیا سے فوت ہو گئے۔ ہائے افسوس اور بہت افسوس اے عزت والے بادشاہ سلامت۔

۴۔ کہا گیا کہ سارا شہر لکھنؤ ماتم کدہ بن گیا۔ تمام جن و انسان اور فرشتے مسلسل آہیں بھر رہے تھے۔

۵۔ میں ناز کرتا ہوں اس عطیہ پر جو میرے دل کے صفحہ پر آپ کے وصال کی

تاریخ تحریر کی گئی۔

۶۔ آپ کے وصال کا سال توشیح کی صنعت سے بیان کیا گیا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ تحریر کرنے والا اسے پسند کرے گا۔ ۱۲۵۳ھ

تحفہ ششم: سرکار کی خلافت کا بیان

تیسرے دن فاتحہ خوانی کے مراسم ادا کرنے کے بعد، جانشینی کی پگڑی باندھنے کے لئے فقراء، رؤساء اور غرباء کے گروہ اکھٹے ہو گئے اور منا جان داروغہ کارخانہ جات جو صاف دل خادم اور مرید خاص تھا وہ بھی حاضر تھا۔ پگڑی کوٹرے میں رکھا گیا اور سنہری سرپوش اس پر رکھ کر پیش کیا گیا کہ یہ شان والا گروہ جو حضرت خادم علی شاہ کے قائم مقام ہونے کے لائق ہے اس کو یہ خلعت عطا کرے۔ حاجی غلام حسین کہ جو خادم خاص تھا وہ خود کو حضرت کا قائم مقام سمجھتا تھا۔ اس نے شہر کے علماو مشائخ کی خدمت میں حصول دستار کے لئے تحریک بھی پیش کی۔ ایک بزرگ کے قول پر نظر رکھو جو یہ کہتے ہیں کہ:۔(ترجمہ شعر)

تقدیر کے دائرے سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کر۔ لکھے ہوئے کو ہمیشہ اپنے مدنظر رکھ۔

آخر کار اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فوراً سید سعادت علی بن سید محمود محقق بن حضرت غوث گوالیاریؒ اٹھے اور سید وارث علی شاہ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی جگہ سے اٹھایا۔ جناب اکبر شاہ صاحب اور امید علی شاہ صاحب نے ان کے ساتھ اتفاق کیا۔ چنانچہ وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھے اور وہ دستار بسم اللہ شریف پڑھ کر آپ کے سرانور پر رکھی۔ فرشتوں نے کہا بہت اچھا ہوا اور آسمان نے کہا واہ واہ کیا ہی اچھا ہوا۔ حاضرین

جلسہ اتفاق کے ساتھ یہ قطعہ زبان پر لائے۔ پیشانی پر جو لکھا ہوا تھا۔ تقدیر کی قلم نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ جو صاحبان اس جلسہ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ اس کو مٹا نہ سکے، جو نقش نگینے میں لکھا ہوا تھا۔

تحفہ ہفتم: سرکار کے پہلے سفر حج اور واقعات راہ کا بیان

جب جناب عالی چودہ سال کے ہوئے تو چودھویں رات کے چاند کی مانند جمالِ مظہر اور جلالِ کاشانہ کمال گھر کو منور کیا۔ اچانک کشش عشق اور جذبہ صادق سے بیت اللہ شریف کے طواف کی خواہش آپ کے دل میں آئی۔ اور اتفاقاً واقع اسی رات آپ نے سونے کے دوران اپنے پیر و مرشد کو خواب میں دیکھا۔ اور سفر کی اجازت کے کلمات سنے جو سرمایۂ مسرت بنے۔ چنانچہ آپ نے سفر کے لوازمات کا انتظام فرمایا۔ جناب کے اکثر دوستوں اور عزیزوں نے جو اس قدر جلدی ارادہ کے مانع تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ کسی کی سوچ پختہ اس ارادے میں رکاوٹ نہ بن سکے گی۔ یقیناً ہر ایک نے سفر کے اقدام کے آغاز پر اتفاق کیا۔ اور یہی کلمات ان کے زیر لب تھے۔ (ترجمہ شعر)

آپ نے سفر کرنے کا ارادہ کیا ہے اللہ کی مہربانی اور شفقت آپ کی مدد کرے اور اہل نظر قافلہ سالار آپ کی مدد کرے۔ پس اس بلند و بالا آسمان کی شفقت کے بعد ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ آپ مبارک فال کے مطابق محبت کے مور کی طرح آسمان کے باغ میں خراماں خراماں روانہ ہوئے۔

صبح کے وقت جناب نے اپنے مرشد پاک کی قبر پاک کو بوسہ دیا اور لکھنؤ کی

چند شخصیات کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ اور چاند کی طرح تھوڑے تھوڑے پڑاؤ کے ساتھ منزل کو طے کیا۔ سورج کی طرح ایک شہر سے دوسرے شہر میں تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ قصبہ شکور آباد میں ٹھہرے۔ کچھ دن وہاں قیام کیا۔ اس قصبہ کے باشندوں نے جو اہل نظر تھے اور صاحب شنید تھے انہوں نے آپ کی عمر دیکھی تو وہ بہت کم تھی لیکن کشف و کمال اور شوکت جاہ و جلالی دیکھا تو وہ تصویر کی طرح حیران رہ گئے۔ اور آخر وہ اس ہدایت کے مضمون پر آگاہ ہوئے۔ جو شخص سعادت مند ہوتا ہے وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی سعادت مند بن جاتا ہے۔ انہوں نے ہدایت کے اس مضمون کا سراغ لگا لیا۔ ان میں سے زیادہ متفق ہو کر سمجھ گئے۔ اور بیعت حاصل کرنے سے مشرف ہو گئے۔ ایک ہفتہ تک انہوں نے حضرت کو وہاں سے رخصت نہ ہونے دیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے ساقی! آ جا کہ میں اپنا آپ کھو بیٹھا ہوں۔ میرے سامنے بے شمار بیابان ہیں۔

۲۔ میں نے آپ کے چہرہ انور کی خوبی سنی اور دیکھی تو میں نے اپنا کام چھوڑ دیا۔ اے میرے مرشد دیدار کے وقت مجھے کیا کرنا چاہئے۔

آنجناب کا ایک شہر سے دوسرے شہر جانا اور ہزاروں لوگوں کا مرید ہونا

جناب کو بیت اللہ شریف کے طواف کی خواہش کا اس قدر جوش تھا کہ آپ کے دل میں اطمینان نہ ہوتا تھا۔ حب بیت اللہ نے آپ کے دل کو شکور آباد سے

ابھارا۔ اور محبت کا تعلق اس کے باشندوں سے توڑا۔ چنانچہ شکور آباد کے قصبہ سے فیروز آباد آٹھہرے اور وہاں سے فتح پور سکیری اور وہاں سے ہندون اور وہاں سے موضع ہرداول ریاست جے پور اور وہاں سے جے پور خاص مختلف جگہوں پر قیام فرمایا۔ جس جگہ آپ نے قیام فرمایا سینکڑوں لوگ آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور جس وقت فرشتہ سیرت آنجناب کے کشف وکمال کی شہرت نے بلندی حاصل کی تو آپ کی شہرت راجہ بخت سنگھ والی جے پور تک پہنچی۔ وہ بھی آپ کا بہت مشتاق ہوگیا۔ ایک دن وہ آپ کی خدمت اقدس میں پہنچا اور آپ کے ادب احترام میں زمین بوس ہوا۔ (ترجمہ شعر)

جب اس نے اس آفتاب ولایت کو دیکھا جو بڑی تاب وطاقت کے ساتھ چمک رہا تھا
تو موم کی طرح آبدیدہ ہوگیا۔

جس وقت بارعب جلال پر نظر پڑی تو عقل کے پرندے کو سر کے پنجرے سے دور کردیا اور اس کا اعتقاد اس طرح تنگ ہوگیا کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اور انتہائی ادب کے ساتھ ہونٹ کھولے اور آپ کو دعوت دینے کے لئے عرض کی۔ چنانچہ آنجناب نے دعوت قبول فرمائی اور اس کے گھر اگلے روز قدم رنجہ فرمایا۔ راجہ مذکور انتہائی عزت اور تکریم کے ساتھ پیش آیا۔ اور دسترخوان کئی قسم کی نعمتوں کے ساتھ آراستہ کیا۔ الغرض جناب عالی کے الوداع ہونے کے وقت اپنے محل سرا کی رونق بڑھانے والی تقریب کی دعوت دی۔ وہاں اس نے خود اور اپنی اہلیہ مہارانی کے ساتھ زمین خدمت چومی۔ مریدوں کی طرح آپ کی طاعت کا حلقہ اپنی روح کے کان میں پہنا۔ اور عمدہ تحفے پیش کئے۔ جناب عالی نے وہاں سے بھی رخت

سفر باندھا اور جانب اجمیر شریف کی راہ لی۔ یہاں تک کہ چار منزلیں طے کرنے کے بعد اجمیر شریف پہنچ گئے۔ جنت نظیر روضہ اقدس دکھائی دیا۔ جس کے در و دیوار انوارِ رحمت سے روشن تھے۔ اور اس کا ہر چشمہ کوثر و تسنیم کے چشموں کی طرح جاری تھا۔ آبِ رحمت اس کی آسماں نظیر کھیتی کو سرسبز و شاداب کر رہا تھا۔ اس کا صحن جنت کے باغوں کی طرح عمدہ پھلوں سے لبریز تھا۔ اس کی آب و ہوا بہت عمدہ تھی جو روح کو تروتازہ کرنے والی تھی اور اس کی فضا انتہائی دلکش تھی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ روضہ اس قدر عجیب واقع ہوا تھا کہ جیسے نیلے آسمان کے طبق میں انڈا پڑا ہوا ہو۔

۲۔ اس کا ماحول اس قدر خوبصورت اور صاف تھا کہ جیسے دل کے آئینے پر مسکرا رہا تھا۔ مختلف ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہی پاکیزہ روضہ مبارک شہنشاہ دین پناہ قطب الاقطاب معلی القاب خضرِ ما معین خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ موجد خاندانِ چشت اہل بہشت کی آرامگاہ ہے۔ آپ کے آستانہ پاک کی خاک اولیائے کرام کے لئے فخر کا تاج ہے۔ اور اس شعر کا مضمون ان کی شان میں خوب معلوم ہوتا ہے۔ (ترجمہ شعر)

آپ ہمیشہ چمکنے والا نور اور دونوں جہانوں کی شمع ہیں، بارگاہ ازل کی کنجی ہیں اور اندھیروں کے ختم کرنے والے آفتاب ہیں۔

ہر شے پر فوقیت رکھنے والے شوق کے ساتھ آپ روضہ شریف کے اندر داخل ہوئے اور قبر شریف کے طواف سے مشرف ہوئے۔ خوش قسمتی سے ایسا ہوا کہ انہیں دنوں جناب حضور خواجۂ خواجگان کا عرس مبارک تھا۔ چنانچہ جناب والا بھی

مشائخ کے جلسہ میں بیٹھے اور سماع میں توجہ فرمائی۔ جذبات کو آگ لگانے والے کلام کو اس انداز سے پیش کیا کہ وجد طاری ہو گیا۔ (ترجمہ شعر)

جگر جلنے لگا۔ دل میں گرمی پیدا ہو گئی۔ رگِ جاں پھڑ کنے لگی۔

اپنے آپ پر قابو کرنے والی باگ آپ کے ہاتھ میں نہ رہی اور دل کے گھوڑے کو بے خبری کے صحرا میں دوڑایا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ آپ مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ آپ کا دل چاہتا تھا کہ جسم سے روح پرواز کر جائے۔

۲۔ آپ کے سر مبارک نے عقل اور ہوش کو پرے رکھ دیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔

۳۔ محفل میں موجود ہر شخص جو آپ کو دیکھ رہا تھا ان کا حال بھی بدلنے لگا۔ میں نے سنا کہ خواجہ صاحب کی قبر بھی حرکت کرنے لگی۔

المختصر حاضرین پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ہر شخص نے آہ و فریاد شروع کر دی۔ کچھ دیر کے بعد کہ جب امام الاولیاء ہوش میں آئے۔ تمام حاضرین آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دے رہے تھے۔ جناب عالی نے اسی جگہ ان لوگوں کی خواہش کے مطابق وہیں قیام فرمایا۔ اور ایک ہفتہ ٹھہرے رہے۔

وہاں روضۂ عرش بوس کے احاطہ میں کچھ مرد عورتیں اکٹھے ہو گئے۔ اچانک جناب کے عشق کا تیر عبداللہ سنگ تراش کی لڑکی بی بن کے دل میں لگا۔ یہ بہت حسین تھی۔ اور کافی مالدار تھی۔ وہ مجمع میں اس طرح بیٹھی ہوئی دیکھ رہی تھی کہ جیسے عاشق جلیل بلبل دیکھنے میں محو ہو جاتی ہے۔ اس پر مدہوشی طاری ہو گئی۔ ہالۂ صفات آسماں

سے زمین پر پہنچا۔ اگلے روز مسماۃ مذکورہ جناب کی خدمت میں پہنچی اور بیعت ہوئی۔ شاہانہ لباس ترک کر دیا اور تمام خاندان سے اپنا تعلق قطع کر لیا۔ جناب والا نے اس کو بی بن اللہ والی کا خطاب عطا فرمایا اور اس کی رہائش گاہ روضہ شریف کے حجرہ کے قریب تجویز فرمائی۔ تادم تحریر وہ وہیں موجود ہیں اور قناعت کے مصلیٰ پر ٹھہری ہوئی ہیں۔ سنا گیا ہے کہ ہزار ہا مخلوق ان کو مخدومۂ روزگار سمجھتی ہے۔ بلکہ انہیں ولیہ کہتے ہیں اور ان کی اطاعت کے راستے کی خاک کو اپنے سر پر لگاتے ہیں۔ (ترجمہ شعر)

نہ ہر عورت، عورت ہے اور نہ ہر مرد، مرد۔ اللہ تعالیٰ نے پانچوں انگلیاں ایک جیسی پیدا نہیں کیں۔

جناب والا وہاں سے جب روانہ ہوئے تو جوت پور کے دارالحکومت ناگور میں قیام فرمایا۔ مولوی حسین بخش جو ایک رئیس کے پیر کے لڑکے ہیں، کے پاس ٹھہرے۔ جن کا ناگور میں بہت شہرہ تھا۔ کہ جو بزرگی کی صفات کے مالک اور اچھی عادات والے تھے۔ فرشتہ سیرت تھے۔ جب انہوں نے آپ کا ذکر سنا تو بڑے شوق کے ساتھ آپ کی طرف دوڑے، دیکھا اور جناب کو اپنا مہمان بنالیا۔ عزت واحترام کے ساتھ آپ کے قدموں میں اپنی آنکھوں کو بچھایا۔ جناب نے کچھ دن ان کے بلند شان مکان میں قیام فرمایا۔ اور ایسی نوازش فرمائی اور ان کے سر کو فرقداں ستاروں کی بلندی پر پہنچا دیا۔ اس معزز آدمی کو آپ نے اپنا نائب بنایا۔ اور بیعتِ مجاز کی اجازت عطا فرمائی۔ وہاں سے روانہ ہوئے اور کچھ منازل طے کرنے کے بعد قصبہ میرتا پہنچے۔ وہاں سے موضع کوچڑالا دارالحکومت جوت پور پہنچے۔ اور وہاں قیام فرمایا۔ اس بادشاہ کی ریاست میں اگرچہ کچھ سوانحات پیش آئے مگر سچے ارادے کی برکت سے اور حضرت

عشق کی مدد سے ہر مشکل آسان ہوگئی۔ ہاں عشق کے راستے کے کانٹے بھی پھولوں سے بہتر ہوتے ہیں اور اچھی آہ کے نالے بلبل کے نغموں سے بہتر ہیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ عاشقوں کا دل درد کا میدان ہے۔ اس کے اندر آگ ہے اور باہر ٹھنڈی آہ ہے۔

۲۔ پھول اپنے پیراہن میں سینکڑوں چاک رکھتا ہے لیکن بلبل کو اس کا غم نمناک نہیں کرتا۔

۳۔ عاشق کا دل دنیا میں کبھی غم سے خالی نہیں رہ سکتا۔ جو غم سے خالی ہوگا وہ بے عشق دل ہوگا۔

۴۔ بے عشق دل سوائے پانی اور مٹی کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔

۵۔ اگر عشق تیری مدد کرے تو عاشقوں کے سامنے کون اپنا سر بلند کر سکتا ہے۔

۶۔ وہ دل جو عشق سے خالی ہو وہ اپنی صراحی شراب سے خالی رکھتا ہے۔

۷۔ اللہ کے لئے تعریف ہے کہ جناب والا جو زمانہ کے ممدوح ہیں۔ وہ عشق میں بے مثل ہیں۔

۸۔ جب عشق کے متعلق اللہ والوں نے لکھا تو ہمارے سرکار عالم پناہ کو سر فہرست تحریر کیا۔

۹۔ جس جگہ عشق کا لشکر متوجہ ہوا تو اس کے دل میں غم نے ڈیرے ڈال لئے۔

۱۰۔ تنہا عشق کو پناہ نہیں ہوتی بلکہ حسن اس کی امید گاہ ہوتی ہے۔

۱۱۔ لیکن آنجناب اور آپ کا ذاتِ الٰہ سے عشق، اس طرح ہے جیسے پانی اور مچھلی اکٹھے ہوتے ہیں۔

اگر میری قلم ان تمام حالات کی شرح لکھے تو میرا یہ کتابچہ طویل ہو جائے گا۔ یقینی طور پر میں نے ان احوال میں سے کچھ لکھا۔ اور باقی حالات جو میرے سینے میں محفوظ ہیں میں ان کو بھی بے فائدہ نہیں سمجھتا۔ کہ نیک لوگوں نے کہا ہے کہ جو شے ساری کی ساری معلوم نہیں ہوتی ہے وہ ساری کی ساری غلط نہیں ہوتی۔ اور اس کو چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔

ظہور سانحۂ اوّل (پہلے واقعہ کے ظاہر ہونے کا بیان)

جب جناب والا خشکی کے راستہ سے تشریف لے جا رہے تھے تو انتہائی جذبۂ شوق کے ساتھ دو منزلہ کو ایک منزل میں طے فرماتے۔ ایک دن ایک بیابان میں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ بہت اچھی جگہ ہے اور رشک جنت مقام ہے اور اس کی آب و ہوا روح پرور تھی۔ اس کا سبزہ دلنشین اور اس کی بارش دل کی صراحی بھرنے پہ آمادہ اور مؤلف کا دل کھینچنے والی ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس سرزمین کا ہر باغ عام باغ سے بہتر ہے۔ اور وہ ایسا باغ ہے کہ جو جنت کے سینہ میں داغ لگاتا ہے۔ یعنی رشک جنت ہے۔

۲۔ اس کے سرو اور شمشاد بہت ہی حسین و جمیل ہیں۔ اس کا سایہ مے خانے کے فرش کے لئے باعث رشک ہے۔

۳۔ اس کی قمریاں ادیب کی طرح اسلوب شناس ہیں۔ اس کی بلبلیں بچوں کی

طرح حروف تہجی پڑھنے والی ہیں۔

۴۔ اس کا روشن اور چمکدار سنبل گھنگھریالے بالوں کی طرح بہت ہی پیچدار ہے۔خوبصورت پریوں کی زلفیں اس کے سنبل کے سامنے ہیچ ہیں۔

۵۔ اس کا گل لالہ حسین وجمیل محبوب کی طرح ہے۔ یہ عابدوں اور زاہدوں کے لئے بھی دلفریب ہے۔

۶۔ اس کی نہریں جنت کی نہروں کی طرح رواں دواں ہیں۔خضر اور الیاس ان کے پیاسے ہیں۔

۷۔ اس کے گوشے اس قدر بلند پایہ ہیں کہ اونچی رصدگاہ میں بیٹھنے والا بھی جسے دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

۸۔ اس کا اگا ہوا سبزہ زمردیں فرش کی طرح بچھا ہوا ہے۔

۹۔ اس باغ میں ایسی آبشار رواں ہے جیسے ایک صوفی اپنے پیدا کرنے والے کی حمد وثنا میں مصروف ہوتا ہے۔ الغرض وہ مکان جو جنت نشان ہے ایسا طبیعت کے موافق آیا کہ آنجناب نے اسی جگہ کمر کھولی اور اس طرح آپ کا دل وہاں لگ گیا کہ اسی سرسبز وشاداب میں قیام فرمایا۔ اور خود سے کہا کہ دو چار دن اسی مقام پر قیام کرنا چاہیئے۔ اور تنہائی فارغ البالی کی حالت میں اور اس عالم فانی میں ذکر واشغال میں مشغول ہو گئے۔ آخر کار اسی زمرد جیسے فرش پر کہ جو کئی ہزار ریشموں سے نرمی ونزاکت میں بہت بہتر تھا، وہاں ٹھہر گئے اور خود میں گم ہو گئے۔ وہ جگہ ایک خبیث بدفرجام کی رہائش گاہ تھی۔ دن کے کچھ حصہ میں جو باقی تھا وہ بھی گزر گیا۔ جناب نے بہت پریشان کن خواب میں دیکھا کہ وہ غضب کی حالت میں آپ کی طرف دوڑا۔ پاک

ہے رب تعالیٰ کی ذات کہ جب وہ آپ کے قریب پہنچا تو اس کا غصہ اور غیض وغضب محبت واطاعت میں بدل گیا اور وہ فوراً ایک خوبصورت عورت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جو آپ کی خدمت میں لگ گئی۔ اور لونڈی کی طرح اطاعت کرنے میں مصروف ہوگئی۔ اور انتہائی ادب کے ساتھ آپ کے پاؤں کو پکڑا اور بوسہ زن ہوئی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اللہ کے جواں مردوں کی ہیبت ورعب اثر رکھتی ہے اور تمام جن و بشر پر اثر کرتی ہے۔

۲۔ جو کوئی محبوب خدا ہے۔ شمع کی طرح دشمن کی ہتھیلی سے نجات پا جاتی ہے۔

۳۔ جہاں کے پیدا کرنے والے نے جس کسی کو چن لیا۔ ہر وقت وہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی حمایت کرتا ہے۔

۴۔ تمام تکالیف جو ہم پہ وارد ہوتی ہیں یہ ہماری غفلتوں کا سبب ہیں۔ ورنہ اس کی مہربانی اور شفقت جہان والوں سے کب جدا ہے۔

قصہ مختصر اسی دوران اسی علاقہ کا سردار بھی سیر کرنے کیلئے وہاں آ نکلا۔ اور اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان لیٹا ہوا ہے نیند کے عالم میں ہے اور ایک عورت اس کی خدمت میں مصروف ہے۔ جو کہ رشک ماہتاب ہے۔ وہ سخت حیرانگی کے بھنور میں مبتلا ہوگیا۔ اسے دیکھ کر اس نے آگے قدم رکھا۔ اور انتہائی مؤدبانہ انداز سے اس واقعہ کی تفصیل چاہی۔ اور تنہائی کی وجہ اور جنگل کے حیوانات کے ساتھ موافقت کا سبب پوچھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ آبادیوں سے قطع تعلق کر کے سفر کر کے اس جگہ پہنچا ہوں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ میں نہ کوئی پیار کرنے والا نہ کوئی ساتھی نہ کوئی راہبری کرنے والا رکھتا ہوں۔

صرف جہاں کو پیدا کرنے والے کی مہربانی پر نگاہ رکھتا ہوں۔

۲۔ سینے میں بھنا ہوا دل اور جگر رکھتا ہوں۔ دل میں سنگ ریزوں کی طرح سینکڑوں چنگاریاں رکھتا ہوں۔

۳۔ انتہائی شرمساری کی وجہ سے شہر کی طرف میں توجہ نہیں دیتا ہوں کہ نہ میں لباس رکھتا ہوں، نہ سونا چاندی، نہ کوئی مال اور نہ ہی کوئی اور زر و جواہر رکھتا ہوں۔

۴۔ اگر چہ میں خوشحالی کے کچھ اسباب نہیں رکھتا۔ لیکن دلی طور پر میں اس سفر کا پختہ ارادہ رکھتا ہوں۔

۵۔ اللہ مجھ وارث کا مونس و غمخوار ہے اور ہر جگہ میرے ساتھ ہے۔ چونکہ میں کوئی مال پاس نہیں رکھتا لہٰذا مجھے رہزن کا کوئی خطرہ نہیں۔

یہ عورت کہ جو تو دیکھتا ہے وہ اس باغ کی مالکہ ہے اور ہم پر شفقت کرنے والی ہے۔ وہ سرداران دلفریب باتوں سے عاشق ہو گیا اور اس عورت کی عادتوں پر قربان ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ دونوں بزرگ میری جھونپڑی، جو باغ کیلئے باعث رشک ہے، میں اپنے قدم مبارک رکھیں۔ خدا کی اطاعت کرنے والوں کی خدمت، جو تنہائی میں رہنا پسند کرتے ہیں، میں اپنے لئے سعادت جانتا ہوں۔ میں آپ کی آمد کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔

آنحضرت نے فرمایا میں تو گویا ایک قطرہ نمناک ہوں، کمزوری کی وجہ سے جس جگہ بیٹھتا ہوں وہی میرا وطن بن جاتا ہے۔ میں طاقت نہیں رکھتا ہوں کہ آج یہاں سے ایک قدم بھی باہر رکھوں۔ اور اس جگہ سے منتقل ہو جاؤں۔ مگر یہ عورت جو بہت ہی دور اندیش ہے اور اپنے کام میں خود مختار ہے۔ اگر اس کے دل میں رغبت ہو تو

کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کہ تیری طرف میں روانہ ہو جاؤں۔ اس سردار نے اس بات کو بہت بڑی کامیابی خیال کیا۔ اور انتہائی منت سماجت سے آپ کا دامن تھاما۔ جب اس کو راضی سمجھا تو اس جگہ سے اٹھا اور ساتھیوں میں سے ایک کے ساتھ سوار ہو گیا۔ جوں ہی وہ گھر میں پہنچے۔ کئی قسم کے کھانے اور مشروبات تیار کرائے۔ اور رنگا رنگ نعمتوں کے ساتھ دستر خوان کو سجایا اور آنحضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ رئیس بڑی عزت کے ساتھ اس گھر میں پیش آیا۔ ستاروں کی مانند فوج رکھنے والا اور زرنگار سنہری تخت پر بیٹھنے والا وہ رئیس کافی دیر تک اس حور شمائل مگر شیطان صفت عورت کے ساتھ مشغول رہا۔ اس کے بعد مہمان کو ایک علیحدہ گوشہ میں لے گیا اور خود اپنی اہلیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس خبیث بدفرجام نے چوروں کی طرح ان کے ہوش وحواس کا سامانِ خواب لوٹا۔ راجہ اور رانی کو مدہوشی میں بستر پر ڈالا۔ پھر وہ مہمان جو مجسم شیطان تھا وہ اٹھا اور راجہ اور رانی کی چارپائی کو اوپر اٹھایا اور اس کو اوپر نیچے کیا۔ ان کے آرام و سکون میں خلل ہوا۔ اور ان کو کئی قسم کی تکالیف پہنچائیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جو کوئی جذباتی فطرت رکھتا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ سے آسائش و آرام کو ڈھوڈالتا ہے۔

۲۔ اپنے گھر میں کسی غیر کو جگہ نہ دے۔ تاکہ تو اس راجہ کی طرح مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے۔

راجہ اور رانی کا اس بلائے آسمانی، خوفناک شکل کے دیکھنے سے اور اس صدمۂ ناگہانی سے ہوش وحواس کا پرندہ اڑ گیا۔ بڑی دیر کے بعد وہ ہوش میں آئے۔ اس نے دیکھا کہ موت اس کی پیشانی پر اور قضا اس کے پیچھے بیٹھی ہوئی ہے اور

تمام صحن درہم برہم ہو چکا ہے۔ (ترجمہ شعر)
بات کرنے سے ان کے ہونٹ خاموش ہو گئے۔ لحظہ بہ لحظہ ان کی حالت بدلتی رہی۔

اس رات کو تہائی حصہ تک دونوں اسی دکھ اور تکلیف میں مبتلا رہے۔ اور زندگی کی امید سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جس وقت سورج نکلنے کا وقت ہوا تو اس خناس نے جنگل کا راستہ لیا۔ وہ باغ کی طرف گئی اور وہاں کے تمام پھلوں کو زہریلا بنا گئی۔ راجہ انتہائی پریشان اور غمگین ہو کر جناب والا کی خدمت میں پہنچا۔ اور گزشتہ رات کے حالات و واقعات آپ سے بیان کئے۔ آنجناب نے اس کا دل بہلانے کے لئے باتوں میں لگایا اور ہر لحاظ سے اسے مطمئن کیا۔ راجہ نے تمام حالات بیان کئے۔ بہر حال وہ شب طوعاً و کرہاً بسر ہو گئی۔ راجہ ڈرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج بھی وہی مصیبت کہ جس کا کوئی علاج نہیں، ظاہر ہو جائے۔ اور ہماری زندگی کا ساز و سامان لوٹ کر لے جائے۔ اللہ کے فضل و کرم سے جناب والا نے اپنی آمد سے ہمارے گھروں کو رشک گلزار بنا دیا اور ہمیں اس شور سے نجات بخشی۔ میں انتہائی منت سماجت سے آخر کار جناب عالی کو اپنے گھر میں لے آیا۔ ایک ہفتہ تک بمشکل تمام اپنے ہاں ٹھہرایا۔ آپ نے بالکل اپنا قدم مبارک میرے گھر سے باہر نہ نکالا اور ہر روز ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے مبارک پاؤں کو بوسہ دیتے رہے۔

بس کچھ دنوں بعد جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ مکمل مطمئن ہو گئے ہیں۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مصیبت اب دوبارہ میرے گھر میں نہیں آئے گی۔ اسی وقت آنجناب نے خوشی خوشی الوداع ہونے کی رخصت چاہی۔ کافی مقدار میں سونا اور مال

اور ہر قسم کی نعمتیں ہدیہ کے طور پر میں نے جناب کو پیش کیں لیکن جناب والا نے انتہائی اصرار کے بعد ایک گھوڑا اور تھوڑا ساز ادِراہ قبول فرمایا اور بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے اور حسرت کا کانٹا مجبوروں کے دل میں توڑ دیا۔ مؤلف کے اشعار:

۱۔ جو بے سروسامان ہوتے ہیں ان کو وہی سامان دیتا ہے۔ سب بیماروں کا علاج اسی سے ہے۔

۲۔ اِس جہاں میں، اُس جہاں میں اور قیامت کے دن آرام اور دکھ، زندگی اور موت اور حشر ونشر سب اُسی کے فضل وکرم سے ہے۔

۳۔ یہ سب کچھ اس سرور کے اختیار میں ہے۔ نہ ہمارے اختیار میں ہے نہ تیرے اور نہ کسی اور کے ہاتھ میں۔

۴۔ اگر لباس بغل میں ہو یا نہ ہو، اللہ مہربان ہے کہ وہ جس حال میں چاہے رکھے۔

۵۔ عاشقوں کا کیا ہی اچھا حال ہے۔ نہ ان کو اِس جہاں میں کوئی غرض ہے نہ اُس جہاں میں۔ ان کے لئے دونوں جہان برابر ہیں۔

۶۔ اے خدا بخش جس کسی نے اپنے مولا کو پالیا، تو اس نے چاروں اطراف پر قابو پالیا۔

ظہور سانحہ دوم

آنجناب نے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد اور بیالیس منازل طے کرنے کے بعد سروئی شہر جو اجمیر سے دس منزل کے فاصلہ پر واقع ہے، دیکھا کہ

پہاڑوں کے درمیان ہونے کی وجہ سے اور گہرے نالوں کی وجہ سے وہ راستہ بہت خطر ناک اور پرفتن تھا۔ اور اس جگہ کے جادوگروں کا جادو بہت مشہور تھا۔ ایک دن ایک منزل طے کی اور شام تک مسافروں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک سرائے میں پہنچے۔ الختصر وہاں وہی ڈاکو بدعادات وصورت والے آپہنچے۔ بظاہر اپنے آپ کو آراستہ کیا ہوا اور مشائخ کے لباس سے اپنے آپ کو سجایا ہوا۔ لمبی داڑھیوں والے۔ درویشوں کی طرح، حرص ولالچ سے بھرے ہوئے اور ہاتھ میں تسبیح لئے ہوئے۔ منہ سے استغفار اور دل گناہوں سے بھرا ہوا۔ گناہ کو ہنسی آتی ہے، ان کے استغفار کرنے پر۔ یہ ڈاکو اس سرائے میں پہنچ گئے۔ اور بڑی تیزی کے ساٹھ گھوڑوں سے اُترے اور فاتحہ پڑھی اور بعد ازاں ایک ایک میٹھا اور پرتکلف لڈو مسافروں کو تقسیم کیا، کہ جن کی تعداد چالیس تھی۔ اور تقسیم کے بعد وہ خود ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ الختصر سب نے وہ لڈو حاصل کیا اور کھایا۔ سوائے آنخضرت نے وہ لڈو ایک رومال میں باندھ کر ایک جگہ لٹکا دیا۔ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ جو شخص اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے وہ ہر تکلیف ومصیبت سے مبرا ہوتا ہے۔

۲۔ عاشق معشوقوں کی جلوہ گاہ ہیں۔ اس کی رمز خدا اور جدا کے نقطہ میں ہے۔

الختصر رات کا تہائی حصہ باقی تھا کہ ان چوروں نے باآواز بلند ندا دی کہ اے لڈو اُٹھ اور سفر کی تیاری کر۔ جب اس جادوگر کا جادو کمال تک پہنچ گیا تو اس نے اپنے جادو کے زور سے اس لڈو کو کہ جو پیٹوں کے اندر پہنچ چکا تھا جادو سے اس میں ایسی تاثیر پیدا کی کہ اس کے کھانے والے فوراً اپنے بستروں سے اٹھے اور رخت سفر باندھا اور

اپنی سواریوں پر سوار ہو کر ایک جانب چل پڑے۔ آنجناب نے اپنے دل میں سوچا کہ اس منتر کے انجام کو بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ لڈو کیا اثر کرتا ہے۔ تیزی سے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور مسافروں کے قریب پہنچے۔ تھوڑا سا سفر طے ہوا تھا کہ وہ جادوگر ٹھہر گیا اور اس نے حکم دیا کہ اے لڈو گھوڑوں سے اتر آؤ۔ اور زمین پر چلنا شروع کر دو۔ مسافروں نے اسی طرح کیا۔ اس جادوگر نے ایک چھری اپنی کمر سے باہر نکالی اور مسافروں کی طرف اشارہ کیا کہ لڈو اس چھری سے اپنے گلوں کو کاٹ لو۔ اور اپنے آپ کو قتل کرنے کی کوشش کرو۔ اس بات کو انہوں نے بالاتفاق تسلیم کر لیا۔ اور اس چھری کی طرف اپنا اپنا ہاتھ لے گئے۔ آنحضرت بڑی چابکدستی سے آگے بڑھے۔ اور اس چھری کو، اس سے پہلے کہ وہ مسافروں کے ہاتھوں میں آئے، پکڑ لیا۔ اور جادوگر کو فوراً زمین پر لٹایا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ اور اس بدخصلت سے اس طرح ارشاد فرمایا کہ اگر خیر چاہتے ہو تو ان مدہوشوں کو فوراً ہوش میں لے آؤ۔ اس مکار نے کہ جو ایک شکاری کے قابو میں آ چکا تھا، اس نے بہت چالبازی کے ساتھ زبان کھولی کہ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے نوجواں تیری قسمت ہمیشہ جوان رہے، اللہ کے لئے میں تجھ سے امان چاہتا ہوں۔

۲۔ جو غلطی میں نے کی ہے اس پر بہت نادم ہوں۔ آپ سب کے مخدوم ہیں اور میں خادم ہوں۔

۳۔ میں ان لوگوں کے لئے کوئی چارہ نہیں جانتا۔ لیکن ان کی جان پر خیریت ہے۔

۴۔ مگر میں جس کسی کو پکارتا ہوں۔ وہ یقیناً اپنے پاؤں کو جلدی جلدی اٹھاتا ہے۔

۵۔ پس اب میں آپ سے یہی عہد کرتا ہوں کہ میں ان میں سے کسی کو قتل نہیں کروں گا۔

۶۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ انہیں ہوش آ جائے۔ آپ صبر کریں اور خاموش رہیں۔

آنجناب نے فرمایا کہ میں نے بھی یہ عہد کر رکھا ہے اور اسی عہد پر میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر یہ مسافر سلامتی سے رہے تو میں تیرے گلے پر چھری نہیں چلاؤں گا۔ الختصر یہاں تک کہ دن کا ایک حصہ خیریت سے گزر گیا اور وہ سب ٹھیک رہے۔ عقلمندوں نے ہے کہا کہ (ترجمہ شعر)

۱۔ اگر تم نے اپنے دشمن پر قابو پالیا ہے تو اگر تو عقل مند ہے تو اس سے مطمئن نہ ہو۔ بلکہ اس کے شر سے ہوشیار رہ۔

۲۔ اگر دشمن تیرے ہاتھ سے نجات حاصل کر لے۔ تو وہ ضرور تجھ پر زور آزمائی کرے گا۔

مختصر یہ کہ آنجناب نے اس پر نظر رکھی اور اسے قابو میں کر لیا۔ کچھ دیر بعد دن کا ایک حصہ گزرا ان کو ہوش آیا۔ لیکن ان میں سے ایک جو بخوبی بات نہ کر سکتا تھا کچھ دیر کے بعد جب وہ صحیح حالت میں آیا تو آنجناب سے انہوں نے سارا ماجرا دریافت کیا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ ہم پر مصیبت آئی تھی لیکن خیریت سے ٹل گئی۔ یہ آدمی فی الحال میرے قابو میں ہے۔ یہ شیطان کا بھائی ہے اور ہم کو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اللہ کی مہربانی نے ہماری مدد کی کہ اس کے داؤ سے ہم سب محفوظ رہے۔

اور وہ اس بات پر تیار ہوئے کہ اس کو قتل کر دیں۔ مگر آنحضرت نے اس کی سفارش کی کہ اس وقت اس کے قتل پر توجہ نہ کرو۔ کیونکہ نیک لوگوں نے کہا ہے کہ (ترجمہ شعر)

جب گناہگار نے اپنا سر تیرے پاؤں میں رکھ دیا ہے تو اس کے قتل کی رائے نہیں دینی چاہئے۔

میں بہتری اسی میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آزاد کر دوں کہ اس کی عادت اس کی دشمن ہے جو اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ جناب کے ارشاد کے مطابق سب اس کو قتل کرنے سے رک گئے اور اس کو چھوڑ دیا۔ اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیا۔ وہ بری خصلت والا ہزاروں جانثاروں کے ساتھ آپ کا غلام بن گیا۔ اور اپنے ناجائز فعل سے اس نے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور صدق دل سے اپنی روح کی گردن کو آپکی بیعت وارادت کے حلقہ میں شامل کر دیا۔ اور آنجناب کے ساتھ عازم بیت اللہ ہو گیا۔

(ترجمہ اشعار)

۱۔ صاحب دل اندھوں کو بینا کر دیتے ہیں۔ بے وقوف کو بوعلی سینا بنا دیتے ہیں۔

۲۔ صاحب دل کا سایہ ہما کا پر ہے۔ وہ اس کو ایک لمحہ میں بادشاہ بنا دیتا ہے اگرچہ وہ خود غریب ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔ تانبا جب اکسیر کے ساتھ ملتا ہے تو وہ سنہری سونے کے ساتھ موافقت اختیار کر لیتا ہے۔

۴۔ صدف کے اندر جب قطرہ نیساں داخل ہو جاتا ہے تو بالآخر وہ اعلیٰ موتی بن جاتا ہے۔

ظہور سانحۂ سوم

ایک دن آنجناب اس سے پہلے کہ دوسرے سوئے ہوئے لوگ بیدار ہوں آپ اٹھ گئے اور جذبۂ شوق کے غلبہ سے بیت اللہ شریف کی طرف چل پڑے۔ جب سورج دن کے ایک چوتھائی حصے پر چمکا (چاشت) اور اس کی گرمی کی تیزی نے اہل دنیا کے دماغ کو برہم کر دیا۔ اور گرمی کی بہت زیادہ شدت سے آنجناب کو پیاس زیادہ محسوس ہوئی کہ اگر پانی کے چشمہ کی جگہ دکھائی دے تو پیاس دور فرمائیں۔ اتفاقاً آپ ایک جگہ پہنچے تو وہاں بہت سے ٹیلے اور گڑھے دیکھے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ ہر ایک ٹیلہ پہاڑ سے زیادہ بلند تھا۔ اس کے اوپر پتھر کا ایک بہت بڑا ٹکڑا تھا۔

۲۔ اس کا ہر گڑھا اس قدر گہرا تھا کہ زمین بہت دور دکھائی دیتی تھی۔

اچانک آپ کی نگاہ اس ٹیلے پر پڑی کہ شاید وہاں سے گوہر مقصود حاصل ہو۔ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور ان کا حقہ جو خادمہ کی طرح اس حلقہ کے اندر گردش کر رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ان کے پاس پانی بھی ضرور ہو گا۔ جب پیاس کے غلبے نے حلق پر چھری رکھی تو فوراً گھوڑے سے نیچے اترے اور اوپر جانے کا ارادہ فرمایا اور بڑی تیزی سے اس ٹیلہ پر چڑھے۔ وہ عورت جوان چوروں ڈاکوؤں کی سردار تھی۔ اس نے آپ کی کمال خاطر تواضع کی۔ خوشگوار میٹھے پانی سے دو تین پیالے لگاتار پیش کئے۔ اور کھانا کھلانے کی انتہائی کوشش کی۔ پھر آپس میں انتہائی رازوں میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ سے کہا کہ کچھ عرصہ آپ ٹھہریں کہ

میرے خادم مرغ بھون رہے ہیں۔ اس وجہ سے کہ صاف دل لوگوں کی ہر لمحہ توجہ اللہ کی طرف ہے اور وہ معرفت کے سمندر کے واقف ہوتے ہیں۔ جناب والا نے بالکل اس طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور کسی پریشانی کا اظہار نہ کیا۔ اور اس کی دعوت کو قبول کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ ایک سانپ خود بخود اس درخت پر سے کہ جس کے سایہ میں وہ عورت بیٹھی ہوئی تھی، وہاں ظاہر ہوا۔ فوراً وہ وہاں سے اڑا اور اس عورت کی گردن میں لپٹ گیا اور اس کے ہونٹوں پر پیوست ہو گیا۔ وہ عورت بہت ڈری اور انتہائی پریشانی اس پر طاری ہو گئی۔ ایسی بے ہوشی طاری ہوئی کہ اس پر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اس کے عزیز اور نوکر چاکر اس عجیب حال کو دیکھنے سے پریشانی اور غموں کی زنجیروں میں گرفتار ہو گئے۔ اور اس کالے سانپ کو دور کرنے کی تدبیر انہیں نہ سوجھی۔ ہر طرف شور و غل برپا ہو گیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ قیامت کا دن کل کی بجائے آج ہی پہنچ گیا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس آدمی کی طرح یا نیم مردہ پرندے کی طرح جو مٹی میں تڑپ رہا ہو۔ کہ جس کو سینے اور دل کا غم لگا ہوا ہو اور وہ تڑپ رہا ہو۔ اس طرح وہ تڑپ رہی تھی۔

۲۔ اس آدمی کی طرح جو جگر کے سوز سے آہ بھر رہا ہو۔ اس آدمی کی طرح جو اپنے درد دل سے فریاد کر رہا ہو۔

۳۔ اس آدمی کی طرح جو اس حال میں ہو کہ اس کے چہرے پر عجیب رنگ ظاہر ہو گیا ہو۔ اس آدمی کی طرح جو انتہائی منت اور سماجت سے نذر و نیاز اور منتیں مان رہا ہو۔

المختصر کہ اس کے ورثاء میں سے ایک آدمی آنحضرت کے سامنے رونے لگا۔

اس حالت کو دیکھنے کی وجہ سے آپ کو رحم آ گیا۔ چنانچہ جس وقت آنجناب اس کے قریب ہوئے۔ اللہ کی قدرت سے وہ سانپ کہ جو جنات کی قسم سے تھا وہ اُڑ گیا۔ عورت نے فوراً آنکھ کھولی اور اپنے صحتیاب ہونے کی خوشخبری سے آشنا ہوئی۔ یوں ان سب نے گویا از سرِ نو جان تازہ اور حیاتِ نو پائی۔ اور فوراً اپنے سروں کو حضرت والا کے پاؤں میں رکھا۔ اور ایک جماعت اس جگہ اکھٹی ہو گئی۔ ''سبحان الذی حی لا یموت'' (پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ زندہ ہے، جس کو موت نہیں) ان الفاظ کی تسبیح کرنے لگے۔ وہ عورت اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنا سر آنجناب کے پاؤں میں رکھا۔ اور یہ کلمات جو کہے گئے ہیں وہ پڑھے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ میں نے دیکھا کہ جو کچھ تو نے مجھ سے کیا۔ کون آدمی نہیں جانتا کہ تو نے میرے ساتھ کیا احسان کیا۔

۲۔ میں مردہ تھی تو نے مجھے زندہ کیا۔ ساری زندگی کے لئے تو نے مجھے اپنا غلام بنا لیا۔

المختصر یہ کہ بڑی منت سماجت سے اس مبارک انجام والی عورت کے ورثاء نے مخدوم کو ایسی جگہ میں کہ جہاں وہ سکونت رکھتے تھے لے گئے۔ اور آپ کی تشریف آوری کے شکریہ کے طور پر انتہائی عمدہ گفتگو کی۔ اور وہ جگہ ایک برے انجام والی جماعت کی، جو ڈاکو اور چور تھے، ان کے ٹھہرنے کی جگہ تھی۔ جونہی رات کا ایک حصہ گزرا تو ایک کثیر جماعت اس جگہ اکھٹی ہو گئی۔ سب نے اس عورت سے یہ واقعہ دریافت کیا اور اس حادثہ سے آگاہ ہونے کے بعد سب نے اپنی ارادت کی پیشانی آنجناب کے قدموں میں رکھ دی اور اتفاق کے ساتھ دل کی کھیتی میں اس سچے مرشد

کے اعتقاد کا بیج بولیا۔ اور شرف بیعت کے حصول کے لئے ملتمس ہوئے۔ آنجناب نے پہلے تو انکار فرمایا۔ بالآخر اس طرح فرمایا کہ اگر تم اپنے اس ناجائز کام سے تائب ہو جاؤ تو ممکن ہے کہ تم حلقۂ ارادت میں آجاؤ۔ ان سب نے صاف دل سے انتہائی سچائی کے عالم میں خالص توبہ کی اور ڈاکہ زنی کے تمام آلات کو جلا دیا۔ بعد ازاں بیعت کے شرف کے حصول سے فیض یاب ہو گئے۔ جب یہ بات مشہور ہو گئی۔ اور راجہ مان سنگھ والئ جوت پور کے کانوں میں یہ بات پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور تمام ڈاکوؤں کو اپنے ہاں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ انہیں شاباش دی اور رہزنی اور ڈاکہ زنی کے فعل قبیح سے تائب ہونے کی وجہ سے ان کا مناسب وظیفہ مقرر کر دیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جو کچھ لوحِ پیشانی پر لکھا ہے، اس کی کمی بیشی ممکن نہیں۔

۲۔ جس کسی نے غلط راستے پہ توجہ کی تو قسمت میں لکھے ہوئے سے زیادہ اس کے سامنے کوئی شے نہ آئی۔

۳۔ اور جو کوئی اچھی عادت اور مبارک خصلت رکھتا ہے اس کی قسمت میں رزق کم نہیں ہوتا۔

۴۔ کیا ہی وہ اچھا انسان ہے کہ جس نے بھلائی کے ساتھ موافقت کی۔ یا تو اس نے حرم کا دروازہ کھٹکھٹایا یا مندر سے اپنی توجہ ہٹالی۔

۵۔ اے ساقی آجا۔ اے قبلۂ شوق آجا۔ کہ دورِ مے تو ختم ہو گیا ہے لیکن ابھی ذوقِ مے کشی باقی ہے۔

۶۔ ایسی شراب دے کہ جو عقل کو غارت کر دے اور دنیا کا غم دل سے بھلا دے۔

تحفہ ہشتم: آنجناب کی بمبئی آمد اور مزاراتِ اولیاء کی زیارت کرنا

مختصر یہ کہ مظہر نور طور حضور وارث پاک کثیر حوادث سے نجات پا کر جوت پور کے اردگرد پہنچے۔ اور وہاں سے گجرات خورد کی طرف اپنی سواری کو روانہ کیا۔ اور ان شہروں کو دیکھنے کے بعد وہاں سے پیران پٹن کو گئے اور پھر احمد آباد میں قیام فرمایا۔ اور وہاں سب سے پہلے جناب تقدس مآب حضرت میراں سید رضوی کے مبارک روضہ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ اس کے بعد اس بہارستان کے گلہائے مسرت و کامرانی اولاد جناب سابق الاذکار سے ملاقات کی۔ اس شہر میں آنجناب نے دو ہفتہ قیام فرمایا۔ ہر روز مزار کے طواف سے اور اس عظیم نیک ہستی کی اولاد کی صحبت سے جو اپنے زمانے کے اکابرین میں سے تھے مشغول رہے۔ وہ بھی آپ سے فیض یاب اور مسرور ہوئے۔ اور اپنی خوشحالی کے چراغ کو اپنے فانوس قلب میں روشن کیا۔ یہ حق سچ ہے جو نیک لوگوں نے کہا کہ (ترجمہ شعر)

اس سے بڑھ کر اور کوئی اچھا وقت نہیں کہ جب ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت سے اللہ کی رضا کے لئے ملتا ہے۔

جناب والا وہاں سے بھی روانہ ہوئے اور گجرات کلاں حضرت شاہ عنایت کے مزار کی زیارت سے، بھکر شہر میں حضرت فرید کی زیارت سے اور شاہ ابراہیم بھکری کی زیارت سے جو پیران طریقت قادریہ میں سے ہیں، ان اعلیٰ ہستیوں کے حضور حاضری کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد سورت کی جانب توجہ فرمائی۔ جب وہاں سے بھی

روانگی پسند فرمائی تو آخر کار بمبئی شہر میں رونق افروز ہوئے۔ اس شہر میں بھی تفریحاً تھوڑا سا آرام کیا اور دو ہفتہ تک قیام فرمایا۔ قوم میمن کے یعقوب خان اور یوسف اور ذکریا جو صاحب ایمان تھے اور تاجر تھے، کثرت مال اور خوشحالی کی وجہ سے سیٹھ کے لقب سے موسوم تھے، آنجناب سے انہوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ دوسرے بہت سے باشندوں نے بھی آپ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ دل نے جہاں چاہا وہیں وقت گزارا۔ اور کانوں کو رشک بہار بنا دیا۔

۲۔ باغوں کو پھول عطا کیا اور پھولوں کو خوشبو عطا کی اور بلبلوں کو ان کا عاشق بنا دیا۔

۳۔ اس کی مہربانی سے اگر قطرۂ نیساں صدف میں گر جائے تو اس پانی کے قطرہ سے اعلیٰ قسم کا موتی پیدا ہو جاتا ہے۔

۴۔ اگر کنکر اس محبوب کے رخ روشن کی ایک جھلک پالے تو لعل بدخشان بن جائے۔

۵۔ خدا بخش ان پاکبازوں کا گروہ وہ ہے جو دونوں جہانوں کے اسباب سے بے نیاز ہیں۔

تحفہ نہم: آنجناب کا بغیر آب ودانہ کے جہاز پر بیٹھنا اور کئی روز تک نبی پاک کی طرف سے بشارت ہونا

جب وہ بلند مرتبہ جناب والا منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ساحل مراد تک پہنچے یعنی خشکی کی راہ کا سفر ختم ہوا اور سمندر کے کنارے پہنچ گئے تو جہاز پر سوار

ہوئے اور اس کے تہ خانہ میں قیام پسند فرمایا۔ روزہ اور فاقہ کشی کی مشق کی وجہ سے اس دور میں آپ ایک ہفتہ کے بعد کھانا کھاتے تھے۔ اور ایک ہفتہ لگاتار روزہ رکھتے۔ ضروری اسباب کی کوئی شے آپ کو دستیاب نہ ہوئی۔ پس اس تکلیف کے بعد جو آپ نے قبل ازیں کبھی نہ دیکھی تھی، عشق کا امتحان دیکھا۔ (ترجمہ شعر)

۱۔ عاشقوں کا امتحان سخت ہوتا ہے۔ کبھی روئی سے، کبھی آنکھ سے کبھی جان سے۔

۲۔ کبھی عاشقوں کے جسم کو وہ ننگا کر دیتا ہے۔ کبھی عاشق کے دل کو بھون دیتا ہے۔

۳۔ کبھی زخم جگر پر نمک پاشی کرتے ہیں اور کبھی ان کو چنگاریوں پر ڈال دیتے ہیں۔

الغرض چودہ یوم کے بعد بروز بدھ جہاز اچانک خود بخود رک گیا۔ تو جہاز کے کپتان محمد تقی نے کہا افسوس جہاز میں کوئی خرابی ہے اور جہاز والوں کی زندگی کے لئے خطرہ ہے۔ اس کی یہ بات سن کر مسافروں کے چہرے کے رنگ فق ہو گئے اور وہ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ہر کسی نے یہ پڑھنا شروع کر دیا بسم اللّٰہ مجریھا و مرسٰھا ان ربی لغفور رحیم۔ (اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے بے شک میرا رب بہت معاف کرنے والا ہے۔) ہر شخص زبان سے یہ کلمات پڑھ رہا تھا۔ لیکن وہ عاشق یکتا اور متوکل علی اللہ اسی طرح صبر کا مصلیٰ بچھائے رہے۔ اور کسی قسم کی پریشانی کو اپنے مبارک دل میں جگہ نہ دی۔ اپنے فرائض اور نوافل مسلسل ادا کرتے رہے اور اپنے معمول کے وظائف میں مشغول رہے۔ (ترجمہ شعر)

زمانے کی تکالیف سے جواں مردوں کا دل فارغ ہوتا ہے۔ اور نقصان کی

بجلی سے چاند کے کھلیان کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

(مؤلف کہتا ہے) عاشق جہان کے فکر و غم سے فارغ ہے جیسے سرو خزاں کی تکلیف سے آزاد ہے۔

چودھویں دن، رات کے وقت نیک و پارسا تاجر محمد ضیاء الدین جو کہ اسی جہاز میں سوار تھا، خواب میں دربار سرور مختار سید الابرار کو دیکھا۔ اس خواب نے جہاز والوں کے دلی مقاصد کے بند دروازے کو کھولا۔ نبی پاک ؐ کی حضوری کی سعادت حاصل کرنے کی تمنا سے اس نے زار زار رونا شروع کر دیا۔ اور اس جنت کی ہم شکل محفل کی طرف انتہائی حسرت کے ساتھ دیکھا۔ کہ اچانک سرکار کی بارگاہ میں موجود لوگوں میں سے ایک شخص اس کے قریب پہنچا اور اس نے یہ رہنمائی کی کہ تو عیش میں ہے اور ہمسایوں کو محروم کر رہا ہے۔ لیکن تو نے سنا نہیں ہے کہ نیک لوگوں نے کہا ہے: (ترجمہ شعر)

کھانا وہی بہتر ہے جسے تو اکیلا نہ کھائے۔ اس کھانے پر خاک پڑے جو انسان اکیلا کھائے۔

فوراً وہ تاجر بیدار ہوا۔ اس کا آنکھیں آنسو برسا رہی تھیں۔ اس نے دل میں سوچا کہ اس جہاز پر بغیر کسی شک و شبہ کے کوئی کامل آدمی سوار ہے۔ جناب سید الابرار ﷺ کی نسل پاک سے صحیح نسبت رکھتے ہیں۔ اور حضور سے صحیح مصاحبت رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ بمصداق من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعتاً مجھے ہی دیکھا، وہ سر بلند ہوا۔ مگر وہ حیران ہو گیا کہ میں کس طرح جناب عالی کی خدمت میں پہنچوں۔ اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سعادت مندی

کے پھول چنوں۔(ترجمہ شعر)

میں آپ کا نام نامی کس سے پوچھوں۔آپ کا مقام میں کیسے معلوم کروں اور کس سے پوچھوں۔

آخر کار ایک مصلحت کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ دیکھا کہ کل جہاز والوں کے سامنے دستر خوان بچھایا جائے۔صبح اس نے اپنے رفقاء کو اس راز سے آگاہ کیا۔اور دعوت کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔نیز انتہائی خوشی کے ساتھ تمام کام مکمل کئے۔اہل جہاز کو دعوت کی خبر دی۔چنانچہ وہ سب چاشت کے وقت اس کے کمرہ میں پہنچے۔اور صاف ستھرے کھانے سیر ہو کر کھائے۔لیکن وہ پیکر تسلیم ورضا (سرکار وارث پاک) انتہائی عزت وتکریم کے ساتھ اپنی جگہ پہ قائم رہے۔اور دستر خوان کی طرف تشریف نہ لائے۔دعوت کے اختتام پر وہ نیکوکار تاجر بارگاہ مالک کائنات سجدۂ شکر بجالایا کہ اللہ کا احسان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجا آوری اچھے طریقے سے کی۔اور جہاز والوں کی دعوت کی تمام رسومات اچھے انداز سے اختتام پذیر ہوئیں۔جب شام ہوئی اور رات کے ستارے آسمان پہ آراستہ ہوئے۔جہاز والوں کو نیند آ گئی۔تاجر بھی سو گیا۔اس رات پھر اس نے محبوب کبریا ﷺ کو دوبارہ خواب میں دیکھا۔اور آپ کی آواز سنی۔بہت حیران ہوا۔اور اپنے دوستوں سے پوچھا۔ملا جامی فرماتے ہیں:۔

۱۔ جب کسی عقل مند آدمی کے سامنے کوئی مشکل آتی ہے۔اور وہ مشکل اس کے کام میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

۲۔ تو دوسروں کی عقل کو اپنی عقل کے ساتھ ملاتا ہے۔یعنی دوسروں سے مشورہ کرتا ہے تا کہ اس مشکل کو حل کرنے میں مدد حاصل ہو سکے۔

رکھنے کی خاطر کچھ لقمے تناول فرمائے۔ اور اس کو الوداع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اب وہ تاجر وہاں سے مجبوراً اٹھا۔ تو گمان کرنے لگا کہ اس کے وجود سے دھواں نکلا یعنی اتنا پریشان ہوا۔ جونہی کہ وہ تاجر اپنے کمرے میں پہنچا تو خود بخود وہ جہاز چل پڑا۔ اور سب کو تازہ زندگی کا لطف حاصل ہوا۔ جہاز والوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ ان کی خوشی کی انتہا کا بیان ممکن نہیں۔ جہاز کے منزلِ مقصود تک پہنچنے تک وہ پاکباز تاجر آپ کے لئے ہر قسم کے کھانے اور مشروبات تیار کراتا رہا۔ لیکن آنجناب اکیلے کھانا جائز نہیں سمجھتے تھے اور نہ گوارا کرتے۔ نہ ہی کوئی حرفِ شکایت زبان پر لاتے۔ الغرض جس وقت وہ جہاز عدن کی سرحد کو پہنچا۔ تو جہاز کے مالک نے اس کو کھڑا کیا۔ اور جہاز میں بیٹھنے والوں میں سے جس نے چاہا وہ جہاز سے نیچے اترا اور عدن کے شہر کی سیر و سیاحت میں مصروف ہو گیا۔ پس دو دنوں کے بعد پھر جہاز روانہ ہوا اور سکندریہ کی بندرگاہ کو طے کرتا ہوا ہدہدہ شہر میں اور اس کے بعد مسقط کے شہر اس ملک یمن کی سرزمین پر پہنچا۔ اور جناب والا وہاں سب سے پہلے پیدل چل کر مزار پر انوار حضرت اویس قرنی پر پہنچے۔ اور ظاہری اور باطنی انوار سے فیض یاب ہوئے۔ پھر اس کے بعد جدہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ اور حضرت حوا کی مرقدِ پر انوار کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اس نور برسانے والے مزار کا رقبہ معلوم کیا۔ ۲۵۰ قدم لمبائی قبر کا طول تھا۔ مزار شریف کثیر وقت گزرنے کی وجہ سے دریا کی طغیانی کی وجہ سے بظاہر خراب خستہ حال ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے آنجناب اس کی صحیح پیمائش نہ کر سکے اور آنجناب انتہائی شوق کے ساتھ جدہ سے بیت اللہ شریف کا بارہ میل کا فاصلہ پیدل طے کر کے گئے۔ اور اپنی زبان حال سے ان اشعار کو مترنم انداز سے پڑھا:۔

۱۔ اے ساقی! آجا یہ دل تیرا شکار ہو چکا ہے۔ یہ پرندہ جو تیرے جال میں پھنسا ہوا ہے اس نے تڑپنا شروع کر دیا ہے۔

۲۔ مسلسل لگاتار جام پر جام دے کہ تیرا مسلسل فیض بغیر کسی کمی بیشی کے بہت ہی اعلیٰ ہے۔

تحفہ دہم: آنجناب کا طواف بیت اللہ شریف سے مشرف ہونا

شعبان کی انتیسویں تاریخ ۱۲۵۳ھ کو جناب والا بیت اللہ شریف پہنچے۔ اسی مبارک دن حسن اتفاق سے رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا۔ جس کو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کی صبح سے ہی آپ نے روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ رات کے وقت اہل مکہ کی جماعت کے ساتھ نماز تراویح ادا کی۔ اور شرعی ارکان کو مقدم خیال کرتے ہوئے آمد کے دن سے ذیقعدہ کے اختتام تک بیت اللہ شریف میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد حج کے طواف کا موقع آیا پھر قافلہ والوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ چنانچہ نماز سحر مقام منا میں ادا کی۔ اور ظہر اور عصر حضرت ابوالبشر کی مسجد (مسجد خیف) میں جو عرفات کے میدان میں واقع ہے ادا کی۔ پھر حج کی ادائیگی سے مشرف ہوئے۔ راستے سے ۶۳ سنگریزے چنے اور منا کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر تیرھویں ذوالحجہ کو طواف بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں سے کوہ صفا اور مروہ حسب معمول دوڑے۔

مکہ میں تھوڑا سا قیام فرمایا پھر وہاں سے طائف جو بیت اللہ شریف سے تین منزل کے فاصلے پر ہے کی طرف چلے اور جبل کرا پر آئے۔ راستے میں مزار پر انوار

سیدنا قاسم اور سیدنا ابراہیم صاحبزادگان رسول اکرم ﷺ کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ پھر وہاں سے بیت اللہ شریف کی طرف توجہ فرمائی۔ جبل نور اور جبل ثور کی زیارت کی۔ یہاں امام الاولیاء نے بے حساب شرف وسعادت حاصل کی۔ تاجر مذکور کو جائے قیام پر ہی کامیاب و کامران فرمایا۔ جو نعمتیں اس کو حاصل ہوئیں وہ تحریر سے مبرا ہیں۔ اور اس کی سرشاری کی کیفیت بیان سے بالا ہے۔ اللہ تعالی کی خاص مہربانی اس کے شامل حال ہوئی۔ کیونکہ وہ صاحب دل کی خدمت میں پہنچے تھے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ صاحب دل لوگوں کی صحبت پریشان حال لوگوں کو خوشحال بنا دیتی ہے جیسے تیر جائے مخصوص میں پیوست ہو جاتا ہے۔

۲۔ ہر وہ کہ جوان کے پاوں میں گر پڑتا ہے وہ سر بلند ہو جاتا ہے۔ دھاگہ جب تسبیح میں گم ہو جاتا ہے تو اس کا سر ظاہر ہو جاتا ہے۔

جس وقت مکہ والوں نے چند دنوں کی صحبت میں جہاز کی کیفیت اس تاجر کی زبان سے سنی اور فرشتہ سیرت جناب والا کے خصائل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو وہ آپ کی بارگاہ میں آئے اور آپ کے دیدار کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھا۔ اور ہر روز انتہائی محبت کے ساتھ آپ کی مہمانداری میں مشغول ہو گئے۔ کئی قسم کے کھانے اور مشروبات وہ تیار کرتے۔ بعد ازاں جب آنجناب نے مدینہ شریف، اس کی عظمتوں کو اللہ تعالی کئی گنا بڑھا دے، کی زیارت کا ارادہ فرمایا۔ مذکورہ بالا تاجر بھی آپ کے ہمراہ حاضر تھا۔ آنجناب نے انتہائی شوق کے ساتھ سر کے پاؤں سے یعنی انتہائی ادب کے ساتھ وہ راستہ طے کیا۔ آپ انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ بار بار اس

شعر کو کہ جو مشہور و معروف شعراء کی تصنیف ہے زبان حال سے پڑھتے۔ (ترجمہ شعر)

۱۔ میری آنکھ ہو اور معشوق کی گلی کی خاک۔ میرے پاؤں ہوں اور محبوب کے بیابان کا دامن ہو۔

۲۔ محبوب کی جدائی میں، یہ جانِ شیریں میرے سینے میں بڑی تلخ محسوس ہوتی ہے۔

جب مدینہ شریف کے بہت قریب پہنچے تو آپ کی زبان ساقی نامہ کے ان اشعار کو پڑھنے لگی:۔

۱۔ اے ساقی! آجا۔ اے ساقی! آجا۔ قیامت کا شور برپا ہو گیا ہے۔ میں اپنے ہوش و حواس کھو چکا ہوں۔

۲۔ ایک جام عطا کر تا کہ میں وصل کا راستہ طے کر سکوں۔ دل کا پیغام یار کے کانوں میں عرض کروں۔

آنجناب کا مدینہ منورہ میں پہنچنا

جب وہ مبارک شکل و صورت والے انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ مدینہ منورہ علیہ التحیۃ والثناء میں پہنچے تو تھوڑا سا وقت روضہ انور سے باہر آرام کیا۔ بعد ازاں غسل کر کے راستے کا گرد و غبار دھویا۔ اور پھر روضۂ انور پر پہنچے۔ درِ اقدس پر پہنچ کر رُک گئے۔ چند لمحہ کے لئے آپ پہ سکوت طاری ہو گیا۔

۱۔ فرشتوں نے اندر سے دروازہ کھول دیا۔ اور آپ کو روضۂ انور کے اندر پہنچا دیا۔

۲۔ اللہ کے نور کی چادر آپ پر ڈال دی گئی۔

جس وقت اس پاک باطن نے روضۂ مبارک کے اندر قدم رکھا تو انتہائی اضطراری کے ساتھ ندا دی۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ اے جدامجد آپ پر سلام ہو۔آپ کے در پر یہ غلام حاضر ہے۔

۲۔ آپ کی جگہ عرش بریں ہے آپ پر سلام ہو۔آپ پر سلام ہو آپ کا ٹھکانہ لامکاں ہے۔

۳۔ اے اونچی شان والے بادشاہ آپ پر سلام ہو۔اے لوگوں کو خوشخبریاں دینے والے آپ پر سلام ہو۔

۴۔ اے دونوں جہانوں کے بادشاہ آپ پر سلام ہو۔اے غارِ حرا کے آفتاب آپ پر سلام ہو۔

۵۔ میں آپ کا کمترین غلام ہوں آپ پر سلام ہو۔آپ کے در کی خاک میرا تاج ہے۔آپ پر سلام ہو۔

۶۔ میں آپ کا بے حد مشتاق ہوں۔خدارا مجھے ہمت و طاقت عطا ہو۔اور اپنی مہربانی سے مجھے رحمت خاص سے نوازیں۔

۷۔ یہ زخمی جگر ہندوستان کی زمین سے آپ کے پاس آیا ہے۔اب آپ کے دروازے پر پہنچ گیا ہے تو اسے فیض یاب فرمادیں۔

آپ نے زار زار رونا شروع کر دیا اور مزار پر انوار مظہر اسرار سید الابرار والاخیار ﷺ کو دیکھا۔پس میں کیا بیان کروں کہ آپ پوشدہ طور پر کن نعمتوں سے نوازے گئے۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ اس طرف سے سرد آہیں اور آنسو برس رہے تھے۔ اور حضور کی طرف سے انتہائی گرم جوشی سے غمگساری ہو رہی تھی۔

۲۔ اس طرف سے عاشقانہ فریادیں ہو رہی تھیں۔ اور اُس طرف سے معشوقانہ و دلبرانہ مہربانیاں اور شفقتیں ہو رہی تھیں۔

۳۔ اس طرف پروانے کی طرح تڑپ رہے تھے۔ اور اُس طرف سے شمع کی طرح مسلسل دیکھ رہے تھے۔

۴۔ اس طرف چشمہ کی طرح جوش میں تھے۔ اور اُس طرف سے پھول کی طرح خاموش اشارے ہو رہے تھے۔

الغرض ایسی زیارت فرمائی کہ جو دیکھنے کے قابل تھی۔ اور وہ آوازیں سنیں جو سننے کے قابل تھیں۔ اسرار و معارف کے نشہ سے مست ہو گئے۔ جب اس جمالِ جہاں آراء کی تجلی سے قدرے ہوش میں آئے تو یہ اشعار آپ کی زبان پر تھے۔

(ترجمہ اشعار)

۱۔ اے عالی جناب سردار آپ پر سلام ہو۔ آپ کا رخِ انور آسمان والے چاند اور سورج کی طرح ہے۔

۲۔ آپ کی مہربانی سے یہ ذرہ سورج بن گیا ہے۔ اور آپ کے درِ اقدس کی خاک کے فیض سے عرش نشین بن گیا ہے۔

آپ نے آستانے کی خاک کو بوسہ دیا۔ اور ہوش میں آئے اس حال سے جس میں وہ مبتلا و مست تھے۔ (ترجمہ شعر)

میں نہیں جانتا ہوں کہ اس شراب میں کتنی گرمی اور جوش تھا کہ اس سے سر سے لے کر

پاؤں تک سارا وجود تمام رگ و پے پرنور ہو گئے۔

مدینہ شریف میں رہنے والوں کو گذشتہ حالات و واقعات سے آگاہی پر بہت زیادہ حیرانگی طاری ہوگئی۔ وہ پروانہ کی طرح اس شمع بزم سیادت پر قربان ہونے لگے۔ عقیدت کی پیشانی آپ کے پاؤں کی خاک پر رکھی۔ ہر روز مہمانداری کی رسومات کا لحاظ کیا۔ اور کئی قسم کے کھانے اور پھل تیار کئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ کیا ہی اچھا نصیبہ ہے اس کا کہ جو روضۂ مبارک کی خاکِ پاک کا مشتاق ہو اور اسے اپنی آنکھوں میں بطور سرمہ ڈالے۔

۲۔ کیا ہی اچھا نصیبہ ہے کہ مرقد انور کے طواف سے مشرف ہو کر سربلند ہو۔

۳۔ کیا ہی اچھا نصیبہ ہے کہ آپ کے آستانۂ اقدس پر ہزار بار اپنی پیشانی کو مس کرے۔

۴۔ کیا ہی اچھا نصیبہ ہے کہ مدینہ منورہ کے غبار میں عاشق بلبل کی طرح اپنے بال و پر مارے۔

۵۔ کیا ہی اچھا نصیبہ ہے کہ رسول پاک ﷺ کی گلی میں داخلہ ہو جائے اور ہزاروں سالوں کے گناہوں کا خاتمہ ہو جائے اور اس بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت کی سند حاصل ہو جائے۔

بحر دیگر

۱۔ کیا ہی وہ بہتر دن ہے کہ یہ مٹھی بھر مٹی آپ کے پاک مزار پر قربان ہو جائے۔

۲۔ زندگی گزارنے کا اصل لطف اور مزا اس بارگاہِ اقدس میں حاضری ہے۔ ورنہ اگر یہ نہ ہو تو مکمل طور پر شرمساری ہے۔

۳۔ جو شخص مکہ آیا اور مدینہ نہ گیا۔ تو پھر اس کا آنا جانا بیکار محض ہے۔

بحر دیگر

۱۔ اے دو جہاں کے خالق خدا! مدینہ شریف کے قرب و جوار میں مجھے پہنچا دے۔

۲۔ ہمیشہ مدینہ شریف کی مٹی میری قیامگاہ بن جائے۔ بلکہ وہ مٹی ہی میرا مدفن بن جائے۔

بحر دیگر

۱۔ اے رب کریم! مجھے حضور ﷺ کے دربار میں پہنچا دے تا کہ میں آپ کے انوار کا نظارہ کروں۔

۲۔ کیا ہی اچھا وقت ہے کہ حجاز شہر کے اندر حضور ﷺ کے دیدار سے میں مشرف ہو جاؤں۔

۳۔ گوہر جاں کو بطور نذر پیش کر دوں۔ اگر میں بازار محمد ﷺ میں پہنچ جاؤں۔

۴۔ آپ کے عاشق صرف انسان و جن ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ بھی آپ سے محبت کرنے والا ہے۔

۵۔ کیا ہی اچھی بات ہے کہ پاکیزہ نسل والے وارث علی، حضور ﷺ کے نظارے کے لائق ہو جائیں۔

مختصر یہ کہ اس بادشاہوں جیسے مرتبہ والے نے تین ماہ تک اس آستانے کو جو عرش جیسا ہے اپنے ٹھہرنے کا مقام بنایا۔ اس کے بعد اس شہنشاہ ﷺ سے باعزت طریقے سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ مدینہ کے ہزاروں لوگ جو آپ کو مزید رکنے پر مجبور کر رہے تھے ان سب کو چھوڑ کر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے ساقی! آجا کہ دوست کی صحبت کے شوق نے میرے دل کو ہر کام سے روک دیا ہے۔

۲۔ ایسا جام پلا کہ جب میں اپنی آنکھ کھولوں تو یار کے جمال پر میری نگاہ پڑے۔

آنجناب کا نجف اشرف میں پہنچنے کا بیان

اس والا صفات نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ اقدس سے نجف اشرف کی زیارت کی اجازت چاہی اور جب آپ کو حضور سرور کائنات ﷺ کا حکم ہو گیا تو آپ بڑی سرعت کے ساتھ چلے اور اس دور دراز کی مسافت کو انتہائی جلدی سے طے کیا۔ جس وقت آپ وہاں سے بہت قریب ہوئے تو آپ نے ایک بارگاہ دیکھی۔ جو بڑی شان والی تھی۔ اس کا صحن انوار رحمت سے کشادہ تھا۔ اسے دیکھ کر آپ پر ذوق و شوق کے اثرات ظاہر ہوئے۔ اس کی زمین عرش کا بالا خانہ اور اس کے مکان کی چھت نور سے بھری ہوئی تھی۔ اس کی آب و ہوا انتہائی لطیف تھی۔ اس کے تالاب آب کوثر سے بھرے ہوئے تھے۔ اور اس کے سبزہ زار رشک فرش مینا تھے۔ اس کے باغ محبوبوں کے دلوں کو جوش دلانے والے تھے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس مقام کی زمین پھولدار ہے۔ آسمان پھول ہے اور بحر و بر پھول

ہیں۔گل کے علاوہ میں اور کوئی چیز دیکھ ہی نہیں سکتا۔

۲۔ اور اس کے گل لالہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔جیسا کہ زمرد کی ٹہنیوں پر شراب کے پیالے رکھے تھے۔

۳۔ بنفشہ کا پھول کھلا ہوا تھا اور سنبل کا پھول بھی کھلا ہوا تھا۔صبح کی خوشبودار ہوا نے پھول کے گریبان کو پھاڑ دیا تھا۔

۴۔ ہر طرف آب حیات کی طرح چشمے رواں تھے۔لالہ کا چراغ ہر طرف روشن تھا۔

۵۔ اس کی فضا دلکش تھی اور روح کو تر وتازہ کرنے والی تھی۔اور اس کی آب وہوا جاں فزا اور بڑی دلکش تھی۔

۶۔ تر وتازہ سبزہ ندی کے کنارے پر ایسے اُگا ہوا تھا، جیسے محبوبوں کے رخسار کے خدوخال ہوتے ہیں۔

۷۔ نجف اشرف کے روضہ مبارک کی کیا ہی بات ہے کہ یہ ہزاروں جنتوں سے بڑھ کر لطیف ہے۔

(ترجمہ مزید اشعار)

۱۔ اگر روشن سورج وہاں سے گزرے تو وہ صدف کی طرح ظاہر ہو۔

۲۔ ہر صبح فرشتے جوق در جوق آتے اور اس کے دروازے پر صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۳۔ اگر اس روضہ کی روشنی سورج دیکھ لے تو جیسے موتی صدف میں چھپتا ہے اس

طرح وہ رات کو چھپ جائے۔

۴۔ جب آسمان اس روضہ کا بوجھ نہ اٹھا سکا تو عاشق کی طرح اپنی ہتھیلی کو منہ پر رکھ لیا۔

۵۔ بیرونی طور پہ یہ روضۂ انور ہیبتِ حیدری کا مظہر ہے۔ اور اندرونی باطنی طور پر ایسے ہے کہ جیسے سینہ کے اندر کا داغ ہو۔

ترجمہ ایضاً

۱۔ اس مزار کا اندر اور باہر نور سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے حقیر خادم بھی حوروں جیسے موتی ہیں۔

۲۔ اس کے مینار سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کچھ کلیم نے طور سے پایا۔

۳۔ عود اور عنبر اس کی کھیتی میں سے ہیں۔ اس کی سرزمین کی گلیاں کافوری ہیں۔

(پہلے روز) آنجناب نے اس کے اندرونی اور بیرونی، ظاہری اور باطنی حسن کا مشاہدہ کیا۔ آپ نے اس کو دیکھا اور خوب دیکھا۔ آپ ایک اونچے مقام پر بیٹھے رہے جہاں سے آپ ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے اور رات دن دیکھتے رہے۔ نہ کہیں گئے، نہ سوئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ سورج کا صوفی تنہائی میں جا بیٹھا۔ آسمان نے ستاروں کی تسبیح ہاتھ میں لے لی۔

۲۔ جب شام ہوئی تو چاند سرِ بام جلوہ افروز ہوا۔

جب اگلے روز صبح نے اپنا سنہری جھنڈا بلند کیا۔ یعنی سورج بلند ہوا۔ اور سورج کی رنگا رنگ کرنیں دن کے صفحہ پر ظاہر ہوئیں۔ تو آنجناب اٹھے اور غسل کیا۔

اور جناب حیدر کرار کے دربار کی جانب روانہ ہوئے۔ جس وقت اس خاص منزل میں رسائی حاصل کی تو آپ نے یہ اشعار پیش کئے:۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ اے شاہ کہ آپ جیسا کوئی نوجوان نہیں آپ پر سلام ہو۔ آپ ھل اتٰی کا معنی ہیں آپ پر سلام ہو۔

۲۔ آپ نے تسلیم کی راہ میں اپنا سر قربان کر دیا۔ رضائے الٰہی کے پابند آپ پر سلام ہو۔

۳۔ کئی بار نبی پاک ﷺ نے آپ کی شان میں شیرِ خدا فرمایا۔ آپ پر سلام ہو۔

۴۔ آپ کے ہاتھ سے خیبر فتح ہوا۔ آپ تاج اور لواء والے ہیں۔ آپ پر سلام ہو۔

۵۔ آپ اسلام کی شان و شوکت کی مسند کو سجانے والے ہیں، عبا کو نور بخشنے والے ہیں، آپ پر سلام ہو۔

۶۔ اللہ کے احکامات کے آپ تابع ہیں۔ سینکڑوں ہزاروں کا آپ پر سلام ہو۔

۷۔ آپ کی مہربانی سے صدف موتی سے بھر گیا۔ اے سخاوت کے سمندر آپ پر سلام ہو۔

۸۔ اے وہ ذات کہ تیری مثل زمانے کے حال نے جنم نہیں دیا۔ آپ ہر نبی کے لئے باعث فخر ہیں آپ پر سلام ہو۔

۹۔ اے بادشاہ میں تجھ سے تمنا رکھتا ہوں کہ اپنا رخ انور مجھ پہ ظاہر کریں آپ پر سلام ہو۔

۱۰۔ آپ کو دیکھنے کے لئے میرا دل خون ہو گیا ہے پردہ ذرا ہٹا دیجئے۔ آپ پر

سلام ہو۔

جونہی آنجناب نے اپنی خواہش ظاہر کی۔فوراً مطالب وجدانی کے مطابق گوہر مقصود حاصل ہو گیا۔اور غیب سے آواز آپ کو سنائی دی۔آپ نے اسے بخوبی سنا۔اس کا ترجمہ نیچے کی لائنوں میں بیان کیا گیا ہے۔جو سچے طالبوں کے کانوں کا زیور ہے۔اس پہ مؤلف نے یہ شعر کہے:۔

۱۔ مرحبا اے باپ کی جان،مرحبا اے نورِ نظر! خوش آمدید۔

۲۔ جس راستے کو تو طے کر کے آیا ہے۔ہوش رکھ کہ یہ راستہ بڑا خطرناک ہے۔

۳۔ اس راستے پہ منصور چلا۔اس نے سر بلند نہیں کیا یعنی ابھی اس نے وہ تمام راستہ طے نہیں کیا تھا کہ وہ عاجز آ گیا اور سر دے دیا۔جب اس قسم کے راز و نیاز کی باتیں مولائے کائنات کی طرف سے سنیں تو جناب والا نے اسی جگہ سکونت اختیار کر لی۔اور آپ کے حضور جوش و خروش سے حاضر رہے۔اور کچھ دنوں کے قیام سے اپنی دلی مراد پالی۔آپ کی ذات پاک برادر صاحب لولاک مخلوق خدا کی حاجت روا اور مقبول بارگاہ ہے۔

قصیدہ

۱۔ میں امام المتقین کی تعریف کہاں تک بیان کروں کہ آپ ایک لمحہ میں مسیحا کی طرح بیماروں کو صحت یاب کر دیں۔

۲۔ اگر آپ اپنے چہرۂ پر انوار سے حجاب ہٹا دیں تو ہر در و دیوار کو رشکِ آئینہ بنا دیں۔

۳۔ اگر آپ کسی کی دستگیری فرمائیں تو مشکل سے مشکل گرہ کو کھول دیں۔

۴۔ اگر کوئی سائل آپ کی بارگاہ میں سوال پیش کرے۔ تو وہ اس ناچار مجبور سوالی کو بادشاہ بنادیں۔

۵۔ اگر آپ کا ابر جودوکرم برسے تو آپ کانٹوں کو نرم و نازک پھول بنادیں۔

۶۔ اگر آپ کے خوشبو دار بال خوشبو بکھیریں تو کوئی آدمی تا زندگی کستوری کی طرف رغبت نہ کرے۔

۷۔ آپ کی ہیبت سے کفر کافر سے دور ہوجاتا ہے۔ برہمن اپنے گلے کے زنار کو تسبیح بنالے۔

۸۔ جو شخص آنجناب کی درگاہ میں قدم رکھے تو زیارت کرنے والے کو یہ آواز آئے گی فادخلوا فی جنتی (میری جنت میں داخل ہوجا)

۹۔ آپ رعب کی بجلی، شان وشوکت والا آسمان، بلند و رفیع عرش اور اللہ کی طاقت کے ظہور کا مرکز ہیں۔ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ نے حیدر کرار کو عطا فرمائیں۔

۱۰۔ اے خدا بخش اگر تجھ سے ہو سکے تو نجف اشرف میں اپنی منزل پسند کر۔ تاکہ تو آسمان کو، جو کہ بڑی رفتار والا ہے اپنے مقصد کے مطابق پالے۔ یعنی آسمان کج رو بھی تیری مرضی کے مطابق چکر لگائے گا۔

کربلائے معلیٰ میں آنجناب کے پہنچنے کا بیان

کچھ مہینوں کے گزرنے کے بعد وہ بیمار اس بارگاہ کرامت ظہور میں حسب حکم ہدایت گنجور حاضر ہوئے۔ سلطان الاتقیا کی آستانہ بوسی کے بعد شاہ گلگوں قبا، شہید

دشت کربلا، کشتۂ راہ خدا، بستۂ تسلیم ورضا، لخت جگر سرورکونین، حضرت امام حسینؓ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے لئے کمر ہمت باندھی۔ اور لمبی مسافت طے کرنے کے بعد دید کی تمنا لئے ہوئے بارگاہ خلائق پناہ میں پہنچے۔ جب آپ ان کی زیارت میں مشغول ہوئے تو یہ اشعار عرض کئے:۔(ترجمہ)

۱۔ اے اقلیم دین کے بادشاہ آپ پر سلام ہو۔ یقین کے آسمان کے چاند آپ پر سلام ہو۔

۲۔ اے شہنشاہ! عرش اور کرسی آپ کی منزل ومقام ہے۔ آپ کی خادم حوریں ہیں۔ آپ پر سلام ہو۔

۳۔ آپ نے اپنی جان کے موتی کو حق پر قربان کر دیا۔ اے ”باعث صد آفرین“ خطاب کے مورد آپ پر سلام ہو۔

۴۔ جب آپ اس جہان فانی سے پوشیدہ ہوگئے تو فرشتوں کے ساتھ ہم نشین ہوگئے۔ آپ پر سلام ہو۔

۵۔ آپ کا خادم آپ کی دہلیز پر حاضر ہے۔ میری طرف بھی نگاہ کرم ہو۔ آپ پر سلام ہو۔

رازوں سے بھری ہوئی کلام آپ کے کان مبارک میں جب پہنچی۔ اسی وقت خوشخبری کی آواز آئی۔ جو خوشی کے نغموں سے بھری ہوئی تھی۔ یوں صحرا اور جنگل طے کرنے کا تمام ترغم اور غبار آپ کے دل سے دور ہوگیا۔ ترجمہ اشعار:۔

۱۔ آپ کا دل اس طرح کھل اٹھا اس عظمت والے حرم شریف میں جس طرح شبنم سے باغ خوش ہوتا ہے۔ اور صبح کی ٹھنڈی ہوا سے پھول خوش ہوتا ہے۔

۲۔ میں تیرے سامنے کیا بیان کروں کہ اپنا دلی مقصود حاصل کرنے کے بعد آپ نے کیا لذت حاصل کی۔ کوثر و تسنیم کی لہر میں آپ فنا ہو گئے۔

۳۔ واہ واہ! جناب تقدس مآب سرور کہ آسمان نے بھی آپ کی خدمت کے لیے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔

۴۔ اس بادشاہ کی جدائی کی وحشت سے گویا آسمان کا دل دولخت ہو گیا۔

۵۔ جہنم کی آگ سے اے شائق وہ نجات پا جاتا ہے۔ جو اس عزت و آبرو والے روضہ کے دروازے پہ پہنچ گیا۔

مشہدِ مقدس میں جنابِ والا کے پہنچنے کا بیان

جب آپ شاہ والا جاہ کربلائے معلی سے فارغ ہوئے تو روضۂ پر ضیا امام موسیٰ رضا، جن پر ہزار ہزار تحیت و ثناء ہیں، کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور بڑی مشکلات و ترا... کے بعد آپ وہاں پہنچے اور آپ کے روضۂ انور کے طواف سے مشرف ہوئے اور اپنے گلہائے مراد سے دامن بھرا۔ جونہی روضۂ انور کے اندر چشم ارادت کھولی تو عرض کیا۔

سلام

۱۔ اے امتوں کے شفیع آپ پر سلام ہو۔ غم اور دکھ درد دور کرنے والے آپ پر سلام ہو۔

۲۔ جنت کے باغ کی بلبل گیت گا رہی ہے کہ تو ہی عزت والا پھول ہے، تجھ پر سلام ہو۔

۳۔ حضرت سلیمانؑ آپ کے دروازے سے فیض حاصل کرنے والے

ہیں۔ اے عزت والے شاہ آپ پر سلام ہو۔

۴۔ جب عدم کی فضا میں آپ نے قدم رکھا تو آپ کا قدم رکھنا بابرکت ہو گیا، آپ پر سلام ہو۔

۵۔ اے جود وکرم کے برج کے چمکنے والے چاند، اے عرش نشیں، آپ پر سلام ہو۔

۶۔

۷۔ اے بادشاہ کے مرتبے والے بزرگ اے میرے جد امجد، مجھ پر نگاہ کرم فرمایئے، آپ پر سلام ہو۔

۸۔ پس برملا یہ آواز آئی، کوئی نہیں جانتا کہ وہ آواز کہاں سے آئی۔

۹۔ ہر کوئی حیرت زدہ تھا۔ لیکن آپ نے نہ لکھی ہوئی باتیں بھی پڑھ لیں۔

۱۰۔ آپ پر اس فیض کا ایسا اثر ظاہر ہوا کہ فرشتے کو بھی اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہے۔

۱۱۔ سخن فہم ہی میرے سخن کی داد دینے والا ہے۔ میرے اشعار اُسی جانِ جہاں کے جادو اور کلام کی باتیں ہیں۔

۱۲۔ عاشق اور معشوق کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس کی کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں ہے۔

الغرض وہ مبارک قسمت والے اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ... وہاں قیام فرمایا۔ اس کے بعد رخصت ہوئے مگر کئی سالوں تک مغرب کے ... میں چکر لگاتے رہے۔ اور کاظمین شریفین کی زیارت اور مقدس بارگاہوں ... سے مشرف ہوئے۔ پھر اس کے بعد بیت اللہ شریف کی زیارت کا عزم

فرمایا۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر آپ دنیا کے اندر تشریف نہ لاتے تو اپنے مقصد کے مطابق قدم کیسے رکھتے۔یعنی اس راہ پر کیونکر چلتے۔

۲۔ اگر تجھے بزرگی اور عزت چاہئے تو پھر آپ کی زیارت کر، زیارت کر، زیارت کر،اسی میں سب کچھ ہے۔

۳۔ زیارت دل کی صفائی عطا کرتی ہے،گناہوں سے رہائی عطا کرتی ہے۔

۴۔ بزرگوں کی زیارت میں بہت ہی اثر ہے۔بے شک اس باغ یعنی زیارت میں بہت ثمرات ہیں۔

۵۔ پاکباز لوگوں کی قبر کی زیارت کرنا۔ نیاز مندوں، عقیدت مندوں کی طاعت وعبادت سے بہتر ہے۔

۶۔ اگر تمہیں دوستی اور تقرب کی تلاش ہے تو زیارت کر۔کیونکہ زیارت ہی اس راہ میں صحیح مدد کرتی ہے۔

۷۔ اگر تو گھر میں موجود ہے اور تو خوراک کا پابند ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ تو کس کی طرح ہے۔

۸۔ اے خدا بخش اگر تیری قسمت تیری مدد کرے تو کعبہ اور مدینہ طیبہ کی طرف جا۔

گیارھواں تحفہ: آنجناب کے سنگلدیپ کے سفر کے بیان میں اور حضرت ابوالبشر آدمؑ کے مزار کی زیارت کے بیان میں، ملکوس کو دیکھنے اور اس کی صفات کے بارے میں سننے کے بیان میں

جناب والا نے اپنی دلی خواہش اور اطمینانِ قلب کے ساتھ بڑی بلند اور مقدس بارگاہوں کی زیارات سے فراغت حاصل کی۔ اور مدینہ شریف کے چند لوگوں کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے۔ ضروری مناسک کی ادائیگی کے بعد بیت اللہ شریف کی زیارت حاصل کی۔ اور اس کے بعد یمن میں پہنچے۔ جب سورج غروب ہونے لگا اور رات پھیل گئی۔ تو بآمر مجبوری آنجناب نے اپنے چاہنے والوں میں سے ایک کے گھر میں قیام فرمایا۔ گویا کہ افتخار کو چھوڑنے والے کو محل میں پہنچا دیا۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ (ترجمہ شعر)

اس گھر کے اندر ایسا مہمان آجائے تو گویا سدرہ کے ہمانے وہاں اپنا آشیانہ بنالیا۔

اس آدمی نے اپنے تمام گھر والوں کے ساتھ آپ کو خوش آمدید کہا اور اس رات کو روز عید سے بہتر خیال کیا۔ انتہائی خوشی کے ساتھ آپ کی خدمت میں وہ مشغول ہو گئے۔ وہ بار بار اس شعر کو پڑھتے:۔ (ترجمہ)

دل کا اصل مقصد حاصل ہو گیا ہے کہ وہ آرامِ جان اور راحتِ روح ہمارے گھر تشریف لے آیا ہے۔

الغرض آنجناب نے وہ رات وہاں انتہائی آرام اور سکون کے ساتھ بسر کی اور نہایت آسائش و آرام پایا اور بے مثل اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے دوگانہ ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ دوسرے دن جب مشرق کا بادشاہ نیلگوں بلند آسمان پر طلوع ہوا۔

۲۔ زمانے نے روشنی کا دروازہ کھولا۔ دنیا والوں نے نئے دن کا آغاز کیا۔

صبح کے وقت آنجناب اٹھے اور ملک سنگلدیپ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سنگلدیپ کے جنگل میں پہنچے۔ تو حضرت ابوالبشر کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابوالبشر کے مزار کو طولاً ۵۰۰ فٹ اور عرض کے لحاظ سے اس کے حسب مراتب جاننا چاہئے۔ نیرنگیٔ زمانہ کے عجیب و غریب حالات وہاں دیکھے۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب تخلیقات سمجھا۔ جناب ابوالبشر کے سرہانے ایک درخت دیکھا کہ ہمیشہ جس پر بہار رہتی تھی۔ جو بہت بلند تھا اور اس کی ٹہنیاں سرسبز و شاداب اور اس کے پتے انتہائی تر و تازہ تھے۔ اس درخت کی ٹہنیوں نے دنوں کا تیشہ نہیں دیکھا تھا۔ یعنی اس درخت پہ مرورِ زمانہ (بہار و خزاں) کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور اس کی ٹہنیوں نے زمانے کی آری کا دور نہیں جھیلا تھا۔ اس نے سارے مزار کو اپنے سایہ میں لیا ہوا تھا۔ آنجناب نے اس درخت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا۔ آپ کے مزاج شریف پر حیرانگی غالب آ گئی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس درخت کا نام ملکوس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ درخت سوائے حضرت آدم کے سرہانے کے کہیں اور پیدا نہیں کیا ہے۔ اس کا نام آدم کے سوا کسی اور کی زبان سے کسی نے نہیں سنا۔ اس کی تمام خاصیتوں میں سے ایک خاصیت یہ ہے اور اس کی شہرت اس وجہ سے بھی ہے کہ جو

شخص اپنے مقصد کے مطابق اسے استعمال کرتا ہے تو اسے اپنا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

اوّل یہ کہ اس درخت پر ہمیشہ بہار رہتی ہے۔ کبھی بھی خزاں کا جھونکا اس پر نہیں گزرا۔

دوم یہ کہ کبھی بھی اس کا پتہ زمین پر نہیں گرا۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی وقت اس کا کوئی پتہ زمین پر گر جائے تو وہ ٹہنی سے ٹوٹ کر ابھی زمین پر نہیں پہنچتا کہ ملائکہ اس کو عالم بالا میں لے جاتے ہیں اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔

سوم یہ کہ وہ فرشتے جو جہان کی قضاوقدر پر مامور ہیں انہوں نے اس کے ہر پتے پر کلمہ طیبہ چاندی سے انتہائی خوبصورتی سے لکھا ہوا ہے۔

چہارم یہ کہ اس کے پتوں میں یہ اثر ہے کہ یہاں چاروں طرف سے لوگ جو کوئی مریض یا آسیب زدہ ہو تو اسے اس درخت کے سایہ میں لے جاتے ہیں اور اس کے پتے اسے چٹاتے ہیں۔ تو وہ فوراً صحتیاب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہاں ہر روز انبوہ کثیر جمع رہتا ہے۔

پنجم یہ کہ یہ درخت سال میں دوبارا اپنے پھول ظاہر کرتا ہے۔ وہاں کے باشندے اس کے پھولوں کو کسی بھی عارضہ میں اپنی ادویات میں ملا کر استعمال کرتے ہیں تو صحتیاب ہو جاتے ہیں۔ جناب والا نے اس جگہ بھی دو دن قیام فرمایا اور اس جگہ کی عجیب وغریب باتیں اپنی نگاہ سے دیکھیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ آدم کی تخلیق بھی عجیب وغریب ہے کہ ایک آدم سے تمام آدم تخلیق ہوئے۔

۲۔ اگر تو ساری دنیا کو طائرانہ نظر سے دیکھے تو کسی ایک آدمی کو کسی دوسرے آدمی کے مماثل پائے گا۔

۳۔ عجائبات کے ساتھ کچھ لوگوں کو پیدا کیا۔ ان کی پیدائش فہم وادراک اور عقل ودانش سے بالاتر ہے۔

۴۔ اس کے پوشیدہ رازوں کا کون سراغ لگا سکتا ہے۔ اس راستے میں کسی عاقل نے ابھی تک پاؤں نہیں رکھا۔

۵۔ فرشتے حیران ہیں، اس کے اس کھیل سے اور آسمان اس کی قدرت کی صناعی پر حیران ہے۔

۶۔ اس کے بارے میں کسی رسول کو صحیح واقفیت حاصل نہیں ہوئی۔ اور کسی مقبول بارگاہ نیک بخت کو اس کے ساتھ ہمرازی نہیں ہوئی۔

۷۔ اے خدا بخش اس مطلب یعنی رب کے راز جاننے کی راہ پہ قدم نہ رکھ۔ یہ بات یہیں چھوڑ دے اللہ خود ہی بہتر جانتا ہے۔

آنجناب کا جانبِ وطن واپسی کا بیان

آنجناب ۱۲۵۳ھ میں بیت اللہ شریف کے راستے پر روانہ ہوئے مکمل 5 سال تک انہیں شہروں میں جو شعور برسانے والے، مبارک، رشک جنت، سعادت والے، باغ و بہار جگہ ہے پہنچے۔ (ترجمہ شعر)

آپ ہر روضہ سے فیضیاب ہوئے۔ اور ہر کھلیان سے اپنا حصہ پایا۔

یوں آپ کے شب و روز ملک مغرب میں گزرتے رہے۔ ہر سال قافلوں کے ساتھ بیت اللہ شریف پہنچتے اور حج سے مشرف ہوتے رہے۔ مگر اپنے آپ سے اور اپنے خاندان اور اپنے دوستوں اور اپنے شہر اور اس کے قرب و جوار سے اس طرح

دلبر داشتہ ہوئے کہ کسی کو اپنی خوشنودی طبع کے بارے میں خبر تک نہ دی۔ جناب والا کے احباب ہر قسم کا خیال کرتے تھے اور اکثر رشتہ دار آپ کی ملاقات کی امید کو دل میں رکھتے تھے۔ اچانک ایک رات ملاقات کی خواہش اپنے خاندان سے اور قرب و جوار کی سیر کے لئے، آپ کے دل میں غالب ہوئی۔ چنانچہ وطن واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا اور صبح کی سفیدی کا انتظار کیا اور اس رات کو انتظار کے ساتھ مکمل کیا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ سنہری خنجر سورج نے مشرق سے بلند کیا۔ اور ساری روئے زمین کو سورج نے روشن کر دیا۔ آنجناب خوب چستی سے اٹھے اور رخت سفر باندھا۔

۲۔ کیا ہی وہ اچھی عمر ہے کہ جو دوستوں کے سامنے گزرے اور کیا ہی وہ اچھا وقت ہے کہ جو مہربان دوستوں کے ساتھ گزرے۔

پھر آنجناب ملک حبشہ پہنچ کر وہاں سے جہاز پر سوار ہوئے اور بمبئی شہر میں پہنچے۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر پہلے شہر اندور میں پہنچے پھر دوم شہر اوجین پھر سوم بچتور گڑھ اور چہارم شہر ٹونک منزل بہ منزل قیام کرتے ہوئے، ہر منزل پہ سینکڑوں لوگوں کو بیعت کرتے ہوئے۔ جب اجمیر شریف میں تشریف لائے تو اتفاقاً ان دنوں سلطان کرام فخر انام مخدومِ خاص و عام حضرتِ قضا و قدرت سراج العالفین خواجۂ خواجگان قطب زمین و زمان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف تھا۔ آنجناب ننگے پاؤں روضۂ انور کی طرف تیزی سے چلے۔ اور چمڑے کے جوتے ہاتھ میں رکھے ہوئے تھے۔ اس دوران فقراء میں سے ایک آزاد منش درویش نے آواز دی کہ اے صاحبزادے تو کس شہر کا باشندہ ہے اور یہ روٹی تو کہاں سے لایا ہے۔ جناب والا نے وہ ان کی طرف پھینک دیئے تا کہ اس کو وہ آپس میں تقسیم کر لیں۔ آخر روضۂ اطہر کے

باہر پہنچے۔ اور اپنے حسین و جمیل انوار سے دیدار کی تمنا کرنے والے احباب کو منور کیا۔ (ترجمہ شعر) سعادت کی صبح طلوع ہوئی کہ وہ معشوق آ گیا۔ اور احباب کے دل کے باغ میں بہار آ گئی۔

ہر کسی کو بہت ہی خوشی ہوئی۔ جناب والا نے جس دن سے جوتے اتارے پھر دوبارہ نہیں پہنے۔ الختصر آنجناب عرس شریف کے بعد رخصت ہوئے تو منزل بہ منزل چلتے ہوئے لکھنؤ شہر میں رونق افروز ہوئے اور انتہائی بےقراری اور شوق کے ساتھ اپنے مرشدِ پاک کے مزار پر حاضر ہوئے اور چشم تر کے ساتھ اسے بوسہ دیا۔ ایک ہفتہ لکھنؤ شہر میں قیام کیا۔ اس کے بعد موسم بہار کی ہوا نے قصبہ دیوئ شریف کو سرسبز و شاداب کر دیا اور خوشی کے وہ باب دلوں پر کھولے کہ جن کا بیان ممکن نہیں۔ ہر گھر میں خوشی کا نقارہ بج اٹھا اور مبارک بادی کے نغمے آسمان تک پہنچے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ کھلے ہوئے پھول کی طرح خوشی سے جہاں بھر گیا گویا دلہن زیور میں پوشیدہ ہو گئی۔

۲۔ جب اس جہاں کی روح نے چاند کی طرح چمک دکھائی۔ تو گویا کہ سو سال کے مرے ہوئے آدمی نے جان حاصل کر لی۔ یعنی دوبارہ زندہ ہو گیا۔

جس کسی نے جناب والا کے آنے کی خوشخبری سنی۔ بےچینی کے عالم میں دور سے آپ کے نزدیک وہ دوڑتا ہوا پہنچا۔ اور زیارت کی۔ جس نے بھی جب آپ کا حسین و جمیل بارعب چہرہ دیکھا تو وہ اس کا عاشق ہو گیا۔ آپ کا رخ انور ایسا تھا کہ سورج اور چاند سے بھی بیان نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کے خدوخال کستوری سے بھی زیادہ دلکش تھے۔ الغرض جب اس بارعب نے ظہور فرمایا۔ چھوٹے بڑے سب لوگ آپ کی

خدمت میں دوڑتے ہوئے آئے۔اور ہر کسی کو اس کا گوہر مقصود اس کی مٹھی میں دیا۔اور فائز المرام کیا۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ جس شخص پر آپ نے نظر فرمائی۔آپ کے عشق نے اس کے اندر اثر کیا۔

۲۔ وہ بے قرار ہو کر گر پڑا، انتہائی بے چین ہو گیا اور اشکبار ہوا۔

۳۔ اس شاہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا یعنی بیعت کی اور کسی دوسرے کی طرف نہ دیکھا۔یعنی غیر کی جانب سے آنکھ بند کر لی۔

آپ کے خادموں میں سے اکثر خادم اور خاندان سے اکثر لوگ وفات پا گئے تھے۔لیکن ابھی کچھ ہی عرصہ نہیں گزرا تھا کہ پھر آنجناب نے سفر کی تیاری کر دی۔طالبان صادق کے چہروں کے رنگ اڑ گئے اور نرم دل ساتھیوں نے ہوش و حواس کھو دیئے۔مجبوراً انہوں نے جب کوئی چارہ نہ دیکھا سوائے اس کے کہ آنجناب کے حلیہ کا تصور آسانی کے ساتھ کاغذ کے صفحہ پر لکھا اور روح کی حفاظت کے لئے اپنی نگاہ کے سامنے لکھا۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ اس طریقہ سے وہ حلیہ جو نبی کے بارے میں سنا ان میں سے اکثر چیزیں میں نے آنجناب کے حلیہ میں دیکھیں۔

۲۔ لہٰذا اس کی نقل ان اوراق میں میری ترقی کا سبب بنی۔اور قلم و قرطاس نے دونوں جہانوں کی سعادت حاصل کی۔

جناب والا کے حلیہ کے بیان میں

رنگ گندمی مگر سرخی سے بھرا ہوا۔حسین و جمیل خوبصورت لمبی قد و قامت۔

جسم اطہر نہ زیادہ موٹا اور نہ ہی بالکل کمزور دبلا پتلا۔ سر کے بال سیاہ اور لمبے آپ کے کاندھوں پر چمکتے ہوئے نظر آئے تھے۔ سر مبارک انتہائی خوبصورت بے حد دل موہنے والا، گول اور بالوں سے بھرا ہوا دکھائی دیکھا۔ چہرہ انور چاند کی طرح قدرے گول نظر آتا۔ پیشانی مبارک فراخ اور دل کو پسند آنے والی قدرے اونچی نظر آتی۔ آپ کے ابرو کمان کی طرح گول اور آپس میں ملے ہوئے دکھائی دیتے۔ ناک مبارک مناسب بلند، چاندی کی مانند سفید چمکدار۔ آپ کی آنکھیں انتہائی شرم و حیا والی اور سرمہ لگا ہوئیں۔ ناز و ادا والی پلکیں لمبی اور جھکی ہوئی۔ آنکھوں کی سفیدی انتہائی صاف اور سفید۔ اور آپکی آنکھ مبارک کی سیاہی بہت ہی سیاہ۔ دہن مبارک نہ زیادہ کھلا، فراخ اور نہ بہت تنگ۔ ہونٹ مبارک انتہائی نرم و نازک اور سرخی مائل۔ دانت مبارک نہ چھوٹے نہ بڑے۔ آپ کا ہر دانت چمکدار موتی کی طرح۔ اور تمام دانت الگ الگ جلوہ نما۔ (ترجمہ شعر)

آپ کے دانت مبارک اور زلفیں اور دونوں رخسار تاریکی میں سورج چاند ستاروں کی مانند ہیں۔

زبان اور دانتوں کی جڑیں مرجان کی مشابہ۔ آپ کے ریش مبارک کے خوبصورت بال بڑے رعب والے اور مٹھی کے برابر۔ آپ کے چہرہ انور کے اردگرد ریش مبارک ایسے ہے جیسے چاند کے گرد ہالہ۔ آپ کی گردن مبارک لمبی مور کی گردن کی طرح ناز و ادا والی۔ کندھے مبارک بہت واضح اور گول، میانہ۔ آپ کے ہاتھ مبارک لمبے اور طوبےٰ درخت کی شاخ سے بہتر۔ ہتھیلی مبارک گوشت سے قدرے بھری ہوئی سرخ رنگ کی۔ آپ کی انگشت مبارک لمبی باریک اور سنگ مرمر سے زیادہ

نرم و نازک اور صاف۔ آپ کی انگلی مبارک پہلی رات کے چاند/ہلال کی مانند۔ اور اس پر آپ کے ناخن مبارک چودھویں رات کے چاند کی مانند۔ آپ کا سینہ مبارک اور پیٹ مبارک چاندی کی تختی کی مانند۔ اس پر بالوں کی لکیر خوبصورت خوشبو والی۔ کمر مبارک خوبصورت اور نزاکت والی اور آپ کے جوڑ انتہائی مناسب۔ (ترجمہ شعر) چلنے کے وقت آپ کی پشت مبارک ایسے حرکت کرتی ہے جیسے ہوا سے بید کا درخت حرکت کرتا ہے۔

ران مبارک اور پنڈلیاں گوشت سے بھری ہوئی اور خوبصورت تھیں۔ پائے مبارک کا بالائی حصہ قدرے بلند اور صاف ستھرا تھا۔

(ترجمہ شعر) آپ کا جسم اطہر ایسا تھا جیسے گلدستہ کسی سرو پر جامے کی طرح ہو۔

پاؤں مبارک کی ہتھیلیاں ریشم کی طرح نرم تھیں۔ اور اس کے خطوط معرا تھے۔ پاؤں مبارک کی انگلیاں انتہائی نرم و نازک تھیں۔ ایڑی مبارک خوبصورت اور گول تھیں۔ پاؤں مبارک کے ناخن خوبصورت اور روشن تھے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جناب والا، شہنشاہِ دو جہاں ﷺ کا سراپا مبارک تھے۔ آپ کے سایہ سے ہی جہاں کامیاب و کامران ہے۔

۲۔ اے اللہ، آپ قیامت تک قائم رہیں۔ اے اللہ، آپ کا سایہ ہمیشہ قائم رکھ۔

۳۔ اے اللہ، جب تک عاشقوں کا نام رہے جناب والا کو دنیا میں باعزت رکھ۔

۴۔ اے اللہ، اس زخمی دل خدا بخش کو آپ کے عشق میں ہمیشہ ہمیشہ گرفتار رکھ۔

آنجناب کا حلیہ مبارک۔ نظم میں (ترجمہ)

۱۔ جب اللہ نے نبی پاک ﷺ کی آلؑ کو چنا تو آنجناب کی خاص شبیہ کو پیدا فرمایا۔

۲۔ آپ کی حسین رنگت گندم گوں سفید بنائی۔ اس پہ ملاحت بھی رکھی۔

۳۔ جب آپ کا قد مبارک طوبیٰ کی مثل بنایا۔ تو تمام سرو قامت والوں پر آپ کو برتری دی۔

۴۔ جس شخص نے خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان آپ کے قد مبارک کو دیکھا فوراً کہا یہ ایک بے مثل لاجواب مرد ہے۔

۵۔ آپ کی صورتِ مبارک سے اللہ کا رعب و جلال ظاہر ہوتا۔ اور آپ کے باطن میں اللہ کی شان و شوکت پوشیدہ ہے۔

۶۔ آپ کی کالی زلف لیلۃ القدر کی طرح ہے۔ اور آپ کے رخسار کی سفیدی چودھویں رات کے چاند کو شرمندہ کرنے والی ہے۔

۷۔ آپ کے رخ انور پہ بزرگی جلوہ آراء ہے۔ آپ کا کمال حسن آپ کے چہرہ انور سے ظاہر ہوتا ہے۔

۸۔ دونوں عیدوں کے چاند کی طرح آپ کے دونوں ابرو ہیں۔ وہ چاند دونوں اطراف کے گیسوؤں پہ قربان ہونے والے ہیں۔

۹۔ آپ کی آنکھوں کی پلکیں پوشیدہ طور پر ایک سوال کر رہی ہیں۔ اور آپ کی نگاہوں سے یہ جواب مل رہا ہے کہ تو نہیں دیکھ سکتا۔

١٠۔ آپ کی دونوں آنکھیں نرگس مست کی طرح پرخمار ہیں۔ جیسے شراب پینے والے کے دونوں ہاتھوں میں پیالہ ہو۔

١١۔ جس جگہ پر آپ کے رخ انور کا نور چمکا۔ تو چاند اور سورج کا نور وہاں سے ماند پڑ گیا۔

١٢۔ آپ کے چہرہ انور کے نقش ونگار اور حسن میں ناک مبارک الف کی مانند سیدھا ہے۔

١٣۔ آپ کے سرخ ہونٹ مبارک کے سامنے شکر بھی شرمسار ہے۔ اور شادابی میں یہ گلاب کی پتی سے بھی بڑھ کر ہے۔

١٤۔ آپ کے ہونٹ مبارک بات کرنے کے وقت جب کھلتے تو گویا غنچہ کے لب آپ پر درود پڑھتے۔

١٥۔ آپ کا منہ مبارک میم کا حلقہ معلوم ہوتا۔ اور حوروں کا دل آپ کے عشق میں دو ٹکڑے ہو جاتا۔

١٦۔ راز کی طرح آپ کی زبان مبارک بھی پوشیدہ ہے۔ ان پر حق کی مہر عیاں ہے۔

١٧۔ حسن نے آپ کے رخ انور کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ جیسے چاند کے گرد ہالہ بنا ہوا ہو۔

١٨۔ آپ کی مصفیٰ گردن مبارک بلور کے لئے بھی باعث رشک ہے۔ اور آپ کے نور کا جادو ظاہر ہے۔

١٩۔ آپ کا سینہ مبارک شیشے کی طرح صاف ستھرا ہے۔ جو اللہ کے اسرار سے بھرا

ہوا اور کینہ سے خالی ہے۔

۲۰۔ آپ کے خوشبودار بالوں کا خط سینہ کے درمیان ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چاندی کی تختی پر ایک خوبصورت لکیر لگی ہوئی ہو۔

۲۱۔ آپ کے دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کے فیض کی نہریں ہیں کہ جو موتی بخشنے والی ہیں۔

۲۲۔ آپ کی پنڈلی مبارک پر بال ریشم کی طرح ہیں بلکہ ریشم کا ہوش بھی ان کے سامنے گم ہو جائے۔ اس قدر نازک ہیں۔

۲۳ آپ کے پاؤں مبارک کی ہتھیلی پھول کی پتی سے بھی بڑھ کر نرم و نازک اور خوبصورت ہے۔ سرتاپا آپ کا سارا قد و قامت صنوبر کے لئے باعث رشک ہے۔

۲۴۔ آپ کے پاؤں کی انگلیوں پر ناخن جیسے ہیرے کی طرح یا قوت پر جڑے ہوئے ہوں۔

۲۵۔ جس کسی نے آنجناب کا یہ حلیہ سنا یقیناً اس نے آپ کے حسن و جمال پر چاند کو بھی رشک کناں پایا۔

۲۶۔ آنجناب کی تعریف، انتہائی اوصاف کی بنا پر بہت کم محسوس ہوتی ہے۔

۲۷۔ آپ دونوں جہانوں کے چاند اور حسنین کریمینؓ کی آنکھوں کے نور ہیں۔ وارث علی شاہ دونوں جہانوں کے لئے باعث فخر ہیں۔

۲۸۔ خدا بخش اس کام کے لئے تیری کیا طاقت و ہمت ہے کہ تو آپ کا سراپائے دل آرا تحریر کرے۔

۲۹۔ اے ساقی! آ جا، اے پاک طینت گوہر! آ جا۔ اس پاکیزہ شراب سے ایک

پیالہ مجھے بھی عطا کر۔

۳۰۔ شاید میں روح پرور جاں گداز بات کہہ سکوں اور عاشقوں کی رمز ظاہر کر سکوں۔

بارھواں تحفہ: آنجناب کا دوبارہ بیت اللہ شریف کی طرف تشریف لے جانے کا بیان۔ ۱۲۵۷ھ

اکثر احباب عالم شباب کے پیش نظر آنجناب کے نکاح کے درپے تھے۔ آنجناب اپنے وطن مبارک میں تشریف فرما تھے۔ اور مکہ ومدینہ شہروں میں اور ان کے اطراف کے تاجر اور رؤساء نے یہ بات گوش گزار کی۔ اس کے متعلق آنجناب انما اموالکم واولادکم فتنۃ کی وجہ سے کبھی گھر سے بیت اللہ شریف کی طرف اور کبھی بیت اللہ شریف سے گھر کی طرف تشریف لے جاتے۔ اور مسافروں کی طرح دن گزارتے۔ اسی طرح کافی عرصہ سیاروں کی طرح گردش میں رہے اور کہیں دل لگانے کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ تجرد کو اور فارغ البالی کو پسند فرماتے۔ نہ کوئی فکر، نہ کوئی پریشانی، نہ لباس کا خیال، نہ پرتعیش کھانے کی طلب، نہ آپ کے دل کا مرغ کسی دام میں اسیر ہوتا اور نہ آپ کی طبیعت کا ہرن کسی کا شکار ہوتا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ تیرے لئے تیار جال تیرے اہل وعیال ہیں۔ ان کی روزی کا فکر اور سوچ انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔

۲۔ اگر فرشتوں کی سیرت والا انسان بھی ہو تو اسے بھی ان کے ہاتھوں سے آزادی نہیں مل سکتی۔

۳۔ جو اس سلسلہ میں امید رکھنے والوں کے ساتھ موافقت رکھتا ہے تو کہاوت ہے کہ گدھا کیچڑ میں پھنس گیا ہے۔

۴۔ جب تک تم سے ہو سکے اس حقیقت سے پرہیز کرتا کہ تو اپنے ہی کام سے شرمسار نہ ہو جائے۔

۵۔ کامل لوگوں کے لئے مناسب ہے اس راستے پہ چلنا کہ ان کے دلوں میں دوئی کا کوئی دخل نہیں۔

۶۔ ابتدا کرنے والا اگر اس راستے پر پاؤں رکھے تو وہ اس انسان کی طرح گر جاتا ہے کہ جو اٹھ نہ سکے۔

ملا جامی نے جس وقت اس دنیا کو چھوڑا تو اپنے فرزند کو وصیت فرمائی کہ نکاح کرنے میں مشغول نہ ہونا۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر ہو سکے تو عیسٰی کی طرح بغیر عورت کے سو۔ تجرد کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔

۲۔ خواب راحت کو چھوڑ نا حور کے ساتھ ہمبستری کرنے سے بہتر ہے۔

۳۔ گرم خاکستر پر لیٹنا عورت کے پہلو میں نرم بستر پر لیٹنے سے بہتر ہے۔

ایک بزرگ کہ جس نے یہ شعر عورتوں کی مزمت میں کہا اس نے اس آیہ کریمہ ان کیدکن عظیم کے ساتھ موافقت کی ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر آنجناب نے اہل وعیال کے تعلقات سے مکمل پرہیز کیا ہے۔ اور عقد منظور نہیں فرمایا۔ اور تمام عمر مباشرت کی گوٹ نہیں کھیلی۔ پاک دامنی اور حرمت آنجناب کی اس طرح واقع ہوئی ہے کہ تمام عمر عبادت کرنے کی وجہ سے ہوائے شہوات اور کئی قسم کی

لذات نفسانی سے مکمل طور پر بے رغبت رہے۔ اور ہمیشہ نفس کی مخالفت کے میدان میں کمربستہ رہے۔ اور دیوان حافظ شیراز کے اکثر اشعار، جو راز کے واقف ہیں، پڑھتے تھے۔ حافظ کے اشعار

۱۔ میں نے جب عقل سے کچھ سوال کیے تو اس نے مجھے حسب حال جواب دیا۔

۲۔ میں نے اس کو کہا کہ کسی گھر کا مالک ہونا یا شادی کرنا کیسا ہے۔ اس نے مجھے جواب دیا ایک لمحہ کلی عیش ہے اور چند سالوں کا غصہ ہے۔ یعنی ساری عمر کا غم ہے۔

مکہ مکرمہ میں آنجناب کے پہنچنے کا بیان

۱۔ ساقی! آجا کہ میں سفر کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ میں اس شہر کو چھوڑ کر حرم شریف کی طرف جاتا ہوں۔

۲۔ ایسا جام پلا کہ اپنے ہوش کھو بیٹھوں یعنی مست ہو جاؤں اور نام حق کے سوا میرے کان میں کوئی آواز نہ آئے۔

جب ہر طرف آنجناب کے ارادہ سفر بیت اللہ کی خبر مشہور ہو گئی۔ تو جنابِ والا کے احباب فرداً فرداً آپ کے پاس لکھنؤ تک سے آ پہنچے۔ طالبان ہدایت دامن مراد پھیلائے حاضر ہوئے۔ آنجناب نے ان کے دامن خوشیوں اور طمانیت سے بھر دیے۔ بالآخر آنجناب نے ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ شام کے وقت بازار سے عمدہ مٹھائی منگوائی۔ اور جناب تقدس مآب محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی قطبِ ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں نذر پیش کی۔ اور سفر کا عزمِ صمیم کیا۔

(ترجمہ شعر)

دوسرے دن جب سورج نے نیند کے غبار کو آنکھوں سے دھوڈالا تو آنجناب بستر سے اٹھے اور حاضرین سے رخصت چاہی۔

وقتِ رخصت گویا قیامت جیسا حشر برپا ہوگیا۔ مگر جناب والا اپنے حال پر قائم رہے۔ اور بیت اللہ شریف کا سفر شروع کر دیا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: (ترجمہ قطعہ)

۱۔ دل کی بہار سے سفر شروع ہوا کہ اس سے مخلوق کے دلوں میں گل مقصود اُگیں۔

۲۔ سفر اختیار کر کہ تو اپنی مراد حاصل کرے کہ اللہ نے کہا ہے کہ زمین کے راستوں پر چل۔

الغرض جناب والا کئی منازل اور مراحل طے کرنے کے بعد بمبئی شہر میں داخل ہوئے۔ اور جہاز پر بیٹھ گئے۔ بالآخر اللہ کے فضل سے سمندر سے گزر کر جدہ شہر میں پہنچ گئے۔ اور وہاں سے پیدل مبارک شہر مکہ میں جا پہنچے۔ (ترجمہ شعر)

جب آپ عرب کے شہر میں روشن چاند کی طرح چمکے۔ تو صلے علیٰ کی آواز ہر طرف سے سنائی دی۔

(ترجمہ) رباعی

۱۔ جو شخص سفر اختیار کرتا ہے۔ وہ ہر شخص کا مقبول و پسندیدہ ہو جاتا ہے۔ ۲۔ کہ جب چاند روشن ہوتا ہے تو ہر کوئی اسے دیکھتا ہے۔

۲۔ پانی سے بڑھ کر کوئی چیز پاک نہیں ہے۔ لیکن اگر اسے روک دیا جائے تو جگہ خراب ہو جاتی ہے۔ یعنی پانی چلتا رہے تو پاک اور صاف اور اگر اسے روک دیا جائے تو خراب و ناکارہ۔

مکہ مکرمہ کے رہنے والے آپ کے ہجرت کے زمانے سے کئی آلام میں مبتلا رہے۔ وہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالائے اور خوشی اور کامیابی کی آواز بلند کی۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ رشد و ہدایت پانے والوں کی قسمت نے یاوری کی اور شوق رکھنے والے لوگوں کی مراد نے بلندی حاصل کی۔ المختصر اس مرتبہ بہت سے مکہ والے اخلاص کی زنجیریں پہنتے ہوئے آپ کی خالص ارادت سے فیض یاب ہوئے۔ اور آنجناب سے بیعت اختیار کی۔ جناب والا نے ایام حج تک بیت اللہ شریف میں قیام فرمایا۔ اور بالآخر ادائیگی حج سے سرفراز ہوئے۔ اس کے بعد بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اس جگہ مزار مقدس حضرت مریمؑ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت سلیمانؑ پیغمبر وغیرہ علیہم التحیۃ والتکریم کی زیارات کی سعادت ابدی حاصل کی۔ اور ہر ایک سے شرف عزت پایا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ ایسی جگہ کہ جس طرف کوئی بھی راہ نہیں پاتا۔ اس چاند نے وہ تمام منازل طے کر لیں۔

۲۔ الطاف صمدی نے جب یاوری کی۔ تو آپ نے اپنی منشا کے مطابق سیر کی۔

(ترجمہ) رباعی

۱۔ جب تک کوئی آدمی راستے پر نہیں چلتا وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ پاتا۔ جب

تک وہ سفر کی مصیبتیں برداشت نہیں کرتا وہ دل کی دنیا تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

۲۔ اگر تمام جہان بھی انوار سے بھر جائے، تو ایک چھوٹی سی شعاع بھی مرد کامل کو نہیں پا سکتی۔

۳۔ اگر تیرا ک پانی میں تر نہ ہو یعنی جب تک پانی میں ڈوب نہ جائے وہ دریا کے کنارے پر نہیں پہنچ سکتا۔

دیگر

۱۔ اے ساقی! آجا مسلسل دور جام چلا، کہ میں دنیا کی سیر کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

۲۔ جب میں یار کی ضیاء سے ہم آغوش ہوں گا، تو میں بے ہوشی کی محفل میں ہوشیار رہوں گا۔

روس میں آنجناب کا رونق افروز ہونا اور وہاں کے حاکم کی بیٹی کا بیعت کرنا اور آنجناب کا موضع محمدیہ میں قیام

اس وجہ سے کہ خدمت کرنے والے اپنی محدود حدود کے اندر ہی رہ سکتے تھے اس کے علاوہ ان کا کوئی چارہ نہیں، کہ آنجناب نے ہر ملک کی سیاحت کرنی تھی۔ لہٰذا آپ نے روانہ ہونا ہی تھا۔ آپ یہ شعر اپنی زبان پر لائے:۔(ترجمہ شعر)

دوست نے میری گردن میں رسی ڈال دی ہے۔ پھر جہاں اس کی مرضی وہ اسی طرف

لے گیا۔

الغرض جب آنجناب بیت المقدس سے روانہ ہوئے تو مولوی عارف علی جو وری کی معیت میں ملک روس پہنچے۔ شام کے وقت سیر کرتے ہوئے آپ نے اچانک شہر سے باہر ایک باغ دیکھا۔ کمال لطافت اور بے حد عجائبات کی وجہ سے آپ کا دل اس بیرونی آراستگی سے جو ظاہر ہوئی تھی، اس کی طرف متوجہ ہوا۔ مولوی صاحب کے دل کا چین گم ہو گیا اور وہ اس طرف گئے۔ ان کی حالت عجیب وغریب ہو گئی۔ ایک دربان اس کے دروازے پر بیٹھا ہوا۔ پری زادوں کی کچھ تصویریں اس کے طاقوں میں آویزاں تھیں۔ مولوی صاحب موجودہ کیفیت پوچھنے کی غرض سے اس دربان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انتہائی آداب بجا لا کر بے حد خوشامد کے ساتھ اس باغ کے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ مولوی صاحب اس طرح نرم روئی سے مصروف گفتگو ہوئے کہ وہاں کا پتھر بھی پگھل گیا۔ وہ دربان کہ جو پادریوں کا سربراہ اور بزرگ بھی تھا۔ اس نے اشارہ کیا کہ ایک ایک تصویر پکڑ لو تا کہ اس کے ذریعہ باغ کے اندر آنے کی اجازت ہو۔ مولوی صاحب بہت خوش ہوئے اور فوراً دو تصویریں پکڑ لیں۔ ایک تصویر اپنے ہاتھ میں رکھی اور دوسری آنجناب کے حوالہ کی۔ یہاں تک کہ دونوں صاحبان باغ کے اندر پہنچ گئے کہ جو بہت دلکش جگہ تھی۔ انتہائی عجیب وغریب گھنے درخت تھے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ سبزہ زار میں تھوڑا تھوڑا نیلگوں پانی سیماب کی طرح شفاف جاری تھا۔

۲۔ ندی کے کنارے خوشبودار حسین پھول کھلے ہوئے تھے۔ صبح کی ہوا عطر بیز اور خوشبودار تھی۔

۳۔ باغ میں صبح کی خوشبودار ہوا ہنستے ہوئے معشوق کی طرح اور عاشق کو نوازنے والی تھی۔

۴۔ پھول کی خوشبو اور فاختہ کی آواز ایسی تھی کہ جیسے دوست باہم مل بیٹھتے ہیں۔

المختصر دونوں صاحبان باغ کے عجائبات دیکھنے سے بہت خوش ہوئے۔ اور عجیب و غریب کھلے ہوئے پھولوں سے اور بلبلوں کے گیتوں سے اور نہروں کے جوش کے ساتھ بہنے سے اور آبشاروں کی آوازوں سے اور وسیع میدان کی لطافت اور صفائی سے، انتہائی خوبصورت عمارات کے دیکھنے سے قادر مطلق کی عجیب و غریب صنعت کا کھوج لگاتے ہوئے انتہائی خوشی کے ساتھ ہر طرف سیر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس باغ کے ایک خاص مقام پر پہنچ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ حوریں انتہائی زیب و زینت کے ساتھ سنہری کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کی کافر ادا زلفیں کمر تک پہنچی ہوئی تھیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ حوریں اس قدر خوبصورت تھیں کہ آسمان کے چاند کا چہرہ ان پر رشک کرتا تھا۔ باغ کے سرو کے دل کا درد تھیں۔

۲۔ جادو کی طرح دل موہ لینے والی۔ ریحان کی خوشبو والی، عطر میں رچی بسی ہوئی۔

مولوی صاحب کی جب ان پر نگاہ پڑی۔ تو ایک ہی بار دیکھنے سے ان کا وہ حال ہو گیا کہ جو بیان سے باہر ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ دونوں صاحبان ایک ایک تصویر ان پیکروں کی اپنے ہاتھوں میں رکھتے تھے۔ انتہائی خوبصورت کھلونوں کے دیکھنے سے مبہوت ہو کر اس جگہ ٹھہر گئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ انتہائی نزاکت والے، عقل کو دھوکا دینے والے، جسموں کو دیکھ کر، جو سرتاپا انتہائی لطیف اور خوبصورت تھے۔

۲۔ ہر رات کے لئے ان کا چہرہ شمع کی مانند روشن اور وہ ہونٹوں کے لحاظ سے ے پرستوں کی مانند تھے۔

وہ دونوں عورتیں جو روح کو لوٹنے والی تھیں۔ ان دونوں صاحبان کی طرف آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آئیں۔ اور ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آرامگاہ کی طرف چلی گئیں۔ اتفاقاً وہ عورت جس نے آنجناب کی طرف رغبت کی وہ وہاں کے حاکم کی لڑکی تھی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس لڑکی کا حسن و جمال عقل کو لوٹنے والا تھا۔ وہ کیا ہی خوبصورت لڑکی تھی کہ جو لمحہ بہ لمحہ قیامت ڈھانے والی تھی۔

۲۔ اس کے ابرو کی کمان روح کے لئے آفت تھی۔ وہ ابر سیاہ اور تیر باراں کی مانند تھی۔

۳۔ اس کی پلکیں تقدیر شاہین کا چنگل تھیں۔ وہ دل کو دست مرغ تدبیر سے چھین کر لے جانے والی تھی۔

المختصر جب وہ شاہ والا جو چاند کے لئے باعث رشک تھے اور بلند مرتبہ تھے جب آرام گاہ میں پہنچے۔ تو کئی قسم کے پھل آپ کو پیش کئے گئے۔ وہ اس طرح آپ کی تکریم کرنے میں مصروف ہوئی کہ اس سے بڑھ کر تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس دن کا باقی ماندہ وقت التفات بڑھانے والی صحبت میں گزرا۔ سورج جو مشرق کی طرف سے طلوع ہوتا ہے اس نے تاریکی کا نقاب چہرے پر پہننا شروع کر دیا۔ آنجناب نے دل

میں سوچا کہ رات کا وقت اس صحبت سے علیحدگی اختیار کرنی چاہئے۔ وہ حوروں جیسی دلربا اس پہ راضی نہ ہوئی۔ جناب والا کے رعب پر ہنسی۔ اور عرض کی کہ شاید اس باغ کی کیفیت سے آپ واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ کہ اپنے دل میں خدشات کو جگہ دیتے ہیں۔ اور ہم شوق رکھنے والوں کی صحبت سے پرہیز کرتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا یقیناً :۔مصرع

میں اس شہر کے رواج کو نہیں جانتا ہوں کیونکہ میں مسافر ہوں۔

علاوہ ازیں اس وجہ سے کہ یہ تو ایک محبوب کی زلف کا قیدی ہے اور اس کی ناز و ادا کا شکار ہو چکا ہے۔ لہٰذا ہم نہیں چاہتے کہ تنہائی کی لذت کو چھوڑ دیں۔ اور دوسروں کی صحبت میں وقت گزاریں۔

(ترجمہ شعر) میں ایک محبوب کے چہرے کی یاد میں تنہائی کا گوشہ پسند کرتا ہوں۔ اس کے عشق میں، میں تمام دنیا سے فراغت رکھتا ہوں۔

جب اس نے یہ درد بھری بات سنی۔ تو اس کے دل کا پیالہ آرزو کی شراب سے بھر گیا۔ اس بے مثال محبوب کے حال کے معلوم ہونے کی وجہ سے بھر گیا۔ اس نے جان لیا کہ یہ ایک محبوب کے عشق کا تیر اپنے جگر میں رکھتا ہے۔ اور اس نے کئی نشتر اپنے پہلو میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس پری زاد نے کہا کہ خدارا مجھ پہ یہ گرہ کھولیں کہ آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے اور آپ ہر لمحہ کس بے چینی میں مبتلا ہیں۔ مجھ پہ ظاہر کریں کہ یہ سب کیا ہے۔

(ترجمہ شعر) وہ جو کہ یار کے عشق کا نشان ہے۔ وہ اس کی پیشانی پر ظاہر ہے۔

آنجناب نے فرمایا کہ اے غمگسار یہ بھید ہیں ان کو تلاش نہ کر۔ جو کچھ اس

باغ کی حالت ہے وہ بیان کر۔ وہ باغ کی کیفیت بیان کرنے لگی۔ اور کلام گوہر آبدار سماعت کے دامن میں گرانے لگی۔ یہ عزلت کدہ طالبوں کے لئے تنہائی کی جگہ ہے۔ اور عاشقوں کے باہمی ملاپ کی جگہ ہے۔ ہر ماہ کے شروع میں روس کی دو دو شیزائیں اس جگہ اکٹھی آتی تھیں۔ اور نکاح کی امید سے اس جگہ ایک ہفتہ قیام کرتی ہیں۔ پس وہ طالب کہ جو اس باغ میں آتا ہے جو تصویر وہ لاتا ہے۔ اس تصویر والی پر اس کی خدمت کرنا لازم ہوتا ہے۔ باہمی اتفاق سے دوسرے دن نکاح کی گرہ مضبوط کر لیں یا جدھر جانا ہے ادھر چلے جائیں۔ بہر کیف آج کی رات ایک دوسرے کی سنگت میں گزاریئے۔ آئندہ کل آنجناب اپنی مرضی سے مصروف ہو جائیں اور اس رات اسی جگہ قیام کریں۔ رات کا ایک حصہ گزر گیا تھا۔ بستر انتہائی خوبصورتی کے ساتھ بچھایا گیا تھا۔ آنحضرت اور وہ حسین و جمیل چہرے والی پری نے اس بستر پر آرام کیا۔ گویا کہ اس رات چاند اور سورج ایک مطلع سے طلوع ہوئے۔ از مصنف:۔

۱۔ سورج کو چاند نے مہمان بنایا۔ زہرہ نے مشتری کے ساتھ قربت پائی۔

۲۔ نہ زمانے کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی نہ آسمان کی طرف سے کوئی دکھ اترا۔

امید حاصل ہوگئی اور مقصود کا جام لبالب بھر گیا۔

آسمان انتہائی حسرت سے شرمسار ہوا۔ اور یہ شعر اس کی زبان حال سے جاری ہوا:۔

۳۔ میں کسی کے مرتبے یا کسی کے مال پر حسد نہیں کرتا۔ مگر اس پر کہ جو اپنے محبوب کے ساتھ وصال رکھتا ہے۔

پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں کے ساتھ۔ آنجناب نے ایک ہی جگہ یہ کام کیا کہ ایک رات میں سالہا سال کے زنگار کو اس عورت کے دل کے شیشہ سے صاف

کر دیا اور اس کے دل پر فیض کے دروازے کھول دیئے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ لوہا جو پارس کا آشنا ہو جاتا ہے وہ فوراً خالص سونا بن جاتا ہے۔

۲۔ اس کا دل اللہ کے نور سے اس طرح منور ہو گیا کہ جھوٹ کی تاریکی سے قطعی طور پر صاف ہو گیا۔

(ترجمہ) مزید اشعار

۱۔ سحری کے وقت جب وہ مست نیند سے بیدار ہوئی تو اس نے اپنے جھوٹے دین کو ترک کر دیا۔

۲۔ کبھی وہ اپنی قوم کے حق میں لاحول پڑھتی اور کبھی وہ اللہ کے دین پر پھول کی طرح کھل جاتی۔

۳۔ کبھی وہ شاہِ شاہاں کے قریب خوشی سے بیٹھتی اور کبھی شمع کے گرد پروانے کی طرح چکر لگاتی۔

۴۔ کبھی کہتی کہ میری قسمت نے میری مدد کی اور کبھی وہ اللہ تعالیٰ پروردگارِ عالم کی حمد اور شکر گزاری کرتی ہے۔

۵۔ اس کا باطن اس طرح نور سے بھر گیا کہ کفر کی تاریکی اس سے دور ہو گئی۔

اس نے عرض کی کہ یہاں سے نزدیک ہی ایک گاؤں ہے جس کا نام موضع محمد یہ ہے۔ اور وہ اہل اسلام کی قریش قوم کا مسکن ہے۔ اگر آنجناب پسند فرمائیں تو ہم اس جگہ ٹھہر جائیں۔ تاکہ اپنے خویش واقارب سے دور ہو جائیں۔ آپ نے اس کی خواہش کو پسند کیا اور فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ آنجناب کی پسند کے مطابق ایک

مکان کا انتخاب کیا گیا۔ جہاں آپ دنیا کے کاموں سے آنکھیں بند کئے ہوئے پاک دامنی کے پردہ پیچھے چھپ گئے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہو گئے۔ اور دوسروں سے علیحدگی اختیار کر لی۔

(ترجمہ شعر) پاکیزہ گوہر یعنی پاکیزہ اصل والا ہی فیض کے قابل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ہر پتھر اور ڈھیلا موتی اور مرجان نہیں ہوسکتا۔

آنجناب نے اس کو اسی جگہ ٹھہرا دیا اور خود بیت اللہ شریف کے لئے عازم سفر ہو گئے۔

(ترجمہ شعر) آسمان کو سوائے اس کے اور کوئی کام نہیں ہے کہ وہ ایک دوست کو دوسرے دوست سے جدا کرتا ہے۔

جس وقت آنجناب اس دلربا سے جدا ہوئے تو اس کی زبان پر یہ شعر جاری ہوئے:۔

۱۔ جب تک میں زندہ رہوں گی جناب والا کی خادمہ بن کر رہوں گی۔ میں اسی طرح مرجاؤں گی اور آپ کی غلام رہوں گی۔ مگر میں یہ بے حد حسرت رکھتی ہوں کہ آپ کی غیر موجودگی میں کیسے زندگی گزاروں گی۔

۲۔ میری زندگی نازو ادا والے دوست کے وصل کے لئے واقع ہوئی ہے۔ مجھے کوئی دولت نہیں چاہئے۔ اس کے علاوہ زندگی کس کام آئے گی۔ اگر دوست کا وصل نہ ہوا تو۔

مولوی عارف علی کا حال، جن کے بارے میں پہلے بات ہوئی، اسی حال میں وہ گزر گئے کہ اسی عورت کے ساتھ روس میں اسی باغ میں مانوس ہو گئے بلکہ نکاح کی گرہ میں بندھ گئے۔

مصرع: جب کیچڑ زیادہ ہو جائے تو ہاتھی بھی پھسل جاتے ہیں۔

آنجناب کہ جو کسی غیر کے ساتھ دلبستگی جائز نہیں سمجھتے تھے۔اس حور کو آپ نے اسی جگہ چھوڑا اور اس طرح اس کو بھلا دیا کہ کسی وقت بھی اس کی یاد میں مشغول نہ ہوئے۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ اے دوست اس جہان میں کسی دوسرے کا دل دکھانا چھوڑ دے۔اس چکر لگانے والے گنبد (آسمان) کی تنگ جگہ سے گزر جا۔

۲۔ اس جہان کے کام اہل بصیرت کے لائق نہیں ہیں۔مردوں کی طرح اس جہان سے گزر جا۔

۳۔ سمندر میں سے مگر مچھ پر غوطہ لگانے والے کی طرح نڈر ہو کر گزر جا۔غوطہ نہ کھا بلکہ اس گوہر شہوار سے گزر جا۔یعنی دنیا کے حصول کی خاطر اپنے آپ کو مصیبتوں میں نہ ڈال۔

۴۔ اے ساقی مجھ کو ایک جام دے کہ جس سے مجھے حضوری نصیب ہو جائے اور میں دوری کی قید سے نجات پا جاؤں۔

۵۔ مجھے صحرا نوردی اچھی لگتی ہے۔میرا دل وطن کے لئے ارادہ کرتا ہے۔

تیرھواں تحفہ: آنجناب کا وطن کی طرف پختہ ارادہ کرنے کا بیان

محمد یہ مقام سے آنجناب نے جب سفر کیا تو کافی دنوں کے گزر جانے کے بعد منزل مقصود کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔اس کے بعد ایام حج تک آپ

وہیں ٹھہرے رہے۔ جس وقت حج کی سعادت کے حصول سے فارغ ہوئے تو دل میں وطن واپسی کا ارادہ کیا۔ چنانچہ بتاریخ ۲۰ ذوالحجہ کو (ترجمہ شعر) جب دنیا کو روشن کرنے والے ستارے نے اپنی تلوار کھینچی۔ تورات کا لشکر دن سے بھاگ گیا یعنی سورج طلوع ہوا۔ رات چلی گئی۔

مکہ والوں سے آپ رخصت ہوئے۔ اور وطن کے ارادہ سے سفر کا آغاز کر لیا۔ جہاز کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سعادت بخشی۔ اور آپ بمبئی شہر میں رونق افروز ہوئے۔ الغرض بہت سی منازل طے کرنے کے بعد ۱۲۵۹ھ کو آپ نے قصبہ دیوے شریف کو اپنے جمالِ مظہر کمال سے منور فرمایا۔ ایسا جمال کہ جس کو پانے والے اس کی شرح نہ بیان کر سکیں۔

رباعی

۱۔ بہار کے پھول جنت کے لئے باعث رشک ہو گئے۔ جب وہ جنت کا وارد ملک پہنچ گیا۔

۲۔ آنکھیں روشن ہو گئیں جب یوسف کنعان میں پہنچ گیا۔

۳۔ سورج کو دیکھنے والے نے اپنے چہرے پر رات کی چادر اوڑھ لی،

۴۔ جب زمانے کے شہنشاہ اپنے روشن چہرے کے ساتھ پہنچ گئے۔

سید اعظم علی صاحب جن کو آنجناب کے سارے خاندان کے ساتھ خاندانی قرابت حاصل تھی۔ اور سید صاحب کو آنجناب چچا جان کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ انہوں نے تجویز کی کہ اس گوہر ولایت کا دریائے عصمت میں صدفِ حجلہ نشین

اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر دیں۔ جب یہ بات آپ کے کان میں پڑی تو آنجناب اس وادی سے کنارہ کش ہو گئے۔ اور اپنے رشتہ داروں سے رخصت ہو گئے۔ بمصداق آیہ کریمہ:۔ **یاایھا الذین آمنوا ان من ازواجکم و اولادکم عدوا لکم فاحذروھم** (ترجمہ: اے ایمان والو بے شک تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہاری دشمن ہیں، ان سے بچ جاؤ۔ سورۃ التغابن۔ آیت نمبر۱۴)

اہل وعیال کا بوجھ اٹھانا آپ کے دل کو پسند نہ آیا۔ اور تجرد کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور آخر کار قصبہ دیوے شریف کو، اپنے رشتے داروں کو چھوڑا اور لکھنؤ کو اپنے مبارک قدموں سے رونق بخشی۔ اور صفت علی کے مکان میں جو گولہ گنج میں رہتا تھا وہاں ٹھہرنا پسند فرمایا۔ پس چند دنوں کے بعد چند احباب کے اتفاق سے بیت اللہ شریف کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا۔ ہر روز حسب طبع اور ہمراہیوں کی رائے کے مطابق سفر طے کیا اور یہ اشعار انتہائی ذوق کے ساتھ پڑھتے تھے:۔

۱۔ کعبہ کی سرزمین کی خاک اکثیر سے بہتر ہے۔ کعبہ کی خاک عرش سے بہتر ہے۔

۲۔ اگر تو طاقت رکھتا ہے تو حرم شریف کی طرف روانہ ہو جا۔ تیرے ہر غم کا علاج خاک کعبہ میں ہے۔

۳۔ بے نوا، سم قاتل کھانے والے لوگوں کے لئے، بلاشک وشبہ خاک کعبہ مانند تریاق ہے۔

یہاں تک کہ خاص لاہور میں پہنچے۔ اور مسجد میں ٹھہرنا پسند کیا۔ چونکہ وہاں کے طریقہ سے کوئی ایک بھی واقف نہ تھا۔ سفر کے ساتھی مولوی احمد اللہ نے ظہر کی نماز

کے وقت بلند آواز سے اذان دی۔ جس کسی نے اذان کی آواز سنی اپنی جگہ سے دوڑا۔ اس طرح کہ ہر طرف قیامت کا شور برپا ہو گیا۔

ایک مقہور جماعت کے بلوہ

اور لاہور کے راجہ کا قابو میں آنے کا بیان

اسی وقت ایک جماعت بے دین لوگوں کی اکٹھی ہو کر آ گئی۔ اور مسجد والوں کا محاصرہ کر لیا۔ اہل مسجد بہت پریشان ہو گئے۔ اور اس کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر دیا۔ اور جہاد کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ اس دوران راجہ رنجیت سنگھ ایک ہاتھی پر سوار ہو کر آیا۔ اس مسجد کی دیوار کے قریب کھڑا ہو گیا اور آواز دی کہ اے مسلمانو! تم شاید مسافر ہو کہ یہاں کی رسوم و رواج کو نہیں جانتے ہو یا شرارت کے طور پر تم نے اذان دی ہے۔ اہل مسجد نے زبان معذرت کھولی اور سفر کرنے کی کیفیت بیان کی۔ راجہ مذکور نے اپنے نائب سلطنت کے بہکانے پر ان کے عذر کو نہ سنا۔ اور ان کی گرفتاری کا اشارہ کیا۔ اسی دوران آنجناب اپنی جگہ سے بجلی کی طرح اٹھے اور اس ہاتھی کے پاس پہنچ کر راجہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو گئے۔ آپ ایک چاقو کمر میں رکھتے تھے۔ آپ نے چاقو راجہ کے پہلو میں رکھا اور حکم دیا کہ ان کو چھوڑ دے۔ ورنہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو، تو اپنی جان سے ہاتھ دھو لے گا۔ کہتے ہیں:۔

(ترجمہ شعر) جب تو تمام حیلے کرنے سے معذور ہو جائے تو پھر ہاتھ میں تلوار اٹھانا جائز ہے۔

راجہ نے جب دیکھا کہ موت اس کی کمر پہ پہنچ گئی ہے۔ تو اپنی حفاظت کا سامان ایک

طرف رکھ دیا۔ یقینی طور پر بطور منت سماجت بلوائیوں کو جھڑکی دے کر روک دیا۔ اور تمام صورت کو بدل دیا۔ اور آپ سے عرض کرنے لگا کہ آپ کی اس مردانہ ہمت پر آفرین ہے۔ حق تو یہ ہے کہ ۔ (ترجمہ شعر)

آپ نے ایسا کام عین وقت پر کیا کہ نہ رستم دکھائی دیا نہ اسفندیار۔ سب بھاگ گئے۔

راجہ نے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تجھے کوئی تکلیف نہیں دوں گا اور نہ ہی تیرے ساتھیوں کو تکلیف دوں گا۔ اور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اگر آپ پسند کریں تو آپ کو اپنے تمام لشکریوں کا سردار بنا دوں۔ اور آپ کے ہمراہیوں کو بھی اعلیٰ مقام دوں۔ اور ایک لمحہ بھی آپ کو اپنے پاس سے جدا کرنا بہتر نہیں سمجھتا۔

آپ کے سحر انگیز کلمات

آنجناب نے فرمایا کہ (ترجمہ شعر) میں اتنا حسین جوان نہیں ہوں اور نہ ہی اتنا تجربہ کار آدمی ہوں۔ اور میں شہرت کی خواہش بھی نہیں رکھتا۔ آسمان اگر موقع دے تو کچھ دیر میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔

راجہ مذکورہ نے اس نوجوان کی بہار جوانی کو دیکھ کر اور آپ کی بات سن کر آنجناب کا عاشق ہو گیا۔ اور آپ کی محبت دل میں بٹھا لی۔ اس کے دل میں آپ کی محبت کا تیر لگ گیا۔ المختصر جس وقت جناب والا اس کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے متوجہ نہ ہوئے۔ اور اس وادی میں اپنا قدم نہ رکھا۔ تو چاروناچار راجہ مذکورہ نے آنجناب برگزیدۂ روزگار کو آپ نے ہمراہیوں کے ساتھ رخصت کی اجازت دے دی اور آپ کی قدر و منزلت کے مطابق آپ کی دعوت کی۔

(ترجمہ شعر) یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دوست رکھے اور تجھے دشمن کے حوالے کرے۔

آنجناب اپنے تمام احباب کے ساتھ وہاں سے الوداع ہوئے اور بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ذوالحجہ کے آخر تک اسی مقام پہ قیام فرمایا۔ اور حج کی سعادت حاصل کی۔ کہنا چاہئے کہ سعادتِ ابدی آپ نے حاصل کی۔

(ترجمہ) اشعار

۱۔ کیا ہی اس کی بلند قسمت ہے کہ جو پاکیزہ گھر کی زیارت کرنے والا ہے۔

۲۔ اگر کوئی شخص زندگی میں وہاں پہنچ جائے تو اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے۔

۳۔ زیارت کرنے والوں کا درجہ تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔ وہ عرش و کرسی سے بلند مرتبہ ہے۔

۴۔ کعبہ کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر فرمایا ہے تو اس جگہ سے بہتر کیسے کوئی اور جگہ ہو سکتی ہے۔

۵۔ اے خدا بخش اگر اللہ چاہے تو، تو اللہ کے گھر کا راہی بن جائے۔

۶۔ اے اچھی قسمت والے ساقی جلدی آجا۔ کہ میں تیری جدائی کی وجہ سے نا کام و نامراد ہوں۔

۷۔ مجھے شرابِ طہور لگا تار دے کہ دور کا راستہ مجھ پہ آسان ہو جائے۔

جناب والا کا ملک روم میں پہنچنے کا بیان

اور وہاں کے بادشاہ سے ملاقات کا بیان

جب روم کے حاجیوں کا قافلہ حج کے طواف وداع سے فارغ ہوا اور اپنے وطن واپس جانے کا ارادہ کیا تو آنجناب ان کے وطن ملکِ روم کی سیاحت کے لئے اس قافلہ کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ شہر میں پہنچے۔ اور دربان عبداللہ حاجب کے گھر قیام فرمایا۔

(ترجمہ شعر) وہ شہر اپنی خوبیوں اور صفات میں بہشت کی طرح تھا اور جنت کے باغ کی طرح خوبصورت تھا۔

وہ بطریق احسن آپ کی مہمان نوازی میں مشغول ہو گیا۔ اور آپ کی دلجوئی کے لئے روزانہ وہ کچھ نہ کچھ اہتمام کرتا۔ ان کے ہاں ٹھہرنا آخرکار ان پر اثر انداز ہوا۔ اور وہ سب آپ کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔ ایک روز صاحب خانہ نے حضرت سے عرض کی کہ آپ کے روشن ضمیر پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ مکمل طور پر اس گھر کی رہائش ٹھیک نہیں۔ یہ تمام مکانات بادشاہ کی ملکیت ہیں اور میں بادشاہ کا دربان ہوں۔ اس مکان کا تہ خانہ باغ شاہی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ جو عمارت کی خوبی اور لطافت اور نظاروں کی وجہ سے سب پر فوقیت رکھتا تھا۔ جس دن آپ کا دل اس باغ کی سیر کو پسند کرے تو میں اس کے دروازے کھول دوں گا۔ اور جناب کو باغ میں لے جاؤں گا۔ چنانچہ ایک دن جناب نے سیر کا ارادہ ظاہر کیا تو اس نے باغ کا دروازہ کھولا اور آپ کو وہاں لے گیا۔ اور حق بات تو یہ ہے کہ آنجناب کی آمد سے باغ کی رونق اور بڑھ گئی۔

(ترجمہ شعر) جب اس حسین پھولوں جیسے چہرے اور گلگوں قبا کو دیکھا تو باغ نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔

کیا ہی عمدہ باغ ہے کہ جو جنت بریں کے لئے باعث رشک ہے۔ اور کیا ہی خوبصورتی سے اسے سجایا گیا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ ایک طرف گل ریحان پھولی ہوئی تھی اور دوسری طرف درخت سر کشیدہ کھڑے تھے۔

۲۔ سرو کے پاؤں میں سنبل کا پھول پڑا ہوا تھا اور بنفشہ نے سوسن کے سامنے اپنا سر رکھا ہوا تھا۔

(ترجمہ) رباعی

۱۔ درخت خوب گھنے تھے اور ان کے سر باہم دگر ملے ہوئے تھے۔ اس کے سایے طوبیٰ سے زیادہ دلچسپ تھے۔

۲۔ ان پر نادر و نایاب پھل جلوہ گر تھے۔ گویا کہ شمس و قمر دونوں اکھٹے نکلے ہوئے ہیں۔ یعنی آنجناب اور باغ دونوں یکجا تھے۔ آنجناب جب اس باغ کے اندر آئے تو یہ شعر آپ کی زبان پر تھا:۔

(ترجمہ شعر) پھول اور تازہ سبزہ اور آب رواں۔ اللہ تعالیٰ چشم بد دور رکھے اس باغ سے۔ دیکھنے والا بے ساختہ کہے گا کہ یہ دوسری بہشت ہے۔

آنجناب نے اس بہشت کو بہت پسند کیا۔ اور اس کے حسن ترکیب پر بے حد کلمات آفرین و تحسین کہے۔ آپ کسی دوسرے کو تکلیف دیئے بغیر اس باغ میں پھرنے

لگے۔ اور اس کے پھولوں کی نزاکت و لطافت کا نظارہ کرنے لگے۔ یوں اس باغ کے لئے رحمت و برکت کا سبب بنے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جب اس سلطان عالی مقام نے غیروں کی صحبت سے اس مقام کو خالی پایا،

۲۔ اور جب آپ نے وہاں راحت و آرام پایا تو دیگر تمام نظاروں کو بھلا دیا۔

۳۔ الغرض ہر لحاظ سے آپ کی طبیعت خوش ہوئی۔ اور آپ نے خوبصورت ترو تازہ پھولوں کی خوشبو سونگھی۔

اچانک روم کا بادشاہ کہ جس کا نام عبدالمجید خان تھا وہ سیر و تفریح کے لئے وہاں پہنچا۔ اور اس کی نگاہ آنجناب پر پڑی۔ تو وہ ایسی حالت میں مبتلا ہو گیا کہ بقول کسی زیرک کے:۔

(ترجمہ شعر) جب نگاہ ان پر پڑی تو دل سے آواز آئی کہ تیر نظر کہاں سے نکلا اور کہاں جا لگا۔

بادشاہ آپ کو دیکھ کر پہلے تو حیران ہوا۔ پھر اس کے بعد آپ کا حال دریافت کیا اور کہا:۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے اس باغ میں نو وارد تو کون ہے؟ اے آیت نور یہاں کیسے آیا ہے؟

۲۔ اے سرو قامت تو کون ہے؟ اے مسیحائے زماں تو کس کے علاج کے لئے آیا ہے؟

اس طرح کی باتیں کیں اور معانقہ کے لئے آنجناب کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ آنجناب نے اپنا دہن مبارک کھولا اور فرمایا:۔

۱۔ ہم تو اس کوہستانِ عالم میں ایک خشک تنکے کی مانند ہیں۔

۲۔ ہوا کبھی ہمیں سیدھا اور کبھی دائیں بائیں اڑا کے لے جاتی ہے۔

الغرض بادشاہ نے آنجناب کا ہاتھ پکڑا اور آپ کو شاہی دربار میں لے گیا۔ اور آپ کی بے پناہ عزت وتکریم کی اور آنجناب کی مہمان نوازی کی۔

رباعی

۱۔ عشاق کے جسم سے سارنگی کی طرح آواز آتی ہے۔ جبکہ بادشاہ ایک فقیر کے قدم بوسی کے لئے آتا ہے۔

۲۔ اگر عاشقوں کے ذوق کے دسترخوان پر مکھی کی جگہ ہما آجائے تو تعجب نہ کر۔

جب ایک ہفتہ کا وقت ایک ہی جگہ گزر گیا۔ تو عقیدت کا شعلہ اس طرح بادشاہ کے دل میں مشتعل ہوا کہ آخرکار بادشاہ بھی اپنے تمام درباریوں کے ساتھ آپ کے مریدوں میں شامل ہو گیا۔ اور آپ کی اطاعت محکم کے لئے سر تسلیم خم کر دیا۔ جس دن بادشاہ نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ تو تمیں افراد نے آنجناب کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ پھر اس کے بعد ہر دن شہری اور فوجی جوق در جوق بیعت سے مشرف ہوتے رہے۔ ایک دن بادشاہ نے جناب والا سے پوچھا کہ آنجناب اس شہر میں کس وجہ سے تشریف لائے اور اس باغ کی شان دوبالا کرنے کا سبب کیا ہے۔ آنجناب نے حقیقت حال بیان فرمائی اور اسرار سے پردہ کشائی فرمائی کہ سیر وسیاحت کے شوق کی ہوا نے یہاں پہنچا دیا۔ اور عبداللہ حاجب نے اس باغ میں لگایا۔ اور میرے دل کی کلی کو پھول کی طرح کھول دیا۔

رباعی

۱۔ میرے دل کو اس کے تیر نے نشانہ بنالیا۔ اور میں رسوائی کے ساتھ ہر جگہ افسانہ بن گیا۔

۲۔ میں اس بے نشان کا نشان نہیں پاتا ہوں۔ بادصبا کی طرح ہر طرف پھرتا ہوں۔

بادشاہ نے جمال دلآراء کو دیکھا اور آپ کی بات کو بغور سنا اور اپنی غفلت پر زار زار رویا۔ اس کے بعد عبداللہ مذکور کو طلب کیا اور اسے شاہی خلعت اور کثیر انعام سے نوازا اور کہا: (ترجمہ اشعار)

۱۔ اللہ تمہیں جزائے خیر دے کہ تو نے کیا ہی اچھا کام کیا ہے۔ اللہ تجھے معاف کرے کہ تو نے کیا ہی اچھا کام کیا ہے۔

۲۔ کہ تو نے خضر کو اس وادی میں پہنچایا ہے۔ اور مجھ کو غفلت کی تاریکی سے رہائی دلائی۔

۳۔ تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں بادشاہ وقت ہوں لیکن درحقیقت ہم عمدہ اہتمام کی وجہ سے کامران ہوئے۔

الغرض بہترین اتفاقیہ تدابیر کی وجہ سے عبداللہ مذکور اور اس کے اہل و عیال نے کثیر نعمتیں پائیں۔ ایک دن آنجناب نے بادشاہ سے رخصت چاہی۔ اور آسمان کی دہلیز بیت اللہ شریف کی سلامی کا ارادہ کیا۔ اگرچہ بادشاہ اپنے مرشد کی جدائی اچھا نہیں سمجھتا تھا لیکن آنجناب کی مرضی کے خلاف بھی نہیں کرسکتا تھا۔ لہٰذا اس نے کہا

(ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر میں کہوں کہ چلے جاؤ تو یہ کہنا میرے لئے مشکل ہے۔ اور اگر میں

کہوں کہ نہ جاؤ تو حکم عدولی و ناراضگی کا ڈر ہے۔

۲۔ آپ کا حکم ماننا ضروری ہے اور خلاف رائے ادب سے دوری ہے۔

جس وقت جناب والا اس بادشاہ سے الوداع ہوئے تو آپ نے کچھ ہدایات فرمائیں۔

سلطان روم کو ہدایات

(ترجمہ اشعار)

۱۔ پرہیزگاری اور ترک دنیا کی کوشش کر اور سچائی اور صفائی کو اپنا۔ اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو یہ حضور سرور کائنات ﷺ سے بغاوت ہوگی۔

۲۔ آزاد اور اچھے لوگوں کا راستہ اختیار کر۔ جب تو کھڑا ہے تو گرے ہوئے کا ہاتھ پکڑ۔ یعنی مظلوم کی مدد کر۔ تجھے اسی لئے بادشاہ بنایا گیا ہے۔

۳۔ اس تخت پر تو اس لئے آیا ہے کہ تو مظلوم لوگوں کا مددگار بنے۔

۴۔ اگر تو چاہتا ہے کہ آسمان سے تجھ پر رحمت ہو۔ تو مخلوق کی ہمدردی اور دلداری کے لئے انتہائی کوشش کر۔

۵۔ اگر تو اپنے لئے آرام چاہے گا تو ہر لحہ تجھ پر غیب سے مصیبتیں آنے کا خطرہ ہے۔

۶۔ دنیا کو انصاف سے آباد رکھ۔ اپنے دوستوں کو اپنی طرف سے خوش رکھ۔

۷۔ اگر کوئی شخص لوگوں پر ظلم کرے۔ تو ایسے فرد کو کسی کام پر نہ لگا اسے کوئی ذمہ داری نہ سونپ۔

سلطان نے آنجناب کے ارشادات کو بہت پسند کیا۔ اور اس پر عمل کرنے

کے لئے دلی طور پر سرگرم ہوگیا۔

ہاں سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا کہ

نصیحت کر جو غرض سے خالی ہوتی ہے۔ وہ ایک تلخ دوا کی طرح ہے جو بیماری کو دور کرنے والی ہے۔

الغرض آنجناب کے تشریف لے جانے کے بعد سلطان نے وزیروں سے کہا کہ آنجناب کی ہدایات کے مطابق عمل کرنا چاہئے کیونکہ دنوں کے گھوڑے کی باگ اس بلند مقام جماعت (اولیاء) کے قبضے میں ہے۔ اور سلطان تو محض برائے نام ہے۔

۱۔ درویش کو قناعت کا خزانہ عطا کیا گیا ہے۔ (درویش شہرت رکھتا ہے اور بادشاہ ایک عام شے ہے) نام اس کا درویش ہے لیکن وہ ہوتا سلطانِ وقت ہے۔

۲۔ بادشاہ کی طاقت نہیں ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکے۔ لیکن درویش کو دیکھو کہ وہ کہاں سے کہاں تک پرواز کرتا ہے۔

قصہ مختصر کہ آنجناب بیت اللہ شریف میں پہنچے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور مدینہ شریف کی طرف رختِ سفر باندھا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے ساقی! آجا ہمارے خانۂ تنہائی میں آجا۔ جو ہمارے محبوب سے منور ہو گیا ہے۔ اس گھر میں آجا۔

۲۔ غیروں کی نگاہ سے چھپا کر ایک پیالہ پلا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اِس حسین خواب سے آنکھ کھل جائے۔

پندرہواں تحفہ:

آنجناب کا ایک مجذوب کی خدمت میں پہنچنا

جب آنجناب نے بیت اللہ شریف سے روانگی اختیار کی۔ اور مدینہ منورہ حاضری کی سعادت کی آرزو سے روانہ ہوئے۔ تو سرزمین حرمین شریفین کے درمیان ایک مسجد دیکھی جو بہت بلند تھی۔ آپ نے چاہا کہ اس مسجد کے اندر تشریف لے جائیں۔ تھوڑا سا وقت آرام فرمائیں۔ چنانچہ جس وقت اس کے دروازے پر پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک درویش آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ آنجناب اس کی خدمت میں جلدی سے گئے۔ وہ معرفت کی وادی کا خضر تھا۔ اس نے شکایت کے لئے اپنے لب کھولے کہ جناب خادم علی شاہ نور اللہ مرقدہ ہر روز آتے ہیں اور ہدایت کے طور پر مجھے تاکیداً فرماتے ہیں۔ پاس آ اے بابا کی جان، آپ کے تشریف لانے کے انتظار میں کافی عرصہ ہوگیا ہے اور آپ کے انتظار میں مجھ پر کیا کیا مصیبتیں آئیں۔

۱۔ آپ کے انتظار نے نشتر کا کام کیا، افسوس ہے، بلکہ بستر پر کانٹے کا کام کیا ہے، افسوس ہے۔

۲۔ انتظار کرنے والا ہر لمحہ انتظار میں مبتلا ہوتا ہے اور سانس دل میں خنجر کا کام کرتی ہے، افسوس ہے۔

الغرض وہی بادشاہ کہ جو آپ کی مبارک ملاقات کا قیدی تھا۔ اس نے مسجد کے فرش پر آنجناب کے زانوئے مبارک پر اپنا سر رکھا اور ساتھ ہی اس جہان فانی سے گذر گئے۔ اور خلد بریں میں پہنچ گئے۔ پس آپ نے اپنے آپ کو اپنی حالت میں نہ پایا۔ پھر ایک لمحہ کے بعد آنجناب ایک حال سے دوسرے حال کی طرف لوٹے۔

غزل

۱۔ آپ کو اپنے آپ کی کوئی خبر نہ رہی اور مدہوش ہو گئے کہ یارب یہ کیا نغمہ سنائی دیا۔

۲۔ جب آپ کے دل میں کشش منیب نے جوش دیا تو ان کی نعش کے ساتھ ہم آغوش تھے۔

۳۔ اس کے خراب حال پر نظر کی۔ فرشتوں نے کہا کہ پریشان نہ ہو۔

۴۔ یہ مجذوب کے جذب کا طریق ہے۔ اس نے اپنا بوجھ اتار دیا ہے اور اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا ہے۔

۵۔ یہ بوجھ جب اس کی گردن پر پڑا تو اس نے ایسا کیا جیسا تو نے دیکھا۔

رباعی

۱۔ محبوب جس وقت عشق اختیار کرنے والوں کی طرف رغبت کرتا ہے۔ تو عاشق دل شکستہ فوراً جان دے دیتا ہے۔

۲۔ معشوقوں کی کشش عاشقوں کو مست اور بے جان کر دیتی ہے۔ سیلاب جب طغیانی پہ آتا ہے تو وہ طوفان بن جاتا ہے۔

اس اتفاق کی کیفیت یوں ہے کہ وہاں کے باشندوں میں سے ایک شخص وہاں آیا۔ اس نے اس حال کو حیرت سے دیکھا۔ فوراً شہر کی جانب لوٹا اور یہ واقعہ وہاں کے حاکم کے گوش گزار کیا۔ وہ رئیس جو سچائی کے زیور سے آراستہ تھا۔ اس نے جلدی سے اپنے شہریوں کو آگاہ کیا اور تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ اور خود وہ فوراً اس مسجد میں

کاٹا۔ اور ان شہریوں کے اتفاق سے اس درویش کو دفن کیا۔ جونہی وہ اس کام سے فارغ ہوئے۔ تو انتہائی عزت واحترام کے ساتھ آنجناب کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور تشریف آوری اور رونق افروزی کے لئے انتہائی ادب کے ساتھ اپنے ہاں مدعو کیا۔ لیکن آنجناب نے خودداری کی وجہ سے اس سے کنارہ کشی اختیار فرمائی۔ آپ اس بیخودی کی شراب کے نشے میں اس قدر مست تھے کہ اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اور جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے اس حال کے بارے میں کوئی وضاحت اور تشریح نہیں کی جاسکتی۔

(ترجمہ شعر) ایسا جنگل جو بہت وسیع اور پر خوف تھا۔ اس میں ہر قدم پر سینکڑوں قسم کی بلائیں تھیں۔

المختصر آنجناب اس جنگل میں قیام فرما ہوئے۔ اور یہ شعر پڑھتے تھے:۔

(ترجمہ شعر) مسلمانوں اور آتش پرستوں کے شور سے تو نے فارغ کر دیا۔ اے جنوں میں تیرے اردگرد چکر لگاتا ہوں کہ تو نے مجھ پر کیسا احسان کیا کہ میں اپنے آپ کو ہی بھول گیا ہوں۔

حق یہ ہے کہ جنون کے جنگل کو طے کرنے والوں کو شہروں اور بازاروں سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہوتا اور تکلیف برداشت کرنے والوں کو دشت غربت کے کانٹوں کی چبھن باغ کے پھولوں سے زیادہ بھلی لگتی ہے۔

(ترجمہ شعر) عاشقوں کا مقام جنگل ہے۔ شاخ نخل عاشقوں کے لئے بام کی حیثیت رکھتی ہے۔

آنجناب سلوک کے طریق پر دن عبادت میں گزارتے اور رات ریاضت

میں بسر فرماتے۔ قدم اطاعت کے مصلے پر رکھتے تھے۔ اور اس قدر جذب کی شراب میں مست و سرشار ہوگئے کہ عقل کے اختیار کے حلقے سے باہر نکل گئے۔

(ترجمہ شعر) جس جگہ عشق جنگ کرتا ہے وہاں سے عقل کا لشکر بھاگ جاتا ہے۔

آنجناب چند سال اپنے حال سے بے گانہ ہو کر بے خودی کے عالم میں ڈوب گئے۔ اور بے خودی کے مدرسہ میں مدہوشی کا درس پڑھتے رہے۔ مؤلف کی غزل ہے:۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جس جسم کو عشق نے وطن بنالیا ہو۔ وہاں سے جان پرواز کر جاتی ہے۔ وہ گھر مہمان کے حوالے کر کے میزبان ہوجاتا ہے۔

۲۔ جس کسی نے کمان جیسے ابرو کو دیکھا۔ اسے پوشیدہ تیر لگا اور اس کے منہ سے چیخ نکلی۔

۳۔ جب عطار نے اپنی قمیض کو تار تار کر دیا۔ تو وہ عشق کی کان میں گر پڑا اور دکان سے اٹھ گیا۔

۴۔ عشق کے جوش میں جب منصور نے سولی پر سر چڑھایا۔ دوست کی قید سے طعنہ زن دشمنوں کی قید میں چلا گیا۔

۵۔ خدا کے عشق میں کربلا میں شہید ہونے والے اپنی جان سے گذر گئے اور اپنے گھروں کو چھوڑ دیا۔

۶۔ جو شخص عشق نہیں رکھتا وہ حرص و ہوس کا قیدی ہوتا ہے۔ جب لکڑی جل گئی اور آگ بن گئی تو دھواں اٹھا۔

۷۔ شہید نے دین و دنیا سے ہاتھ جھاڑ دیئے۔ اس دنیا کی قید سے وہ گزر گیا اور

آخرت کے جال میں پھنس گیا۔

آنجناب کے بیرالالم میں پہنچنے اور بنی جان سے ملاقات کا بیان

آنجناب کچھ دن اس جنگل بیابان میں پھرتے رہے۔ المختصر جب جذب و مستی کا زور کچھ کم ہوا تو آپ دوسری طرف متوجہ ہوئے اور ملکِ شام کی سیاحت کی خواہش آپ کے خیال میں پختہ ہوگئی۔ آخر کار آپ اس ملک میں گئے۔ ایک دن ایک شخص نے بر سبیل تذکرہ بیان کیا کہ اس کے نزدیک ہی بیرالالم کے نام کی ایک جگہ ہے کہ جس جگہ مولا علی کے سوا اہل اسلام میں سے آج تک کوئی نہیں پہنچا۔ اور کسی نے وہ کنواں نہیں دیکھا۔ جو شخص وہاں گیا واپس نہیں آیا۔ ہر دیکھنے والے، بیان کرنے والے نے اس کے بیان میں قدرے مبالغہ کیا۔ جناب والا کے دل میں اس مقام کی سیر کا خیال اُبھرا۔ جو کہ زمانے کے عجائبات میں تصور کی جاتی تھی۔ اور دل میں سوچا کہ اس کو بھی دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ اس کی تمنا میں ہر طرف پھرے۔ پھر اچانک آپ کی دلی خواہش آپ کو وہاں تک لے گئی:۔ (ترجمہ اشعار)

۱ جہاں وہ کنواں ہے جو حوض کوثر کے پانی والا ہے۔ کہ سورج بھی ہر لحہ اس کا پانی پینے کا خواہشمند ہے۔

۲ وہ آسمان پر گردش میں تھا کہ اس نے اچانک دیکھا کہ آسمان بھی اس کنوئیں کے گرد شوق آب نوشی میں اس کا چکر لگا رہا ہے۔

اچانک آنجناب اس کنوئیں پر آئے اور انتہائی شوق کے ساتھ نیچے اترے۔

جب آپ پانی کے نزدیک پہنچے تو آپ نے وہاں ایک جانب ایک چھوٹا سا دریچہ دیکھا۔ جب آپ اس سے گزر گئے تو اس کے اندر دیکھنے میں محو ہوئے تو آپ نے اس میں ایک آباد شہر دیکھا۔ وہاں کے رہنے والے انتہائی خوشحال دیکھے۔ لیکن وہ جتنے لوگ وہاں ٹھہرے ہوئے تھے وہ انسانوں میں سے نہ تھے۔ بلکہ وحشی لوگ تھے۔ ان میں سے کچھ نے جب آپ کو وہاں دیکھا تو وہ حیران ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے تشریف لانے کا ذکر ان کے بادشاہ شاہ عبدالرحمان کے پاس پہنچا جو جنات کا بادشاہ تھا۔ وہ ورطۂ حیرت میں آ گیا۔ اس حال کے معلوم ہونے کی وجہ سے فوراً اپنے عبداللہ نامی بھائی کو اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ جیسے ہی وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہ پھول کی طرح کھل اُٹھا۔ اس نے ایک بار عب حسن و جمال والے شیخ کی صورت دیکھی۔ واقعتاً نبی پاکؐ کی آلؑ کی شان آپ کی پیشانی سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اور حیدر کرارؑ کی شوکت آپ کے چہرۂ انور سے دکھائی دے رہی تھی۔ جو حور کے لئے بھی باعث رشک تھی۔ وہ حور کہ جو از سر تا بقدم سراپا نور ہے۔

(ترجمہ شعر) اس نے ایک ایسا حسن و جمال والا چہرہ دیکھا جو مکمل طور پر بے مثل اور کمال تھا۔ وہ چودھویں رات کے چاند کے سامنے پہلی رات کے چاند کی مانند تھا۔

اسلام کے طریقہ کے مطابق اس نے سلام کیا اور اپنی پیشانی آپ کے مبارک پاؤں پر رکھی۔

(ترجمہ شعر) کہا کہ اے میرے قبلۂ دین و ایمان آپ کا آنا مبارک ہو یہ آپ کا کرم ہے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔

آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ اس شہر کے دیکھنے کے سوا میرا یہاں آنے کا کوئی مقصود نہیں

عبداللہ مذکور نے دیکھنے اور سمجھنے کے مطابق آپ کا نام ونسب پوچھا۔ اور بادشاہ مظہر حقائق سے بیان کیا کہ ایک حسین وجمیل نوجوان بہترین عادتوں والا، کے خصائل والا، حوروں جیسے چہرے والا، مظہر انوارِ خداوندی، آلِ نبیؑ، اولاد اس جگہ جلوہ فرما ہوا ہے۔ اور ظاہری طور پر صرف اس شہر کی سیر کے لئے تشریف فرما ہے۔ ان کا آپ کے دربار میں آنا صرف اور صرف اس جن وبشر کے بادشاہ کی کرامت ہے کسی اور کی مدد اور یاوری اس میں شامل نہیں۔ جونہی یہ حال جنوں کے نے سنا تو اس کے وجود پر کپکپی طاری ہوگئی۔ ایک ڈر اس کے دل میں پیدا ہوا اور آنجناب کی جانب دوڑا۔

) جب دور سے اس جنوں کے بادشاہ نے آپ کو دیکھا تو اس نے آپ کی کے لئے اپنی زبان کھولی۔

آنجناب کے قریب پہنچا تو اس نے یہ اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے:۔

غزل

آپ مولا علیؑ کے باغ کے پھول کی خوشبو ہیں۔ مشرق کے صاف آئینے کے آپ کا چہرۂ انور باعث رشک ہے۔

نورِ جمالِ آنجناب مکمل طور پر آپ کے رخِ انور پر جلوہ گر ہے۔ اور آپ کی پاکؑ کے خلق کے دفتر کا ایک باب ہے۔

مولا علیؑ کے خاندان کے ساتھ آپ نسبت رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ مولا علیؑ کا نسب بھی رکھتے ہیں۔

۴۔ آپ کا دست مبارک جس سر پر سایہ کرتا ہے تو اس کی قسمت سکندر بادشاہ کے بخت جیسی ہو جاتی ہے۔

۵۔ ہمیشہ ہدایت کا پیالہ آپ کے ہاتھ میں رہے جب تک نیلگوں آسمان گردش میں ہے۔

پھر اس کے بعد جناب والا کو انتہائی عزت اور احترام کے ساتھ اپنے خاص مقام میں اپنے ساتھ قیام کرنے کے لئے لے گئے۔ اور بہت ہی خاطر تواضع، مہمان نوازی کی۔ اور آپ کا بے حد شکریہ ادا کیا۔ قصہ مختصر دو ہفتہ تک آنجناب کو اپنے آپ سے جدا نہ کیا۔ چار روز تک آپ کی اطاعت میں وہ مشغول رہے۔ اس سے زیادہ یہ کمترین کیا حالات بیان کر سکتا ہے۔ آنجناب سے بیعت اختیار کرنا اور آپ کو بیت اللہ شریف میں پہنچانے کے حالات کو تفصیل سے میں بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آنجناب اپنے اکثر رازوں کو ظاہر نہ کرنے کا سختی سے حکم فرماتے کہ ان باتوں کو میری اجازت کے بغیر کسی کے سامنے ظاہر نہ کرو۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اے دل جو شخص روشن دل رکھتا ہے۔ وہ اپنے رازوں کو کہنے کے مقابلہ میں پوشیدہ رکھنا بہتر سمجھتا ہے۔

۲۔ تو نے نہیں سنا کہ راز تنگ دل کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے۔ جیسے پتھر کے دل میں موتی پوشیدہ ہوتا ہے۔

المختصر ایک رات وہ بادشاہ آنجناب کو طواف حج کے لئے الوداع کرنے پر راضی ہو گیا۔ آنجناب نے سحری کے وقت جب ایک لمبی چادر اپنے چہرۂ انور پر کر لی تو بیت اللہ شریف کے اندر اپنے آپ کو پایا۔ طواف سے فراغت کے بعد آنجناب

شاہ جنات کوالوداع کیا۔ اور ہاتھ دعا کے لئے اور زبان ان کی ہدایت کے لئے کھولی۔

(ترجمہ شعر) اگر تو بزرگی چاہتا ہے تو ہمت اور کوشش کر۔

علاوہ ازیں ارشاد فرمایا کہ چونکہ جنات کی اکثر قومیں دین اسلام سے [illegible] نہیں ہیں۔ ان سے احتراز کرنا چاہئے۔ مگر اتنا غصہ اور ناجائز سلوک نہیں کرنا [illegible] کہ جس کی وجہ سے آپس میں خرابی واقع ہو۔ اور جنگ، جھگڑا اور فساد کا دروازہ کھل جائے۔ اور نہ اتنا رحم کرنا چاہئے کہ کفر اسلام پر غالب آجائے اور اہل اسلام کے [illegible] جنگ اور برائی واقع ہوجائے۔ جیسا کہ عقلمندوں کا کہنا ہے:۔ (ترجمہ اشعار)

جنگ اور صلح بے موقع کام نہیں آتیں۔ پھول کی جگہ پھول اور کانٹے کی جگہ
[illegible]۔

یاد رکھ کہ صاحب قران سکندر (ذوالقرنین) باطنی طور پر صلح رکھتا تھا اور [illegible] جنگ کرتا تھا۔ یعنی وہ جنگ بھی صلح کی خاطر کرتا تھا۔

شاہ جنات نے یہ تمام ہدایات دلی طور پر قبول کیں اور رخصت ہوا۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور کبھی کبھی آپ کی قدم بوسی کا وعدہ وقت رخصت کیا۔ چنانچہ [illegible] وقت تک اس وعدہ پر قائم ہے۔ (ترجمہ اشعار)

آجا، اے ساقی! آجا۔ جو حور کے لئے باعث غیرت اور باعث رشک [illegible] ہے، چہرۂ انور کی وجہ سے سورج کا چراغ روشن ہے۔

ایسی شراب دے جو خورشید کی طرح روشن ہو۔ جمشید کے پیالے کو گردش
[illegible]

سولہواں تحفہ: آنجناب کے حلم وحیا کے بیان میں

آنجناب کا حلم وحیا اس قدر تھا کہ اگر آپ کے طالبوں اور مریدوں سے کوئی ایک بھی ایسی حرکت ہو جاتی کہ جو موقع کے مناسب نہ ہوتی تو جناب والا اس کی کچھ پرواہ نہ کرتے۔ اور اگر کسی آدمی نے آنجناب کے سامنے غلطی کا ارتکاب کیا تو وہ خود ہی نادم ہو کر آئندہ کے لئے آپ کے سامنے ایسی غلطی سے پرہیز کرتا۔ اور صدق دل سے توبہ کر کے صحیح طور پر باطن کی صفائی کے لئے اپنی زبان سے تائب ہو جاتا۔ یہ مؤلف ہی کے اشعار ہیں:۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ صاحب دل اپنے باطن کے زور سے کام کرتے ہیں۔ سینکڑوں سوئے ہوؤں کو اپنی نگاہ سے ہوشیار کر دیتے ہیں۔

۲۔ خنجر نہیں مارتے مگر جگر چاک کر دیتے ہیں۔ شکار نہیں کرتے مگر تھیلے میں شکار ڈال دیتے ہیں۔

آنجناب ہمیشہ تسلیم ورضا پر عمل کرتے۔ اور برے افعال حرص، طمع، کبر اور غضب، دنیاوی محبت وشہرت، جھوٹ، ریاکاری، کوئی ذکر وفکر رغبت اور رضا کے طور پر ہرگز نہ کرتے۔ اگر کوئی آدمی از خود پریشانی، بیکاری، تکلیف، بیماری یا عیال داری کی تکالیف بیان کرتا تو آپ کا پرنزاکت دل اس کی باتوں سے کڑھتا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر تو گل ریحان کے کئی گلدستے بلبل کے سامنے رکھے تو پھول کی بو کے سوا اس کا دل کسی اور چیز کو نہیں چاہتا ہے۔

۲۔ اس کے لئے خزاں ہی ہوتا ہے اگر چہ بہار کا موسم ہی ہو۔ جیسے سرو ہر وقت ایک جیسا ہی رہتا ہے۔

۳۔ وہ دونوں جہانوں کے فکروں سے آزاد ہوتے ہیں۔ یار کے وصل سے ان کا دل خوش ہوتا ہے۔

۴۔ آجا، اے ساقی! آجا۔ اے مجنوں کی جان آجا، کہ میں محبوب کے چہرے پر فریفتہ وعاشق ہوگیا ہوں۔

۵۔ مجھے جام دے تا کہ میں محبوب کی شکل وصورت کو دل سے دھو ڈالوں اور دونوں جہانوں سے کنارہ کش ہوجاؤں۔

سترھواں تحفہ: بائیس سال کی عمر میں مجاہدہ کا راستہ اختیار کرنے کے بیان میں

آنجناب مجاہدہ کی پابندی کی وجہ سے ہر قسم کے گوشت، دودھ، انڈے، لہسن، پیاز، حلتیت، مولی، پان وغیرہ سے پرہیز کرتے تھے اور حقہ پینے کی طرف بالکل رغبت نہیں کرتے۔ اور چارپائی اور تخت پر آرام نہ فرماتے۔ اور مزید احتیاط یہ کہ بول وبراز یا اشد ضرورت کے لئے بھی چوکی وغیرہ استعمال نہ فرماتے۔ کسی کے دل کا دکھانا اپنے جسم حتیٰ کہ بلا وجہ ریل کے علاوہ جانور پر بھی سواری نہ فرماتے۔ عطریات کو بہت پسند فرماتے۔ آپ کے موئے مبارک اور سر اقدس کو کبھی خشک نہ پایا گیا۔ آپ اکثر غسل فرماتے اور تہبند تبدیل فرماتے۔ طہارت کو کبھی نہ چھوڑتے۔ ہر لمحہ ستر سے پاؤں تک ڈھانپے رکھتے۔ الغرض نبی پاک ﷺ کے عمدہ طریقے یعنی سنت مطہرہ کو

اپنانے کے لئے دل سے کوشش وسعی فرماتے۔ بزرگوں کی حکایات اور قصے انتہائی رغبت کے ساتھ سنتے۔ مؤلف کے شعار:۔(ترجمہ)

۱۔ دوست کا ذکر دوست کی فکر اور دوست کا عشق، یہی زخمی دل عاشقوں کا کام ہے۔

۲۔ جو شخص محبوب کی زلف کا قیدی ہو گیا، تو ناصحوں کی نصیحت اور قید و بند اسے کوئی کام نہیں دیتی۔

۳۔ اگر کوئی شکاری کسی شکار کو جال میں پھنسا لے، تو اس کی قید سے شکار کیسے آزاد ہوسکتا ہے۔

۴۔ عام شخص تو عشق کی آگ پر سر رکھتا ہے، لیکن عشاق آگ کی چنگاری پر گر پڑتے ہیں۔

۵۔ عشق کو دیکھ کہ خواب میں یوسف زلیخا سے ہمکنار ہو گئے۔

۶۔ جب شکار کی ہوا سر میں سماتی ہے تو معشوق خود عاشق کو مل جاتا ہے۔

۷۔ وارث کے لئے یار کا وصل ممکن نہیں ہے تا کہ معشوق عاشق کو شکار کرے۔

جنابِ باری تعالیٰ عزاسمہ نے آپ کو گوشت کی لذات کے لئے تین طریقوں سے استعمال سے آپ کو بچا کر رکھا یعنی گوشت میں گوشت اور گوشت کے ساتھ گوشت اور گوشت پر گوشت اس کے باوجود ساری زندگی آپ نے جسمیہ طاقت کو محفوظ رکھا۔ اور ہمیشہ صراط مستقیم پر ریاضت، قناعت، صبر و حلم، زہد و ورع، تسلیم و رضا، توکل، شکر میں اپنے آپ کو مضبوط اور مستحکم بنایا۔ اور پچاس سال کی عمر تک جسمانی بیماریوں کے لاحق ہونے کی وجہ سے جسمانی کمزوری نے راہ نہ پائی۔ آنجناب نے

انتہائی خوشی کے ساتھ بڑے اصرار کے بعد کامل اعتقاد والے مریدوں کی جماعت کو گوشت کھانے کی اجازت عطا فرمائی۔ اگر کوئی شخص آپ کی دعوت کرتا تو وہ ہر قسم کے گوشت کو اپنے دسترخوان کی زینت بناتا۔ آنجناب دعوت قبول فرماتے اور شامل ہوتے اور میزبان کے پاس خاطر کے لئے اس کے شوربا میں ہاتھ رکھ لیتے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ وہ دل کی پریشانی غم اور ملال کو پسند نہیں کرتا ہے۔

۲۔ توبہ کے ذریعہ سے حق تعالیٰ سے معافی مل سکتی ہے لیکن ٹوٹے ہوئے دل کو دوبارہ نہیں جوڑا جاسکتا۔

آنجناب کی عادات مبارکہ کا مختصر سا بیان

آنجناب ہروقت نگاہ اپنے قدم پر رکھتے یعنی نیچی رکھتے تھے اور محفل میں بھی تنہا ہوتے۔ یعنی یادِ اللہ میں محو محفل کی گھما گھمی سے کنارہ کش رہتے۔ سفر وطن کی طرف، یعنی اکثر اوقات ایک رات کے سوا کہیں قیام نہیں کرتے۔ اور حقیقی اُخروی وطن کی طرف گامزن رہتے۔ حضور کی میلاد شریف کی محفل میں انتہائی رغبت کے ساتھ شریک ہوتے۔ قیام کے وقت ہمیشہ سب پر سبقت کرتے۔ جلسہ کے اختتام تک مؤدبانہ انداز سے بیٹھتے۔ اور زیادہ تر پنج آیاتِ مقدسہ پسندیدہ قرات کے ساتھ پڑھتے۔ نبی کریم ﷺ کے فضائل بہترین علماء سے دل و جان سے سنتے۔ محرم کی پہلی تاریخ سے راگ اور سرود سے اجتناب فرماتے۔ اور نویں رات سے دسویں کی شام تک کوئی چیز نہ

کھاتے۔ درود شریف پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں خوب کوشش فرماتے۔ عشرہ محرم گزرنے کے بعد اگر آنجناب کی رہائش گاہ پر مشہور و معروف گروہوں میں سے کوئی ایک گروہ انتہائی خوشی سے حاضری دیتا تو اجازت دے دیتے، محض سلامی کرنے کی بناء پر، نہ خواہش کرتے نہ منع فرماتے۔ وہ کاروباری لوگ اور بازی گر آپ کو خوش کرنے کے لئے اپنے کھیل تماشے اور کرتب دکھاتے۔ اسے وہ اپنے لئے مفید اور بہتر خیال کرتے۔ مگر کسی کو کبھی بھی یہ واقفیت نہ ہو سکی کہ آپ کو ان کا کون سا کرتب پسند آیا اور نہ کسی کے گیت پر کان رکھتے اور نہ کسی کی آواز سے مست ہوتے۔ رباعی از مصنف (ترجمہ اشعار)

۱۔ عاشق خانقاہ یا مندر سے کوئی غرض نہیں رکھتا، وہ قبلہ کی طرح کسی غیر کی طرف توجہ نہیں رکھتا۔

۲۔ جب تک پھول باغ میں جلوہ گر نہیں ہوتا، بلبل باغ کی طرف سیر کرنے کی خواہش نہیں رکھتی۔

اٹھارہواں تحفہ: آنجناب کی صاف گوئی
اور کرشمۂ عشق کا تھوڑا سا بیان

آنجناب بغیر سچائی کے کوئی بات نہ کرتے اور جھوٹوں کی باتوں کو خاطر میں نہ لاتے۔ فضول باتوں سے نفرت کرتے۔ ایسی بات کہ جو کسی پر بوجھ بنے وہ زبان پر ہرگز نہ لاتے تھے۔ ایسے معاملے میں کہ جو شہرت کا سبب بنتا اور جس میں ذاتی فائدہ ہوتا ہرگز اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ تعریفی کلمات اپنے حق میں پسند نہ فرماتے۔

کوئی تلخ یا ناپسندیدہ بات لب پہ کبھی نہ لاتے۔ کسی کا عیب تلاش نہ کرتے۔ کسی کو بات کرنے سے نہ روکتے۔ سننے والوں کو دل نشین کلمات کے ساتھ اس طرح فریفتہ فرماتے کہ اس کا لطف ان کے دل سے نہ جاتا۔ مثال کے طور پر کہانی بیان کی جاتی ہے۔ ایک دن امین آباد کے مقام پر، جو لکھنؤ کا محلّہ ہے، ایک شخص نے آنجناب سے عرض کی کہ میں نے تمام عمر لغویات میں ضائع کر دی ہے۔ اور جوانی کے دنوں کو ناجائز کاموں کے کرنے میں ضائع کر دیا ہے۔ اب گزشتہ زندگی پر افسوس کرتا ہوں اور ندامت کے آنسو روتا ہوں۔ اور حسرت کے آنسو بہاتا ہوں۔

غزل

۱۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ زندگی محرومی کی نیند میں گزر گئی۔ زندگی پریشان خوابوں میں گزر گئی۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔

۲۔ آپ کے رخِ انور کا مصحف جب نظر آیا۔ تو دل زلف کی پیچیدگی میں الجھ گیا افسوس ہے۔

۳۔ اس شوخ نے قتل کر دیا لیکن قتل ہونے والے کو نہ دیکھا۔ شائق قتل ہو گیا اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ افسوس کی بات ہے۔

۴۔ گزشتہ رات میں سویا ہوا تھا اور وہ خواب میں آیا اور واپس چلا گیا۔ اچانک میرے ہاتھ سے اس کا دامن چھوٹ گیا۔ افسوس ہے۔

۵۔ طبیب نے میرا علاج کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ میرا کام تدبیر اور علاج سے بڑھ گیا۔ افسوس ہے۔

٦۔ اس کا نازک مزاج بہت برہم ہو گیا۔ میری فریاد معشق تک پہنچی۔ افسوس ہے کہ اس پر کوئی اثر نہیں۔

٧۔ کئی بار ہمارے پاس موت آئی اور ہم کو اس نے نہ پایا۔ وارث کے سر سے پریشان ہار کر چلی گئی۔ افسوس ہے۔

خدارا میری ہمت کو درست فرما دیں۔ اور میری توجہ ہدایت کے راستے کی طرف پھیر دیں۔ تا کہ میں آپ کے عشق میں مبتلا ہو کر باقی زندگی گزاروں اور اسی عشق میں ہی میں مشغول رہوں۔ اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ عشق کیا چیز ہے۔ اور عاشق کون ہے۔ اگر عشق محبت اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے عورتوں کے ساتھ اور بے ریش بچوں کے ساتھ تو میں کئی بار اس میں مبتلا رہا ہوں۔ مگر صرف دنیا و آخرت کے نقصان کے سوا کوئی شے حاصل نہیں ہوئی۔ آنجناب نے فرمایا اگر تو عشق کی حیثیت نہیں جانتا ہے۔ تو پھر تو عشق کرنے کا طریقہ کیسے جان سکتا ہے۔ اس نے کہا یہی بات ہے۔ اسی وجہ سے میں اپنے کام میں پریشان ہوں۔ اور اس کام کا طریقہ و تدبیر میں نہیں جانتا۔ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ عشق تین حرفوں سے مرکب ہے۔ ع۔ ش۔ ق۔ عین اشارہ کرتا ہے ظاہری اور باطنی عبادت کی طرف۔ اور ش تاکید کرتا ہے شرح شریف کی شرائط کو ادا کرنے کی، انتہائی شوق کے ساتھ۔ اور قاف ممانعت کرتا ہے اور انتہائی ذوق کے ساتھ اپنے آپ کو قربان کرنے پر راغب کرتا ہے۔ اے بھائی عشق ایک بے مثل گواہ ہے اور محبوب یکتا کی محبت کے آثار میں سے ایک ایسا اثر ہے۔ کوئی جس کسی کو معشوق بناتا ہے تو وہ اپنے آپ کو عشق کی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے۔

اشعار

۱۔ عشق جس جگہ اپنی شمع روشن کرتا ہے۔ پروانے کے پر کی طرح عاشق کو جلا دیتا ہے۔

۲۔ عشق نہ نور ہے اور نہ نار ہے اور نہ ہی ایک چنگاری ہے۔ یہ ہر وقت اپنا نیا رنگ ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ کبھی خواب میں آتا ہے۔ اور عقل و ہوش کو لے جاتا ہے اور کبھی آواز کی صورت میں کانوں کے ذریعے باعث آزار جان بن جاتا ہے۔

۴۔ کبھی اہل دل کے طفیل ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پریشان دلوں میں اپنی منزل بنا لیتا ہے۔

۵۔ کبھی معشوقوں کے چہرے سے جلوہ نمائی کرتا ہے۔ میری اس بات کے گواہ شہریں بیاں جامی بھی ہیں۔

اشعار

۱۔ اس کا حسن ہر جگہ ظاہر ہے۔ اور دنیا کے معشوقوں سے اس نے پردہ کر لیا ہے۔

۲۔ تیز نگاہ سے جو شے اچھی ہے اس کو دیکھ، کہ جو کچھ تو اچھائی دیکھے گا وہ اس کے چہرہ انور کا عکس ہے۔

۳۔ اس کو دیکھنے کے لئے اس کا کوئی نشان سامنے نہیں ہے۔ پس وہ غائبانہ طور پر جس کو چاہتا ہے اپنا عاشق بنا لیتا ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ کہ جو پاک بازوں کے راستے کی رہنمائی کرنے والے ہیں۔ اور شان وشوکت والے مدہوش عاشقوں کے گروہ کے امام ہیں۔ انہوں نے مثنوی شریف کے اوراق کو ہر ذوق کے نکات کے جواہرات سے بھر دیا ہے اور خصوصاً عشق کی ابتدا میں بہت کچھ فرمایا ہے۔ جس کی مثال یہ ہے:۔

۱۔ عشق کی بیماری تمام بیماریوں سے جدا ہے، عشق اللہ تعالیٰ کے اسرار کو معلوم کرنے کا ایک آلہ ہے۔

۲۔ میں عشق کی وضاحت اور بیان کیا کروں، عاشقوں کے بغیر عشق کو کون جان پہچان سکتا ہے۔

۳۔ عشق یہ نہیں ہوتا ہے کہ انسان لوگوں پر عاشق ہو، یہ گندم کے کھانے سے فتنہ بپا کرتا ہے۔

۴۔ وہ عشق جو رنگ کی وجہ سے ہوتا ہے، وہ عشق نہیں ہوتا آخر کار وہ پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔

۵۔ عشق اس ذات کا پسند اور اختیار کر کہ جسے تمام اولیائے کاملین نے اختیار کیا ہے، وہی عشق اختیار کر کہ اس کے فیض سے انہوں نے یہ شان وشوکت اور قرب الٰہی حاصل کیا۔

۶۔ اگرچہ زبان کی تفسیر روشن ہے لیکن بے زبان عشق کی تفسیر اس سے زیادہ روشن تر ہے۔

۷۔ آفتاب کی دلیل آفتاب خود ہی ہے۔ اگر تجھے دلیل کی ضرورت ہے تو سورج سے منہ نہ موڑ۔

۸۔ عشق اگر چہ حقیقی ہو یا مجازی بالآخر وہ ہماری رہنمائی کرنے والا ہے۔

حکایت حضرت رابعہ بصری

آنجناب نے اس سائل سے فرمایا کہ حضرت قطب الاقطاب مخدوم خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے ملفوظات کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ کہ رابعہ بصریؒ جو مقبول بارگاہ الٰہی تھیں۔ ایک دن عالی مرتبت حضرات خواجہ حسن بصریؒ، حضرت مالک دینارؒ اور حضرت شفیق بلخیؒ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جناب موصوفہ کے مقامات تصوف کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ جنابہ نے ان تینوں کی طرف دیکھا اور ان سے سوال کیا کہ عشق کیا ہے اور عشق میں کامل کون ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اگر معشوق عاشق کو کسی مصیبت کے ساتھ آزمائے تو عاشق اپنی جان کی پرواہ نہ کرے یہ عشق ہے۔

(ترجمہ شعر) ہاں عاشق ہمیشہ اپنی جان فروخت کرنے والے ہوتے ہیں اور معشوق کی خدمت میں بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں۔

دوسرے نے کہا عاشق پر معشوق کی جفا کا کوئی اثر نہ ہو۔

(ترجمہ شعر) معشوق کی مہربانی کے مقابلے میں اس کا ظلم مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہربانی اور شفقت تو ہر کسی کے لئے ہے لیکن جفا صرف میرے لئے ہے۔

تیسرے نے کہا کہ اگر معشوق عاشق کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو بھی اپنے لب نہ کھولے۔ اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ اور راہ عشق ترک نہ کرے۔ ملا جامی نے سچ فرمایا ہے کہ: (ترجمہ اشعار)

۱۔ عشق کے داغ سے جو بیمار تھا اس نے کیا ہی اچھی بات کہی کہ پھول سے اس کا رنگ اور خوشبو تو جا سکتی ہے لیکن عاشق عشق سے باز نہیں رہ سکتا۔

۲۔ عاشق کے امکان سے یہ بات دور ہے کہ عاشق کی جان معشوق کو ترک کر دے۔

جناب موصوفہ حضرت رابعہ بصریہؒ نے جب تینوں صاحبان کا بیان سنا تو ا سر ہلایا یعنی تینوں کی یہ عشق کی تعریف آپ کو پسند نہ آئی۔ پس ان تینوں حضرات نے جنابہ رابعہ بصریہؒ سے اس معمے کا حل چاہا۔ اور اس راز کو ظاہر کرنے کے لئے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے وجود کی ہستی سے پاک کر دے۔ اور اپنے آپ کو مردے کی حیثیت پر پہنچائے۔ خود کو اصلاً زندہ نہ جانے۔ عشق کی ابتدا شرع شریف کی پیروی کرنا ہے اور نفس کی اتباع نہیں کرنی۔ عشق میں سب سے پہلے حرف عین ہے۔ اور شرع کے آخر میں عین ہے۔ یعنی جو شخص شرع شریف کے مراتب کو انتہا تک نہیں پہنچا تا وہ عشق کی بارگاہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ جب تک معرفت کی چادر کو نہیں اوڑھے گا تو وہ معشوق کا قرب حاصل کرنے کے لائق نہیں ہوگا۔ یعنی بارگاہ اقدس میں قرب حاصل کرنے کے لائق ہی نہیں۔

رباعی

۱۔ عشق کی سلاخ میں نیکوں کے سوا اور کسی کو نہیں کھینچتے۔ کمزور اور بری صفت والے لوگوں کو اپنی طرف راہ نہیں دیتے یعنی اپنا قرب نہیں دیتے۔

۲۔ اگر سچا عاشق ہے تو قتل ہونے سے پرہیز نہ کر۔ جس کو معشوق قتل نہ کرے ...

سردار ہو جاتا ہے۔

اور عشق کی انتہا یہ ہے کہ وہ عاشق سے معشوق کے مرتبہ تک پہنچ جائے۔ یعنی عاشق، معشوق کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔

(ترجمہ شعر) اگر سچے عشق کا جذبہ ابھرے تو معشوق اس لائق ہے کہ وہ عاشق ہو جائے۔

مقصود یہ ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ اے بھائی جتنی تو نیک لوگوں کے ساتھ صحبت رکھے گا اتنا ہی کامیاب ہو جائے گا۔ اس طرح اچھی صحبت، خراب اور بری نگاہ کو باادب بنا دیتی ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جیسے روشن ضمیر لوگوں کی صحبت اندھوں کو بینا بنا دیتی ہے۔

۲۔ اہل دل کی صحبت اگر ایک لمحہ بھی میسر آ جائے تو وہ سینکڑوں تنہائیوں اور طاعتوں سے بہتر ہے۔

آنجناب کی کھانا کھانے کی حالت کا بیان

آنجناب چودہ سال کی عمر میں ایک ہفتہ کے بعد ایک مرتبہ کھانا، کھانا پسند فرماتے۔ اور چالیس سال کی عمر تک اسی طریقہ کا لحاظ کیا۔ پھر اس کے بعد ۴۷ سال تک تین دن کے بعد ایک بار کھانا کھاتے تھے۔ اور دو روز پھل یا کوئی میٹھی چیز کھا کر گزارہ کرتے۔ جب آپ ۵۰ سال کے ہو گئے تو اتفاقاً قصبہ شکور آباد میں آپ کافی علیل ہو گئے۔ اور صحت یابی کے بعد ڈھلتی جوانی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور بیماری اور کمزوری اور ضعف نے آپ کے جسم مبارک پر غلبہ اختیار کیا۔ اس حالت

میں اعزا و اقارب کے اصرار پہ یہ طریقہ کار اختیار فرمایا کہ ایک دن کے بعد کھانا تناول فرماتے۔ اگرچہ عام طور پر بسر اوقات کے لئے اس نیکو کار مجمع کی طرف سے غیر معینہ دعوتوں کے ساتھ ہی وابستہ رہے۔ مگر کبھی سود خوروں اور غداروں، لوگوں کے ناحق مال کھانے والوں، ڈاکوؤں، پیشہ وروں کے گھروں میں نہ جاتے اور ان کا مشکوک کھانا نہ کھاتے۔ جب تک غیب کی طرف سے آواز نہ آئی کسی کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ اور عوامی فرمائش پر کچھ کھانے پینے پہ قطعاً توجہ نہ دیتے۔ آپ ہمیشہ چھوٹے چھوٹے لقمے لیتے۔ اور کھانا تیزی سے کھاتے گویا کہ کڑوی دوائی اپنے گلے سے تیزی سے نیچے اتار رہے ہوں۔ اگر لذیذ اور پرتکلف کھانا پیش کیا جاتا یا کوئی مسکین جو کچھ موجود ہوتا آپ کو پیش کرتا تو آپ کچھ نہ کہتے اور قبول فرما لیتے۔ نہ خوش ذائقہ کھانے پر خوشی کا اظہار فرماتے اور نہ بدمزہ کھانے پہ ناراض ہوتے۔ دعوت کرنے والوں کے کھانے میں اس قدر برکت ہوجاتی کہ سو آدمیوں کا کھانا دوسو کے لئے کافی ہوجاتا۔ کسی وقت بھی آپ نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ میزبان اگر نادانستہ طور پر کھانے میں تاخیر کی وجہ سے خربوزہ یا آم یا مٹھائی وغیرہ پیش کرتا تو آنجناب اس کے بعد کھانا کھانے کی طرف رغبت نہ فرماتے۔ میں جانتا ہوں کہ گیارہ سال تک یقینی طور پر آنجناب کا کھانا پینا ایسا ہاں رہا۔ آپ نے ساری زندگی اکیس سیر اناج کھایا۔ تمام عمر توکل کے ساتھ دعوت میں گزری کہ احباب کی دعوت ہوتی اور طعام بے حساب ہوتا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ آنجناب نے اپنے دسترخوان سے اناج نہیں کھایا۔ سوائے تھوڑے سے لقمے کے۔

۲۔ دعوت میں اگر کسی نے آپ کو پلایا۔ تو اس دعوت پر ہی آپ نے قناعت

اختیار کی۔

۳۔ تھوڑا کھانا، تھوڑا کہنا اور تھوڑا سونا۔ اس دنیا میں آپ کی مثل کم ہی ہوگی۔

آپ تمام ماہ صیام اور کبھی کبھی روزے رکھتے۔ روزہ ترک کرنا پسند نہ فرماتے۔ رمضان شریف کے مہینے میں بھی تھوڑا سا ایک بار تناول فرماتے۔ اور دیر تک ...ل اور خلال فرماتے۔ اسی طرح سارا وقت کرامات کے ساتھ گزارتے۔

مثنوی

۱۔ اللہ کا نور جب کسی پر اپنا پرتو ڈالتا ہے تو اس کا پیٹ تھوڑے طعام سے بھی بھر جاتا ہے۔

۲۔ کھانا زندگی کے لئے ہوتا ہے۔ اور زندگی عبادت کے لئے ہوتی ہے۔

۳۔ اگر ہم کھانے اور سونے کے بغیر کچھ نہیں جانیں گے تو جانوروں پر کیا فضیلت ہوگی۔

۴۔ برے نفس کو اگر تو بھوک سے توڑ دے گا۔ تو نبی پاک ﷺ پیٹ پر پتھر کیسے باندھتے۔

آنجناب کا توکل اختیار کرنے کا بیان

آنجناب نے دودھ پینے سے لے کر دس سال کی عمر تک اپنے گھر کے دسترخوان پر کھانا کھایا اور اس کے بعد تمام عمر دعوت کا کھانا تناول فرمایا۔ جس کا کوئی حساب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو غذا استعمال کرنے کے لحاظ سے بہت کم کھانے والا بنایا۔ آپ نے بہت کم غذا استعمال فرمائی۔ اور توکل کے مصلیٰ پر بٹھا دیا۔ آپ نے

ساری زندگی کھانے کا تعین ایک ہی جگہ نہ کئے رکھا بلکہ اس تعین کو توکل کے خلاف سمجھا۔

مثنوی

۱۔ جو کچھ سامنے آتا وہی کھانا استعمال فرما لیتے۔ علاوہ ازیں روٹی کے لئے آپ نے کوئی پرواہ نہیں کی۔

۲۔ توکل پر اپنے دل کے قدم کو پختہ رکھا۔ کیونکہ اللہ کے دوست فاقے کی حیثیت کو جانتے ہیں۔

۳۔ نہ آپ کو لباس کی کوئی غرض تھی نہ کھانے کی تمنا۔ اپنے آپ کو اللہ کا محتاج یقین کیا اور سلامتی سے رہے۔

۴۔ اے خدا بخش! اگر توکل تجھ میں نہیں ہے تو، تو فقر کی لذت ہرگز نہیں پا سکتا۔

آنجناب کے استغنا کا بیان

اکثر سادہ اور بارعب ہر قسم کے ارادت مند آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ اور اپنی حیثیت کے مطابق پسندیدہ تحفے اور کافی نقدی نیاز مندی کے طور پر آپ کی خدمت میں نذر کرتے۔ ان میں سے کسی کی طرف آپ کوئی توجہ نہ فرماتے۔ اگر نادانستگی میں کچھ زر و نقد پیش کرتے تو کہا جاتا ہے کہ آپ اس سے اس قدر نفرت فرماتے کہ کافی دیر تک آپ پر اس کے اثرات رہتے۔ اور ان کے ازالہ میں کافی دیر لگتی۔ یہ اشعار بھی مصنف کے ہیں: (ترجمہ اشعار)

۱۔ دنیا والوں کے لئے زر و مال زیور ہے۔ جبکہ وہ جہنم کی آگ کی طرف لے

والے ہیں۔

لیکن اللہ کے عاشقوں کے لئے یہ اس پھسلنے والی مٹی کی طرح ہے جس پر گرو ہا بھی پھسل جاتا ہے۔

اگر تو فقر چاہتا ہے تو مال و دولت تلاش نہ کر کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی ترک کردہ چیزوں میں سے ہے۔

آپ کا پاکیزہ دل غریبوں کو سنگت کی طرف راغب ہے۔ اور امیر لوگوں کی طرف کی طرف توجہ بہت کم تھی۔ کیونکہ ان کا تعلق بے غرضی کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے، ان کا تعلق امیدوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ مگر حضور کے اخلاق کے تقاضا کے مطابق جو کوئی امراء میں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آخر کار آپ اس کے لئے خوشی اور شکریہ کا اظہار فرماتے۔ تو گمان کرے گا کہ آپ کے دل کا دامن موتیوں سے بھرا ہوا تھا۔

مصنف کے مزید اشعار

جو کچھ اہل دل کے سامنے آئے وہ یکساں ہے۔ اگر چہ وہ پھول کی پتی ہو یا کانٹا ہو یا تنکا۔ یہ سب برابر ہیں۔

جس کا خواہشات سے ہاتھ کھنچا ہوا ہے۔ تو ایسا آدمی غریب اور امیر آدمیوں سے فارغ ہے۔

آنجناب کو دنیا کے اسباب و اشیاء سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ تھا۔ رات کو جس کو آرام حاصل ہوتا تو ضرورت کے مطابق مطلوبہ اسباب بخوبی مہیا ہو جاتے۔ اور صبح

سحری کے وقت اٹھتے ہی ہر شے کو ترک فرما دیتے۔ جس جگہ وہ اپنا قدم مبارک رکھتے تھے تو پھول کی پتی کی خوشبو کی طرح ہر طرف خوشبو ہی خوشبو پھیل جاتی۔ آنجناب کے معزز آباؤ اجداد دنیا کے ساز و سامان سے بہت کچھ فائدہ اٹھاتے تھے۔ امیری کا کامل سامان اور سرمایہ انہیں حاصل تھا۔ پختہ عمارات ظاہری اسباب کے لحاظ سے بے شمار سرمایہ اور عربی فارسی کی بہت تعداد میں کتابیں تھیں۔

رباعی

۱۔ دنیا کے اسباب کا سرمایہ انہیں حاصل تھا۔ اور دل کے اندر کسی سامان کے بارے میں کوئی فکر نہیں تھی۔

۲۔ دونوں جہانوں کے نقص سے وہ بری تھے۔ چودھویں رات کے مکمل چاند کی طرح ان کا دل نور سے بھرا ہوا تھا۔

جس وقت آنجناب نے فقر کی منزل میں پاؤں رکھا تو دنیا کے تمام اسباب مال و دولت سے توجہ ہٹالی۔ پختہ مکانات وقف کر دیئے۔ اور وہاں ٹھہرنے کے بارے میں کوئی تعلق نہ رکھا۔ ساز و سامان کی حفاظت کرنے اور اسباب کی طرف بالکل توجہ نہ فرمائی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ اپنی ملکیت میں کوئی شے نہیں رکھتے تھے۔ آپ غریبوں کے لئے جائے پناہ ہیں۔ آپ نے دنیا کے اسباب سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ آپ نے اپنے اقربا کے ہاں سکونت اختیار نہ کی اور کسی بھی جگہ دو دن مسلسل نہ گزارے۔

(ترجمہ شعر) رات کو ایک جگہ جاتے اور دن کو دوسری جگہ تشریف لے جاتے۔ دل کو رات کی کوئی خبر ہوتی نہ دن کی۔

مثنوی

۱۔ استغنا کے اندر آپ کا کوئی ہم مثل نہیں کہ آپ کے سامنے بادشاہی تنکے سے بڑھ کر نہیں ہے۔

۲۔ مال اور خزانے کی آپ کوئی پرواہ نہیں کرتے، موتی اور ٹھیکری کو برابر سمجھتے ہیں۔

۳۔ آپ کی طبیعت کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔ تجرد کا دروازہ آپ کے سامنے کھول دیا گیا ہے۔

۴۔ آپ نے دعا و بددعا سے کوئی تعلق نہیں رکھا اور آپ دنیا کے بازار کی رونق نہیں چاہتے ہیں۔

۵۔ اپنی شہرت کے لئے کوئی نام و نشان نہیں چاہتے، نہ آپ مکین ہیں اور کوئی مکان رکھتے ہیں۔

۶۔ اللہ کے سوا آپ کسی غیر سے تعلق رکھنے والے نہیں ہیں، خدا آپ کے دل سے ایک لمحہ بھی جدا نہیں ہے۔

۷۔ عشاق کے سینہ پر داغ ہوتا ہے اور اس داغ سے ان کو ایک لمحہ بھی فراغت نہیں ہے۔

۸۔ نہ باغ انہیں پسند آتا ہے نہ بہار، نہ وہ پھول چاہتے ہیں نہ مرغزار۔

۹۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو دوست کا وصال چاہتے ہیں، اگر وہ کہتے ہیں تو دوست کی بات کہتے ہیں۔

۱۰۔ آجا، اے ساقی! آجا، اے جانِ شیدا آجا، تو کب تک چھپا رہے گا، اب تو آ جا۔

۱۱۔ ایسا جام پلا کہ جو مجھ سے میری ہوش لے جائے اور تیری مست آنکھ کی طرح میں بھی مست ہو جاؤں۔

آنجناب کی ظاہری کرامات کے متعلق مختصر سا بیان

۱۔ جو خرق عادات آپ سے واقع ہوئیں میں ان کا وصف کیا بیان کروں۔ آپ کی کرامات ابر کرم کی طرح ظاہر ہوئیں۔

۲۔ پانی کے اوپر جیسے بلبلے ظاہر ہوتے جائیں، اسی طرح یہ جنگلوں، صحراؤں اور پہاڑوں کے اوپر بادل کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔

۳۔ اگر کسی کی طبیعت میں کوئی سوال پوشیدہ ہو تو اس کا جواب اس گوہر فشاں کی زبان پر موجود ہوتا ہے۔

۴۔ ننگے پاؤں بے باکی کے ساتھ پھرتے، لیکن اس کے باوجود آپ کے پاؤں مبارک کبھی گرد آلود نہ ہوتے۔

۵۔ میدان میں آپ کی رفتار بجلی سے زیادہ تیز تھی۔ کبھی آپ مغرب کی طرف ہوتے اور کبھی مشرق میں۔

۶۔ جس وقت یہ محبوب کسی مرغوب مقام کی سیر کو نکلتے تو ایک زمانہ آپ کے ساتھ ہو لیتا۔

۷۔ دور سے آپ کا سر مبارک سب سے بلند نظر آتا کیونکہ اس وقت آپ کی مثل

کوئی نہیں ہے۔

۸۔ اس بادشاہ کے ہر جگہ مشتاق ہوتے۔ جو آپ کے عشق میں باہم گفتگو کرتے۔

۹۔ آنجناب کے دل مبارک کو جہاں اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ وہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے تھے۔

۱۰۔ آپ کو خاک نشینی پسند ہے لہٰذا آپ کا بستر ہمیشہ خاک پر ہوتا۔

۱۱۔ آپ اپنے سر اقدس کے نیچے کوئی تکیہ سرہانہ نہ رکھتے تھے۔ اور اسے آپ حضور کی عادت کے خلاف سمجھتے تھے۔

۱۲۔ جس محفل میں آپ محفل کا حسن بنتے پروانے وہاں شمع کی طرح آپ پہ نثار ہوتے۔

۱۳۔ میرا دل آپ کے آثار کو اور نشانیوں کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ آپ اس زمانے کے ابدلوں میں سے ایک ہیں۔

۱۴۔ آپ ایسے بادشاہ ہیں کہ سبحان اللہ۔ آپ کی مثل اس دنیا میں اور کوئی نہیں کہ آپ جیسی کرامات کسی اور میں نہیں ہیں۔

۱۵۔ سو سال کے بعد بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایسا روشن ستارہ نہیں آیا۔

۱۶۔ آپ دورِ حاضر کے شہنشاہِ آفاق ہیں، وحیدِ عصر ہیں، رزاقِ حقیقی کے پیارے ہیں۔

۱۷۔ ملک ہندوستان سے آپ نے اپنا رختِ سفر باندھا اور جنت کی رونق کو بڑھا دیا۔

۱۸۔ ہندوستان کا شہر نور سے خالی ہو گیا۔ رحمت کا نور جو چھپا ہوا تھا وہ ظاہر ہو گیا۔

۱۹۔ عزت مآب بادشاہ کے جلوہ سے اب ہندوستان کا شہر (دیوی شریف) مشہور ہو گیا۔

۲۰۔ خدا بخش اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہے کہ جب تک آسمان پر چاند اور سورج چمکتے رہیں،

۲۱۔ وارث علی شاہ، شاہ جہاں کی کرامتوں اور اعزاز کے ساتھ یہ شہر باعزت آباد رہے۔

آنجناب کے شاہدِ حقیقی کے بادہ عشق میں مدہوشی کی کیفیت کا مختصر سا بیان

۱۔ اے دل جس جگہ عشق آگ لگاتا ہے وہ عاشقوں کی متاع ہستی کو جلا دیتا ہے۔

۲۔ اپنے وجود کی پہچان کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ معشوق مکین بن جاتا اور عاشق مکان۔

۳۔ معشوق کے چہرے کا نقاب خودی کے سوا اور کچھ نہیں۔ خدا عاشق صادق سے جدا نہیں ہے۔

۴۔ لیلیٰ اور مجنون کے قصہ کو دیکھ کہ اس میں عشق کی رمزیں شعروں میں بھری ہوئی ہیں۔

۵۔ لیلیٰ نے خون دینے کے لئے ایک نشتر لگایا۔ مجنوں کے ہاتھ سے خون جاری ہو گیا۔

۶۔ اگر معشوق اور عاشق ایک نہ ہوتے تو مجنوں کا دل یہ نہ کہتا کہ میں ہی لیلیٰ ہوں۔

۷۔ اگر خود بیخودی کے عالم میں فریاد نہ کرتا تو منصور کیوں کر انا الحق کہتا اور جان دے دیتا۔

۸۔ ایسے عاشق اور معشوق ایک ذات ہو جاتے ہیں تو کس کو طاقت ہے کہ وہ عبادت گزارے۔

۹۔ ایسے دیوانے پر سینکڑوں عقل والے قربان ہو جائیں۔ کہ جو معشوق کے وصل سے کامیاب ہو گیا ہو۔

۱۰۔ ریاضیت کا اس ذات پر دارومدار ہوتا ہے کہ جس میں حسین وجمیل معشوق نظر آتا ہے۔

۱۱۔ جب وہ معشوق آ گیا تو پھر عاشق کہاں رہ گیا۔ اور عاشق کے ہوش وحواس کب درست ہیں۔

۱۲۔ مولانا رومؒ کے بارے میں مجھے یاد آیا میں ان کے دو شعر یہاں لکھتا ہوں:

۱۳۔ جب معشوق جلوہ گر ہوتا ہے تو عاشق پردہ میں چلا جاتا ہے۔ معشوق زندہ ہے اور عاشق فنا ہو گیا ہے۔

۱۴۔ عشق کا دین تمام ادیان سے جدا ہے۔ عاشقوں کی ملت اور مذہب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

۱۵۔ عبادت گزار جسمانی طور پر مالک کے اطاعت گزار ہیں۔ وہ معشوق کے راستے میں بہت تھوڑا سراغ لگا پاتے ہیں۔

۱۶۔ عاشق جان ودل سے گزر کر اس باغ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور کلی مقصود سے اپنا دامن بھر لیتے ہیں۔

۱۷۔ زاہدوں کی نماز رکوع وسجود ہے۔ اور عاشقوں کی نماز ترکِ وجود ہے۔

آنجناب کا اسرارِ معرفت کو مخفی رکھنے کا بیان

آنجناب باتیں کرنے والے لوگوں کی طرح کہانیوں اور قصوں کے متعلق لب نہ کھولتے تھے۔ اور عموماً خاموش رہتے۔ اور اپنی شہرت اور تعارف میں کچھ نہ فرماتے۔ مگر طالبانِ صادق کے حق میں موج میں آ جاتے۔ جیسا کہ مولانا رومؒ نے فرمایا:۔

۱۔ عقل مند آدمی معرفت خداوندی کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ اور جاہل معرفت کا بیان زبان پر لے آتا ہے۔

۲۔ عاشق کے دل پر اللہ والوں نے کئی موتیوں کی بارش کی۔ دیکھنے اور کہنے کو باہم ملا دیا۔ گویا وہ ظاہری حالت اور بات کو مدنظر نہیں رکھتے۔

۳۔ اے موسیٰ عقلمندوں کے آداب کچھ اور ہیں، عقلمندوں کے نزدیک سوختہ جاں ہونا اور ہے۔

۴۔ ہم ظاہر کو دیکھ کر بات نہیں کرتے بلکہ ہم باطن اور حال پر نظر کرتے ہیں۔

۵۔ عشق کی آگ جان وروح میں بھڑکتی ہے فکر اور عبادت کو مکمل طور پر جلا دیتی ہے۔

بیسواں تحفہ: آنجناب کے پاپیادہ چلنے اور مستقل عدم قیام کے بارے میں

صحراؤں اور پہاڑوں میں آپ کی رفتار بہت تیز ہوتی۔ میانہ روی کے ساتھ چلنے کے باوجود آپ کے ہمراہیوں میں کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ چل سکتا۔ اس طرح کہ اکثر دوڑ کر آپ کی خدمت عالی میں پہنچتے تھے۔ اگرچہ آنجناب برہنہ پا دوڑ دھوپ فرماتے۔ لیکن قدرت خداوندی کہ آپ کے پاؤں کے نشان سفید اور شفاف فرش پر ظاہر نہ ہوتے۔ ہمیشہ آپ گردش میں رہتے۔ شہر ہو یا دیہات کسی بھی جگہ دو روزہ قیام مناسب خیال نہ فرماتے۔

ابیات

۱۔ ایک منزل پر آپ آرام نہیں کرتے تھے۔ سوائے گردش کے اور کوئی کام نہیں رکھتے تھے۔

۲۔ آپ کا دل ایک جگہ قرار نہیں پاتا تھا۔ آپ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف گردش میں رہتے۔

۳۔ رات ہوئی تو اگلی منزل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جب دن ہوا تو دوسرے راستے پر متوجہ ہو گئے۔

۴۔ ہر دن جب نئی صبح ہوتی تو چاند کی طرح دوسری منزل میں پہنچ جاتے۔

۵۔ عاشق ایک جگہ قیام نہیں کرتا، لہٰذا آپ دو تین دن کسی ایک جگہ قیام نہیں

کرتے۔

۶۔ جس جگہ کی طرف عاشق متوجہ ہوتا ہے تو عاشق ایک نیا ہی تماشہ دکھاتا ہے۔

۷۔ وصل کی خوشبو کے ساتھ وہ ہر لحہ راستہ طے کرتے ہیں۔ پانی میں مچھلی کی طرح اور نئے اور تازہ پانی کے متلاشی رہتے ہیں۔

۸۔ وہ تھوڑے سے جلوہ سے سکون نہیں پاتے۔ معشوق کی خوشبو پانے کے لئے ہر طرف دوڑتے ہیں۔

۹۔ ہر رنگ میں اسی کا رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ کسی ایک رنگ کا پابند رہنا اس کے لئے عیب ہے۔

۱۰۔ معشوق کے چہرے کی تاب عاشقوں کا دل لے جاتی ہے۔ وہ کبھی پانی ہوتا ہے اور کبھی شراب۔

۱۱۔ کبھی وہ ظاہر ہوتا ہے اور کبھی پوشیدہ، کبھی وہ درد بڑھاتا ہے اور کبھی علاج بن جاتا ہے۔

۱۲۔ کبھی عقلمند کو دیوانہ بنا دیتا ہے اور کبھی آباد کو برباد کر دیتا ہے۔

۱۳۔ کبھی عاشقوں کی آنکھوں سے باہر ٹپکتا ہے اور کبھی اس کے زخم خستہ پر نمک پاشی کرتا ہے۔

۱۴۔ کاش پریشان حال خدا بخش کو کبھی دربار میں سگ نوازی کے طور پر رسائی حاصل ہو۔

اکیسواں تحفہ: گلہائے مراد کے کھلنے کا شعور دینے والا آنجناب کی دیوے شریف میں آمد سے بہار کی آمد

۱۲۶۶ھ

جس وقت جناب والا نے اپنے پسندیدہ وطن سے ہجرت فرمائی تو مغرب کے شہروں کی جانب متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اس وقت سادات عظام، مشائخ والا تبار اور اس علاقے کے رؤسائے کرام پہنچے۔ کوئی شخص آپ کی طرح دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بلکہ کسی آدمی نے آپ سا کوئی سنا بھی نہیں۔ اس پریشان حال پر ملال خبر سے صاحبان ریاست پر بھی لرزہ طاری ہو گیا۔ اور یہ تحریر لکھنے والا فقیر پر تقصیر چاک گریباں بھی اس کے بیان کا یارا نہیں رکھتا۔

اختصار کو ترجیح دیتا ہے کہ جس وقت گنگا بخش چوہدری جو موضع قاسم گنج کا زمیندار اور رہائشی تھا۔ مکمل طور پر دنیا کے مال سے اس نے فائدہ حاصل کیا۔ دشمنی کی ہوا اس پر اس طرح چلی کہ اس نے ظلم کا ہاتھ رئیسوں کی ریاست پر دراز کیا۔ اور وہاں کے لوگوں کو ہلاک کرنے میں مشغول ہو گیا۔ مجبوراً وہاں کے رئیس اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اپنی جان کی سلامتی کے ساتھ وہاں سے نکل جانے کو غنیمت جانا۔ ایک دن اس کے کچھ زمینداروں کو قیدی بنایا۔ میں کیا بیان کر سکتا ہوں کہ ان کے نخل وجود کے تنے کو کس طرح اس نے زندگی کی زمین سے اکھاڑا۔ اس کا مطلب ہو کہ ایک بیلدار کو حکم دیا کہ اس نے اس مظلوموں کے سر پھاوڑے کی ضرب سے جسم

سے جدا کر دیئے۔

(ترجمہ شعر) بے پناہ ظلم ان بے گناہوں پر گزرا۔ ان کی آہ و فریاد فلک کے کان میں پہنچی۔

حالات اسی طرح ہوئے جس طرح کہ اتفاق واقع ہوا۔ اسی اثناء میں آفتاب آسمانِ برتری، نجومِ نیک اختری، ملک رتبت، فلک قدرت، برگزیدۂ بارگاہِ لم یزلی جناب مستطاب حاجی سید وارث علی شاہ مداللہ کمالہ، آپ قصبہ دیوے شریف میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کی آمد کے نور سے اس کے قرب و جوار منور ہو گئے۔ مگر ان مظلوم لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی اس شہر میں موجود نہ پایا۔ ان کے حالات اور ان کی کیفیات کو تفصیلی طور پر سنا۔ اگرچہ بظاہر اپنی زبان اور لب مبارک سے کوئی بات نہ فرمائی مگر آپ کے دل میں واللہ اعلم غضب کی کسی آگ نے شعلہ مارا کہ اس نمرود کے وجود سے دھواں نکلا۔ اور منتقم حقیقی نے ان ناپاک فطرتوں کو مٹی کے برابر کر دیا۔ یعنی جب اس کا ظلم حد سے گزر گیا وہ اللہ کے غضب کا اس طرح شکار ہو گیا کہ

(ترجمہ شعر) نیلگوں آسمان کی ایک ہی گردش سے نہ نادر باقی بچا اور نہ ہی نادری۔

اچانک شیخ قطب الدین حسین خان رئیس لکھنؤ اور مرزا وصی علی خان وزیر سلطان موصوف کی بہترین تدابیر سے وہ ظالم اور اس کا بیٹا تقدیر کے پنجے میں قیدی ہوئے اور قتل ہو گئے۔ اور دونوں لعنتیوں کے ناپاک سر اکبری دروازے کے سامنے حلقہ کے ساتھ لٹکائے گئے۔ المختصر کہ وہ اپنے عمل کے بدلے جکڑے گئے۔ اہل اسلام کا ایک گروہ خاص طور پر قصبہ دیوے شریف کے بچے اور باقی ماندہ رؤسا کو قدرت کی طرف سے انصاف مہیا ہو گیا۔ وہ اپنے دلی مقصد اور کامیابی کے جام سے مستفید

...وئے۔اورانہوں نے اپنی ریاستوں پردوبارہ غلبہ پالیا۔ان اعلیٰ مقاصد کا حاصل ہونا ...جناب کی بابرکت آمد کے باعث سمجھا گیا۔سکھ کی سانس لی گئی اورانہوں نے اپنے ...ل کی تختیوں پرآپ کی فرمانبرداری کی تحریر لکھی۔یہ حق بات ہے کہ اللہ کے نیک لوگوں کی آمد کا اثر برحق ہے۔اورغریبوں کی شام کی بھی آخرکار سحر ہونی ہی ہے۔ اشعار از ...صنف (ترجمہ)

۱۔ جس جگہ ایمان کا چراغ روشن ہوتا ہے تو وہاں کفر پروانے کے پر کی طرح جل جاتا ہے۔

۲۔ جس جگہ موسم بہار کی ہوا اپنا رنگ جماتی ہے تو بادِ خزاں کی تباہی وہاں سے بھاگ جاتی ہے۔

۳۔ جس جگہ صبح کا پرچم بلند ہوتا ہے تو وہاں پر تاریک رات کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔

۴۔ جس جگہ اس کی زلف کی گرہ کھلی تو وہاں سے صبر، عقل، ہوش اور دین کوچ کر گئے۔

۵۔ جس جگہ شراب کے نشہ نے سر بلند کیا تو وہاں سے عقلمندی اپنا بستر لپیٹ لیتی ہے۔

بائیسواں تحفہ: آنجناب کی کرامات کا بیان

اس کے باوجود کہ وہ تمام کرامتیں پردہ میں ہیں اور کبھی کبھی ظاہر ہوتی ہیں۔ ...ہے کا ہے وہ لباسِ اظہار پہنتی ہیں مگر وہ چند داستانوں پر مشتمل ہیں۔لیکن یہ بات

بھی جاننی چاہئے کہ جس کی فطرت اچھی ہوتی ہے وہ نیک لوگوں کو نیک ہی شمار کرتا ہے۔ بمصداق المرء یقیس علی نفسہ: آدمی ہر کسی کو اپنے اوپر ہی قیاس کرتا ہے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے حالات کے مطابق یہ اعتقاد ان کے اخلاص کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور ان کی طبعی محبت کے ساتھ مختص ہے۔ یہ حق ہے کہ جو کچھ دل میں آتا ہے آنکھ کو بھی وہی دکھائی دیتا ہے۔ شیخ سعدی شیرازیؒ نے سچ فرمایا ہے کہ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ اگر کوئی منکر نگاہ سے کسی کو دیکھتا ہے تو یوسف کی شکل کا انسان بھی اسے ... صورت ہی نظر آتا ہے۔

۲۔ اگر تو ارادت کی نگاہ سے شیطان کو بھی دیکھ لے تو پاک نگاہ کی وجہ سے ... تمہیں فرشتہ ہی نظر آئے گا۔

عالی نظر کو چاہئے کہ اہل دل لوگوں کی معرفت حاصل کرے۔ اپنے نفس کی خباثت سے اپنی توجہ ہٹالے۔ اور اولیاء کو کشف و کرامات کے میدان میں پیغمبروں کے برابر سمجھے۔ (معجزہ اور کرامت کے اعتبار سے) اپنی سوچ اور سمجھ کی سواری کو اس وادی میں دوڑا۔ جیسا کہ عقل مند لوگوں نے فرمایا ہے: (ترجمہ اشعار)

۱۔ آدمؑ سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک رسولوں کا مسلسل دور رہا۔

۲۔ جب نبی پاک ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی تو ان کی جگہ اولیاء مقرر ہوگئے۔

۳۔ اولیاء کے امام مولا علی حیدر کرارؓ ہوگئے۔ یہی سلسلہ آخر تک قائم ہے۔

۴۔ کوئی دور ولی کی ذات سے خالی نہیں ہے۔ لیکن یہ امر مخفی ہے۔ ظاہراً واضح حکم نہیں ہے۔

۵۔ اللہ کا راز سینہ بسینہ عطا ہوتا ہے۔ جیسے موتی صدف کے اندر اور سونا خزانے
میں ہوتا ہے۔
۶۔ واقعتاً تسبیح کے دانوں کو انہوں نے بنایا اور سودا نے ایک دھاگے میں پرو
دیئے۔ (بیعت کا سلسلۃ الذہب، کڑی در کڑی)
۷۔ اس کا دھاگا بھی ہے، امام بھی ہے اور دانے بھی ہیں۔ اسی طرح راز بھی
ہے، مولا علیؑ بھی ہیں اور اس کے اولیاء بھی ہیں۔
۸۔ ہر ولی رازوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسی طرح اس کا وجود سارنگی کی مانند ہے اور
اس کی رگیں اس کی تاریں ہیں اور اس سے جو صدا آتی ہے وہ یار کی باتیں ہیں۔
۹۔ ولی کو تو حق سے جدا نہ سمجھ۔ اس کی خدمت کی کوشش کر جتنی تجھے طاقت
ہے۔

حکایت اوّل

آنجناب ضبط واخفا کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ کہ خرق عادات واقعات یا کرامات کے اظہار کرنے کو قطعی مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ مگر جو بے ساختہ آپ کی زبان پر جاری ہو جاتا تھا وہ تیر بہدف ہوتا۔ چنانچہ سلطان واجد علی شاہ غفلت پناہ کے زمانے میں جبکہ وہ ہندوستان جنت نشان کے تخت پہ مسند نشین تھا۔ ایک دن غلام محمد رسالدار جو برادر زادہ حسام الدین رسالدار تھا۔ وہ بیت السلطنت لکھنؤ سے گھوڑے پر سوار ہو کر خودش واقع موضع برولی پرگنہ سدھور کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں چند قزاقوں نے کمین گاہ سے کودے اور اس بے چارے کو قتل کر دیا۔ جس وقت مذکورہ بالا

تعمیل میں مشغول ہو گیا۔ صفدر علی نے انتہائی خوشی کے ساتھ ان مصائب سے خلاصی پائی۔ اور بغیر کسی مزاحمت کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت وہ اپنے گھر میں پہنچا تو اس نے یہ آپ بیتی بیان کی اور ہر شخص نے اولیاء اللہ کی کرامت کا اقرار کیا۔ اللہ کی پاکیزگی بیان کی اور اس کی قدرت کے متعلق باتیں کیں۔ (ترجمہ رباعی)

۱۔ ان سواروں کو تو جو اولیاء کاملین ہیں ان کو پا پیادہ نہ سمجھ۔ آسمان کے گھوڑوں کی گردن ان کی ران کے نیچے ہے۔

۲۔ ایک لمحہ میں اگر وہ چاہیں تو نابینا کو بینا کر دیں اور اگر چاہیں تو بے عقل کو بوعلی سینا بنا دیں۔

حکایت دوم

ہر کسی پر یہ ظاہر اور واضح ہے کہ گھاگرہ دریا اور اس کے قرب و جوار کے تمام چشمے بہت ہی گہرے ہیں۔ بلکہ یہ ناپیدا کنار ہیں۔ اور ان کی انتہائی گہرائی کسی کو معلوم نہیں ہے۔ امیر خسرو دہلوی نے یہ شعر اس کی تعریف میں کہا ہے کہ:۔

(ترجمہ شعر) نواں آسمان زمین کے نیچے واقع ہے، کہ اس کی تہہ میں زمین واقع نہیں ہے، اسے دیکھ۔

ایک دن موسم ایسا تھا کہ اس دریا کو عبور کرنا مشکل تھا۔ وہ غواص حقیقت اور آشنائے دریائے طریقت اتفاقاً اس جگہ گئے۔ کشتی کی آمد کے انتظار میں وہاں بیٹھ گئے۔ غلام حسین داروغہ میر بحر حسن اتفاق سے حاضر نہ تھا۔ اس کے کارندے نے بلانے کے باوجود کشتی حاضر کرنے میں دیر کر دی۔ یہ بات آنجناب کے پاکیزہ دل پر

ناگوار گزری۔ چنانچہ وہاں سے واپس آ گئے۔ اور خادم کو اشارہ کیا کہ اس جگہ سے لوٹ جاؤ اور اس کے نزدیک ایک کنارہ ہے جہاں پانی کی گہرائی پریشان کرنے سے خالی ہے یعنی زیادہ گہرا نہیں اور ہر شخص اس راستہ سے گزر سکتا ہے۔ اس حال کو سننے سے ہر شخص حیران ہو گیا۔ اور میر بحر کا کارندہ ہنس پڑا اور کہنے لگا۔

(ترجمہ شعر) اس بھنور میں ہزاروں کشتیاں ڈوب گئی ہیں۔ کہ جن کا تختہ کنارے پر ظاہر نہ ہوا۔

المختصر وہ بادشاہ اس دریا سے بمعہ ساز و سامان آرام سے گزر گیا۔ **بسم اللّٰہ مجریھا و مرسٰھا ان ربی لغفور رحیم** O (اللہ کے نام سے ہی اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے اور بے شک میرا رب بہت معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔) یہ الفاظ آپ اپنی زبان پہ لائے۔ اور آپ کے پیچھے وہ خادم بھی روانہ ہو گیا۔ آپ یہ شعر حسب حال اپنی زبان پہ لائے:۔

(ترجمہ شعر) اس ناپیدا کنار دریا کے اندر جس میں بہت طوفان آتے ہیں۔ اور اس سیلاب والے دریا کے اندر ہم نے اپنا دل ڈال دیا۔ اللہ کے نام سے ہی اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔

آہستہ آہستہ جب آنجناب دریا کے عین وسط میں پہنچے تو ہر شخص حیران ہو گیا۔ آنجناب خیریت کے ساتھ اپنے مقصد کے مطابق دریا کے پار چلے گئے۔ دریا کا پانی آپ کے زانو مبارک سے بلند نہ ہوا۔ تمام لوگوں کے دلوں میں شور برپا ہو گیا۔ ہر کسی نے بآواز بلند بے ساختہ کہا کہ اے نظر والو! عبرت حاصل کرو۔

عاشقوں کے لئے سمندر اور خشکی برابر ہے اور دونوں جہاں ان کے حکم کے

تحت ہیں۔ جو شخص دوست کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتا۔ اس کی نگاہ میں جو کچھ بھی آئے سب کچھ اسی کا ہے۔

حکایت سوم

آنجناب کے دل کا آئینہ جو درحقیقت نور ہی نور ہے وہ مزید روشنی رکھتا ہے۔ جو کچھ شوق و ذوق رکھنے والے عشاق کے دلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ تمام تر بے خودی اور مدہوشی کے باوجود ہر شے کا عکس ان کے آئینہ دل پہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ انشراح صدر سے آنجناب پہ جو کام بھی ظاہر ہوتا آپ اس کا انتظام فرما دیتے۔ چنانچہ محلّہ امین آباد میں جو کہ شہر لکھنؤ کے محلوں میں سے ایک ہے، ایک رئیس جو بڑی عزت و شان والا تھا، آیا۔ قوانین زمانہ میں سے مسمی دارا خان برادر مسو خان جو کہ دنیا کے مال و اسباب سے بہت لطف اندوز ہوتا تھا۔ کافی مال و دولت کے ساتھ عیش و عشرت میں مبتلا تھا۔ اور اپنی عمر عزیز کو انتہائی آرام اور سکون سے بسر کر رہا تھا۔ وہ ہمیشہ دل خوش کرنے والے ساتھیوں سے ہمکنار رہتا۔ اور زمانے کے غموں سے دور تھا۔ بزرگوں کے قول کے مطابق (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس کے پاؤں میں کبھی کوئی کانٹا نہ چبھا تھا۔ نہ ہی غم کی وجہ سے اس کے دل نے کوئی بوجھ اٹھایا تھا۔

۲۔ وہ ایک پھول تھا جو جوانی کے باغ میں زندگانی کے پانی سے تر و تازہ تھا۔

۳۔ رات دن اس کے اسی طریقے سے گزرتے تھے۔ ایک بال کے برابر بھی وہ اس راہ سے نہ پھرتا تھا۔

اکثر دوستوں کی مجلس میں بیٹھتا اور کئی دفعہ کہتا ہائے افسوس کہ کوئی نیک آدمی آئے اور مجھے حضور اکرم ﷺ کا جمال، جو تمام کائنات کو آراستہ و مزین کرنے والا ہے، دکھائے۔ تاکہ ہم اس کے حلقہ ارادت میں آجائیں اور اس نیک آدمی کی بیعت کا مکمل طور پر شرف حاصل ہو۔ سب کہتے تھے کہ پہلے اس مرتبہ سے تو کہاں سے کہاں پہنچا۔ بفرض محال اگر کوئی ان صفتوں سے متصف ہو بھی تو اسے کیا پرواہ کہ وہ تیرے سامنے کرامت ظاہر کرے اور تجھے مرید بنائے۔ بہر حال بیعت طریقت ضروری ہے۔ اور بغیر بیعت کے رہنا یہ بہتری کے خلاف ہے۔ بلکہ کئی قسم کی تباہیوں کا سبب ہے۔ ایک مشہور بزرگ کے حکم کے مطابق کہ ''جس کسی کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔'' مگر دارا خان نے کہا کہ میں کسی کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی میرے دل کی تختی پر کسی کی بات اثر کرتی ہے۔ ایک رات خواب کی حالت میں اس نے اپنے آپ کو دیکھا کہ وہ کسی جگہ سویا ہوا ہے۔ اور اس کی آنکھ دنیا کے تعلقات سے بند ہو گئی ہے اور دوستوں کا تعلق بھی ٹوٹ گیا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اچانک اس کے سر پر ایک جوان آیا۔ میں کیا کہوں وہ ایک جوان تھا یا اس کے جسم کی روح تھی۔

۲۔ وہ مبارک جسم والا تھا اور نورانی جمال والا تھا۔ وہ ہمیشگی کے باغ میں حور کو بھی مائل و گھائل کرنے والا تھا۔

۳۔ انہوں نے اسے کہا کہ اے خوش نصیب جوان شاہ ابرار ﷺ تیرے سامنے آ گئے ہیں۔

۴۔ نبوت کے تخت کو آراستہ کرنے والے شہنشاہ ﷺ تیرے سامنے ہیں۔ جو سر

تاپا اللہ کے نور ہیں اور جوانمردی کی جان ہیں۔

۵۔ اس کے سامنے آسمان تسبیح کناں ہے۔ اور آپ کی خوشبو کو پا کر فرشتے صل علیٰ پڑھتے ہیں۔

۶۔ کون و مکان کا مالک و خالق اس کا عاشق ہے۔ دونوں جہانوں کا بادشاہ اس کے سوا اور کون ہے۔

اس وجہ سے کہ وہ زخمی دل نبی پاک سید الابرار ﷺ کے نام پاک پر قربان ہونے والا تھا۔ جونہی یہ روح کو تازہ کرنے والی خوشخبری سنی، ساری دنیا کو اپنے مقصد کے مطابق دیکھنے والا آپ کے قدموں میں فوراً گر پڑا۔ اور انتہائی ادب کے ساتھ ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ ہر طرف دیکھتا تھا۔ اور زار و قطار روتا تھا۔ اچانک اس نے بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کیا تو وہ بے خودی اور مدہوشی میں مشغول ہو گیا۔

(ترجمہ اشعار)

۱۔ اچانک آسمان کی طرف سے ایک حور نازل ہوئی۔ حسن بے مثال کے ساتھ سارے جہان کو منور کرنے والی۔

۲۔ اپنے بالوں کا اس نے جھاڑو بنایا۔ اور اس راہ پہ لگایا کہ جس پہ آپ آئے تھے۔

۳۔ اس کے بعد اچانک غلمان آنے شروع ہو گئے۔ جو کہ گویا پر نور سورج کے لئے بھی باعث رشک تھے۔

۴۔ گلاب اور عطر کا انہوں نے اس راہ پر چھڑکاؤ کیا کہ وہ سارے کا سارا راستہ عطر بیچنے والے کا گھر بن گیا۔

۵۔ وہاں کی زمین اس طرح گلاب سے معطر ہوگئی کہ دیواریں اور دروازے مکمل طور پر خوشبودار بن گئے۔

۶۔ ایک صدا اس کے کان میں آئی کہ جو جان کو جسم سے اور عقل و ہوش کو سر سے چھین کر لے گئی۔

الغرض پریشان حال دارا خان نے جب یہ تمام ماجرا دیکھا تو اس کی حیرانگی مزید بڑھ گئی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ حضرت سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ ہزاروں جلوؤں اور خوبیوں کے ساتھ خراماں خراماں تشریف لا رہے ہیں۔ اور آپ سید الاخیار ﷺ کے دائیں بائیں دو شخص آپ کے ہمراہ تھے۔ دارا خان نے چاہا کہ اپنا سر آپ کے مبارک پاؤں میں ڈال دے۔ اور اپنے آپ کو آپ کے نعلین پاک کو بوسہ دے کر مشرف و معزز کر لے۔ اسی دوران اس کی آنکھ کھل گئی۔ حیرت زدہ لوگوں کی طرح وہ ہر طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس نے درد بھرے دل سے ایک ٹھنڈی آہ کھینچی۔

(ترجمہ اشعار)

۱۔ گزشتہ کل والے پھول جیسے چہرے کا اس نے کوئی نشان نہ پایا۔ اور وہ پھول اچانک غائب ہوگیا۔

۲۔ وہ تر و تازہ سرو غم کی وجہ سے اس حال میں ہوگیا کہ اس نے اپنے گریبان کو پھول کی طرح چاک کر لیا۔

رات کا تھوڑا سا حصہ باقی تھا جو بہت مشکل سے انجام کو پہنچا۔ صبح سویرے وہ مسجد میں پہنچا اور فجر کی نماز ادا کی۔ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد انتہائی عاجزی کے ساتھ فرش کے کنارے پر اس تصور میں جو اسے خواب میں دکھائی دیا تھا بیٹھ گیا۔ کہ

اچانک آنجناب کرامت انتساب حاجی الحرمین شریفین سید وارث علی شاہ دام افضالہ و عم نوالہ وہاں تشریف لائے۔ جب داراخان نے آنجناب کا دیکھا انتہائی بے چینی کے ساتھ دوڑا۔ اور جناب کے مبارک قدموں پر بوسہ دیا۔ اور عرض کی جناب والا گزشتہ شب جو مجھے خواب آیا وہ مجھے یاد ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اور ہم کو جناب والا کے قدموں کو بوسہ دینے کا اشارہ آپ ہی فرما رہے تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ بس داراخان بس۔ اس کے بعد جوش میں نہ آنا۔ اور کم ظرف والوں کی طرح شور نہ کرنا۔ جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا اس کو ایک خیال گمان کر۔ اور قطعاً زبان سے اس کا ذکر نہ کر۔ داراخان نے خاموشی اختیار کر لی۔ وہ پیکرِ تصویر کی طرح خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کہا کہ مجھے یقین کامل کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ کہ میری رسائی نبی پاک ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں صرف آپ کے طفیل ہوئی ہے۔ اب میں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو آپ کے خادموں کے گروہ میں شامل کر لوں۔ الغرض اسی مجلس میں جبکہ گیارہ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ تھی کہ اس نے آپ سے بیعت کا شرف حاصل کر لیا۔ اس نے کرم اور سخاوت کا ہاتھ کھولا اور آپ کی دعوت کے انتظامات کئے۔ اور دوست احباب کی بھی دعوت کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اگلے سال بھی اپنے مرشد پاک سے اجازت طلب کی اور بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہو گیا۔ مصنف کے اشعار (ترجمہ)

۱۔ اس سے بڑھ کر کوئی آدمی خوش نصیب نہیں ہے کہ جو اپنے مقصد کی منزل کی طرف سفر کرتا ہے۔

۲۔ دانہ بوتا ہے اور درخت پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے ٹہنیاں، پھول اور پتے

نمودار ہوتے ہیں۔

۳۔ دریائے بلاخیز میں پاؤں رکھتا ہے اور مروارید سے اپنا دامن لبریز کر لیتا ہے۔

۴۔ جلانے والی آگ کے درمیان بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس سے ابراہیمؑ کی طرح پھول چنتا ہے۔

۵۔ اے دل اس گفتگو سے علیحدہ ہو جا۔ اگر موقع ملے تو اپنے پیر کی ہمراہی کو اختیار کر۔

حکایت چہارم

اکثر ایسا اتفاق واقع ہوتا کہ آنجناب سائل کے سوال کرنے سے پہلے ہی جواب دے دیتے۔ اور دل کی بے چینی کو اپنی گفتگو سے دور کر دیتے تھے۔ چنانچہ فخر خاندانِ مرتضوی سید عبدالعلی رضوی زبدہ سادات عظام زمیندار و نمبردار قصبہ نگرام تحصیل موہن لعل گنج ضلع لکھنؤ جو ہم نسب اور قرابت دار، تعلیم یافتہ اور صحبت یافتہ، عابد صادق اور زاہد، عاشق اور پیشوائے ارباب ذوق اور مقتدائے اصحاب شوق ہمراز موسیٰ کلیم حضرت قاضی عبدالکریم بریلوی نور اللہ مرقدہ تھے۔ حسن ارادت اور کمال جوش و جذبہ سے ہر سال ربیع الاوّل کے مہینہ میں محفل میلاد شریف آراستہ کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا قاضی صاحب کے طریقہ کے مطابق ذکر میلاد شریف کا اہتمام کرتے۔ اور وہ تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے۔ لیکن شیخ عبدالعلی صاحب جو قصبہ مذکور کے باشندے ہیں، وہاں ایک حافظ قرآن بھی تھے اور عالم علوم لطیف و نکتہ دان بھی

تھے وہ اکثر کہتے تھے کہ یوں محفل میں کھڑا نہ ہونا چاہئے کہ یہ مشرکین کا طریقہ ہے اور شریعت اور ایمان کے اصول کے خلاف ہے۔ اس باعمل عالم کے ارشاد نے سید عبدالعلی کو عجیب کشمکش میں مبتلا کر دیا۔ قاضی صاحب مذکور مغفور کے معمولات سے قطع نظر اکثر صلحائے امت کے عمل کی بنا پر کھڑا ہونے کا عمل اور تاکید صاف صاف ملتی ہے اور علما کی جانب سے اس کے خلاف ہے۔ یہ عجیب واقعہ اور طرفہ تماشا ہے۔ اسی حالت میں سید صاحب موصوف بے حد پریشان ہو گئے اور سوچا کہ اس پوشیدہ راز کو کسی صاحب دل سے پوچھ لینا چاہئے۔ چنانچہ اتفاقاً اس دن لکھنو شہر میں ماہ ربیع الاوّل ۱۲۸۳ھ کے شروع میں آنجناب (القابات کتاب سے) دارا خان کے مکان میں ٹھہرے۔ اس سے قبل کہ سید صاحب مذکورہ سوال کے لئے لب کشا ہوتے۔ آپ نے پہلے ہی جواب کے روشن موتی اس کی تمنا کے دامن میں ڈال دیئے۔ اور عجیب و غریب عنوان کے ساتھ بیان کر دیا اور فرمایا کہ اے سید صاحب جو کچھ عاشق اپنے معشوق کے حق میں عرض کرتا ہے وہ بالکل درست ہے۔ اور جس قسم کی وہ عزت و تعظیم کے طریقے بجالاتا ہے وہ سب سراسر خوشنما ہوتے ہیں۔ یہ ایک بزرگ کو قول ہے:

(ترجمہ) اے جنوں میں تیرے ارد گرد چکر لگاؤں تیرا طواف کروں کہ تو نے مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے کفر و مسلمانی کے چنگل سے آزاد کر دیا۔

''سید صاحب جو کچھ کرتے ہو کئے جاؤ۔ اور ہرایرے غیرے سے ہاتھ اٹھالو اور کسی کی بات نہ سنو۔'' (ترجمہ اشعار)

۱۔ وہ عاشق بہت ہی اچھا ہے کہ جو اپنے دوست کی دولت بن جاتا ہے۔ کہ جو اپنے معشوق کی منشاو مرضی کے ہی ارد گرد چکر لگاتا ہے۔

۲۔ اگر معشوق کہے
گاری میں فوراً اٹھ کھڑا ہو
۳۔ اگر یار کا نام ز
کھیل جائے۔
آپ نے رہنمائی کے لئے
صاحب کے ذہن نشین کر
(ترجمہ شعر) عاشقان ص
کی طرح ہے۔
الغرض سید ص
کے موقع پر کھڑے ہوجا
پر ارشاد فرمایا کہ اے
درباریوں کے طریقہ کو
چیز ہے۔ اگر چہ علم کی فض
حاصل کرنے پر سختی سے
جاتا ہے۔ نیز ارشاد فر
عاشقوں کے حق میں ز
کے سامنے قباحت
السلام کی حکایت میں
۱۔ جس وقت

۲۔ اگر معشوق کہے کہ کھڑا ہوجا تو فوراً سرتاپا تیار ہوجاتا ہے۔ اور اس کی خدمت گاری میں فوراً اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

۳۔ اگر یار کا نام زبان پر آجائے تو عاشق کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی جان پر کھیل جائے۔

آپ نے رہنمائی کے لئے وہ ارشاد فرمایا کہ جس کی بنیاد پر انا معمہ تھا وہ فوری طور پر سید صاحب کے ذہن نشین کردیا۔ اور انہوں نے اپنے مدعا کو پالیا۔

(ترجمہ شعر) عاشقانِ صادق کا راز پوشیدہ رہتا ہے۔ وہ خاکی جسم کے درمیان روح کی طرح ہے۔

الغرض سید صاحب موصوف اس دن سے بغیر سوچ و بچار کے میلاد شریف کے موقع پر کھڑے ہوجاتے تھے۔ اور جناب قاضی صاحب موصوف کے مراسم کی بناء پر ارشاد فرمایا کہ اے سید صاحب جو کوئی اپنے آپ کو دربار میں نہیں پہنچاتا ہے وہ درباریوں کے طریقہ کو نہیں جان سکتا ہے۔ اشیاء کا علم کوئی اور چیز ہے اور عشق کوئی اور چیز ہے۔ اگرچہ علم کی فضیلت اس طرح ہے کہ آنحضرت خاتم النبوت ﷺ نے علم کے حاصل کرنے پر سختی سے تاکید فرمائی ہے۔ لیکن عشق کی منزل میں وہی علم حجاب اکبر بن جاتا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ اکثر عالموں کے ارشاد جاہلوں کے حق میں شہد ہیں اور عاشقوں کے حق میں زہر ہیں۔ اور جو کچھ عاشقوں کے سامنے تعریف ہے وہ عالموں کے سامنے قباحت ہے۔ چنانچہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ یہ اشعار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت میں سے ہیں:۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جس وقت حضرت موسیٰ نے اس چرواہے کو سمجھایا تو اللہ کی طرف سے عتاب

نازل ہوا۔

۲۔ اے موسیٰ (لباس، دامن، پیراہن، گدڑی) دامن گرفتگی کے آداب الگ ہیں۔ جن کی جان اور روح جلی ہوئی ہے وہ اور ہیں۔

۳۔ تو وصل کرنے کے لئے آیا ہے نہ کہ جدائی ڈالنے کے لئے۔

۴۔ اس کے حق میں تو یہ تعریف تھی اور تیرے نزدیک یہ مذمت تھی۔ اس کے حق میں یہ شہد تھا اور تیرے حق میں یہ زہر تھا۔

۵۔ اس کے حق میں تو نور تھا اور تیرے حق میں وہ آگ تھی۔ اس کے حق میں تو یہ گلاب کا پھول تھا اور تیرے حق میں یہ خار تھا۔

جو کچھ عاشق لوگ بیان کرتے ہیں وہ دوسروں کی طاقت اور برداشت سے باہر ہیں۔

(ترجمہ شعر) جس جگہ حضرت عشق رونق افروز ہوتا ہے علم و عقل وہاں سے کوچ کر جاتے ہیں۔ عشق اسے ایک طرف لے جاتا ہے۔

جس جگہ عشق کا بادشاہ آگیا تو پھر نہ تقویٰ رہا نہ زور بازو۔ یہ شعر بھی مصنف کے ہیں:۔ (ترجمہ)

ا۔ مرحبا اے میرے موتی برسانے والے عشق! دونوں جہانوں میں تو ہی میرا دوست ہے۔

۲۔ خوش آمدید عیبوں پر پردہ ڈالنے والے کے عشق! اے گناہوں کو معاف کرنے والے کے عشق مرحبا۔

۳۔ اے عامی و عاقل میری ہر قسم کی گفت و شنید سے دور ہو جا۔ میں نے تجھے اچھا سمجھا ہے اور تیری طرح میرا کوئی یار نہیں ہے۔

۴۔ تیرے آنے سے میں ہر مطلب سے دور ہو گیا۔ تیرا شکریہ ہے میں کب تک یہ باتیں کروں گا۔

۵۔ ہرگز کسی سے یہ کام نہیں ہوسکتا ہے۔ آخر کار عشق ہی فائدہ دیتا ہے۔

۶۔ عاشقوں کو معشوق کی فکر ہے اور یہی کافی ہے۔ عاشق زہد وتقویٰ کی خواہش نہیں رکھتا ہے۔

۷۔ اے خدا بخش! جو کچھ تو رکھتا ہے پہن لے۔ چپ رہ اور میخواروں کی طرح جوش میں نہ آ۔

حکایت پنجم

آنجناب کا دائمی معمول ایسا تھا کہ کبھی اپنا سر مبارک اوپر نہیں کرتے تھے اور اپنی نظر کو قدم پر رکھتے اور کسی کی جانب اپنی چشم اطہر نہ کھولتے۔ اسی طرح بات کرنے والوں سے بھی آنکھیں چار نہ کرتے۔ اگر کسی وقت بھولے سے بھی کسی سے آنکھیں چار ہو جاتیں تو فوراً جان کو چیرنے والا تیر نظر اس کے دل پر لگتا۔ وہ گریبان چاک کر دیتا۔ اور صحرا کی جانب بھاگ جاتا۔ چنانچہ محلّہ امین آباد از محلات لکھنؤ چودھری ہدایت علی صاحب تعلقدار دھورہرہ تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنؤ، بتاریخ ۵ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ، کے مکان پر آنجناب ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور ہدایت کے دروازے چوہدری ہدایت علی صاحب اور چوہدری سرفراز احمد صاحب تعلقدار سیجہ ضلع بارہ بنکی اور دیگر حاضرین محفل کے لئے کھولے۔ اچانک برون صاحب سر دفتر محکمہ کمشنری بہرائچ کا اتفاقاً وہاں سے گزر ہوا۔ اور اس کی آنکھیں آنجناب کے ساتھ چار ہوئیں۔ جگر کو

چیرنے والا تیر عشق اس طرح اس کے دل پہ لگا کہ آہ کا دھواں اس کے دل سے نکلا اور وہ بے خود و مدہوش ہوگیا۔ درد آشنا ہوگیا۔ اور اظہارِ عاجزی کرنے لگا۔ بزرگوں کا قول درست ہے۔

(ترجمہ شعر) نگاہ آنکھوں سے پڑی اور دل سے آواز بلند ہوئی۔ تیر کہاں لگا اور غبار کہاں سے اٹھا۔

پس گھوڑے سے نیچے اترا اور اپنے اختیار کی باگ آنجناب کے ہاتھوں میں دے دی۔ یہ اشعار بھی مؤلف ہی کے ہیں:۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ چلنے کی جو طاقت اور رفتار پہلے تھی وہ آپ کو دیکھ کر نہ رہی۔ بات کی طاقت اور ہمت جو پہلے تھی پھر نہ رہی۔

۲۔ نہ دل میں صبر رہا نہ جسم میں جان رہی۔ نہ عقل باقی رہا نہ اس کے دین کا نشان باقی رہا۔ سب کچھ جاتا رہا۔

۳۔ جب اس کی آنکھوں سے تازہ خون کے آنسو گرے۔ اس نے اپنے چہرے پر ان کی سرخی مل لی۔

۴۔ اس کے باطن کے درد نے اس طرح جوش مارا کہ زمین پر گر پڑا اور اس کی ہوش جاتی رہی۔

۵۔ نہ اس نے سر دیکھا نہ پاؤں دیکھے نہ جگہ دیکھی۔ بے جان جسم کی طرح اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

۶۔ اپنے عہدہ اور جوانی کو بھلا دیا۔ اور بلائے ناگہانی میں مبتلا ہوگیا۔

الغرض کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آ گیا۔ اور آنجناب کی قدم بوسی کے شرف

سے وہ مشرف ہوا۔ اور زار زار رونے لگا۔ آپ کے جمال باکمال کو انتہائی توجہ کے ساتھ دیکھنے لگا۔ آخر عرض کی گزشتہ سال میں نے اس پوری دنیا کو آراستہ کرنے والا یہ حسن ایک دن بہرائچ قصبہ میں دیکھا اور اسی دن سے میں آنجناب کی بلند مرتبہ نگاہ سے گھائل ہوگیا۔ آج میری قسمت نے یاوری کی اور میرے نصیب نے میری مدد کی کہ مجھے یہ نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوئی اور میں نے اپنا دلی مقصد پالیا۔

اشعار

۱۔ اللہ کی حمد وثناء کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچ گیا ہوں اور دوبارہ آنجناب کی مجھے زیارت ہوگئی۔

۲۔ میں کیا بیان کروں کہ میں نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں۔ صبح کی طرح میں نے گریبان چاک کیا۔

۳۔ میرا دل آپ کی جدائی سے سینکڑوں جگہ سے چاک تھا۔ سینہ پر پتھر اور سر پر مٹی پڑی ہوئی تھی۔

۴۔ ہر رات میں تارے گنتا اور دن کو اشکبار رہتا تھا۔

۵۔ میں اس جانِ ناتواں کے درد کو کیا بیان کروں۔ اگر میں بیان کروں گا تو دنیا والوں کو میں رُلا دوں گا۔

۶۔ اب میری طرح دنیا میں کون کامیاب ہے۔ دکھ کے بعد ایسی کامیابی کس کو ملی ہے۔

مقصود حاصل ہونے کے بعد اسی دن انتہائی خوشی کے ساتھ وہ مسلمان ہوگیا

اور بیعت کی سعادت حاصل کر کے خوش نصیب بن گیا۔ دین متین کے اصولوں پہ عمل کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اور ماضی کے طریقہ کو مکمل طور پر چھوڑ دیا۔ جیسا کہ عقلمندوں کا کہنا ہے کہ طواف کعبہ اور مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد ان کے ساکنان پر ہزاروں سلام ہوں۔ اب وہ ایسے درجے پر فائز ہوا کہ بہت سے بے دینوں کی اس نے رہنمائی کی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ جو آدمی سچائی کے ساتھ قدم رکھتا ہے۔ عاشقوں کے لشکر میں جھنڈا گاڑ دیتا ہے۔

۲۔ اگر تو چاہتا ہے کہ قیامت کے دن تو مطمئن ہو تو اہل دل کی خدمت میں تو کھڑا رہ۔

۳۔ لوہا کہ جو پارس سے مس ہو جاتا ہے۔ وہ فوراً سونا بن جاتا ہے۔

حکایت ششم

آنجناب ایسے کام کو کہ جو صوم وصلوۃ کی ادائیگی میں فتور ڈالے عموماً اسے پسند نہ کرتے۔ اور ایسا کام کہ جو مصحف عزیز قرآن مجید کی تلاوت کے اوقات میں اور درود شریف کے وظیفہ کے دوران خرابی کا باعث بنتا، پسند نہ فرماتے۔ نیز اپنے مریدوں کے حق میں مصلحت نہ دیکھتے۔ چنانچہ ۱۸۶۸ء بمطابق ۱۲۸۴ھ انگریزی حکومت کے حکم سے ایک اشتہار اس حکم کے مطابق جاری ہوا کہ اگر کوئی ملازم جاری شدہ قانون کو یاد نہیں کرے گا تو اسے ملازمت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس لحاظ سے بااختیار لوگوں کے بھی رنگ اڑ گئے۔ اور دوسرے قانون کو یاد کئے بغیر اپنے لئے

کوئی چارہ نہ جانا۔ ایک دن اتفاق سے چند بااختیار لوگ قیصر باغ راجہ تجمل حسین خاں صاحب بہادر تعلقہ دار، مؤامؤ کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہر قسم کی باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک برگزیدۂ بارگاہِ خداوند کریم منشی محمد ابرہیم صاحب زمیندار و نمبر دار موضع سہارہ پرگنہ دیوے شریف ضلع بارہ بنکی بھی تھے جو مختارگری کے پیشے کو اختیار کرنا چاہتے تھے کو دیکھا اور پوچھا کہ اے بھائی اب کیا کرنا چاہئے۔ یہ مرحلہ کیسے طے ہو اور یہ مشکل کیسے حل ہو۔ یہ تو ایک آفت ناگہانی ہے جو ہمارے سر پہ آن پڑی ہے اور ہم سب کو بحر انتشار میں غرق کر رہی ہے۔ اس وجہ سے کہ منشی صاحب موصوف جو پیر پرستی میں مشہور تھے اور اسی وصف سے معروف تھے انہوں نے کہا کہ اے بھائی میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ قانون کے یاد کئے بغیر میں کیا تدبیر کر سکتا ہوں کہ پیشہ مختاری کو ضائع کر دینا اپنے آپ کو بے کار کر دینا ہے۔ اور یہ حماقت ہے۔ اور دانشمندی سے دور ہے۔ لیکن میں خود ذاتی طور پر اپنے لئے کوئی فیصلہ نہیں کرتا بلکہ یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر پیر و مرشدِ برحق قبلہ و کعبۂ مطلق دستگیر عاصیان رہنمائے گمراہان عالیجاہ ملک دستگاہ جناب حاجی وارث علی شاہ صاحب دام اللہ کمالہ و بسط اللہ ظل ظلالہ اجازت مرحمت فرمائیں تو بے شک ہم قانون کو یاد کرنے کی کوشش کریں گے۔ ورنہ میں اسے ہلاکت سمجھتا ہوں اور اس وادی میں قدم نہیں رکھوں گا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ اسی مہینے سپہر عزت و جاہ آنجناب، چودھری ہدایت علی کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔ جو لکھنؤ شہر کے محلّہ امین آباد میں واقع ہے۔ کافی مخلوق آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی۔ جس طرح کہ چاند کے ارد گرد دائرہ ہوتا ہے۔ اگرچہ منشی صاحب بھی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو گئے لیکن وہ بات جو پوچھنی تھی بالکل پوچھنا بھول گئے۔ مجلس میں بیٹھنے کے

دوران ہر قسم کی باتیں ہوئیں یہاں تک کہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا۔ منشی صاحب اٹھے اور رخصت کی اجازت چاہی تو آنجناب نے باطنی روشنی سے دریافت فرمایا کہ اس آدمی نے وہ مطلب کہ جو اس نے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے وہ بھول گیا ہے۔ آخر آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ بات ابھی باقی ہے۔ اس کو سننا چاہئے۔ الغرض صحیح مطلب کہ جو منشی صاحب کے دل میں تھا اس کو بر سبیل داستان واضح کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص شہر میں بہت اچھے انداز سے رہ رہا تھا۔ جو مختلف صفات سے متصف تھا اور دن کو باری تعالیٰ کی اطاعت کرتا اور رات کو بیداری اور اشکباری میں گزارتا۔ اور بے حساب درود شریف کا تحفہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتا۔ اچانک ایک دوست جو دشمنی کے لحاظ سے مثل شیطان بہت برا تھا اس کے پاس آیا اور اس کا معمول دیکھ کر اسے دنیاوی اعتبار سے بے کار رہنے پر پریشان کر دیا۔ اس نے کہا کہ اے بھائی اگر تو بھی کسی کام میں مصروف ہوتا تو اپنے وقتِ عزیز کو نعمت سمجھ کر گزارتا۔ اس شریر صفت انسان نے اس فرشتہ سیرت کو اس انداز سے یہ بات کہی کہ اس کے سر میں کامیابی کی خواہش جگہ پا گئی۔

اشعار

۱۔ حرص اور خواہش کا گھر برباد ہو جائے، کہ زمانے کے بادشاہ کو گدا کر دیتا ہے۔

۲۔ نہ وہ ایک ملک کے ساتھ قناعت کرتا ہے اور نہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

۳۔ جو کوئی حرص اور خواہش کے اندر مبتلا ہو گیا۔ وہ شیطان کا ساتھی ہو گیا اور اس

کا ہمراز ہوگیا۔

۴۔ جو شخص حرص و ہوس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ فرشتہ بھی ہو تو وہ صراط مستقیم پہ ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔

آخر کار اس نیک آدمی نے اس شیطان آدمی سے آنے کا مقصد پوچھا۔ اس نے کہا آج کے دور میں تمام تدبیریں افسانہ اور افسوں ہیں۔ درجات کا ترقی بخش عمل قانون ہے۔ چنانچہ وہ سادہ لوح انسان اسی ارادے پر تیار ہوگیا۔ اور دن رات قانون یاد کرنے پر کمر ہمت باندھ لی۔ اس قدر وہ قانون یاد کرنے میں مصروف ہوگیا کہ اس کے وظائف اور اشغال میں نقصان ہونے لگا۔ اس لحاظ سے کہ وہ آدمی اللہ کی بارگاہ میں مقبول تھا، ایک رات نبی پاک ﷺ نے اس کے سامنے رحمت کا دروازہ کھولا۔ اور حکم فرمایا کہ اے خدا پرست دنیا مردار ہے اور اس کا طالب کتا ہے۔ یہ بات تو نے نہیں سنی ہے کہ تو سچائی کے راستے سے ہٹ گیا ہے اور اپنے دل کے گھر کو لالچ میں مبتلا کر دیا ہے۔ اپنے دل کو لالچ سے پاک کر اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہو جا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ ہوش کر، اے مردِ دانا ہوش کر۔ اس بات کو سمجھ اور کمینے لوگوں کی طرح برائی کا بیج نہ بو۔

۲۔ اللہ کے سوا اور کون ہے جو غمخواری کرتا ہے۔ اپنی ذلت و رسوائی کا تو انسان خود ہی سامان کرتا ہے۔

جونہی یہ حکم جس کی بنیاد ہدایت پر تھی سنا تو فوراً اس راستے سے ہٹ گیا اور قانون کی کتابیں پارہ پارہ کر دیں۔ اور انہیں کنویں کے اندر ڈال دیا۔ اپنی پیشانی

زمین پر رکھی اور معذرت ومعافی کے لئے اپنی زبان کھولی۔ بقول صلح الدین شیخ سعدی شیرازی: (ترجمہ اشعار)

۱۔ سب جہانوں کے مالک کے لطف وکرم کو دیکھ۔ گناہ بندہ کرتا ہے اور شرمسار وہ ہوتا ہے۔

۲۔ اس طرح مہربانی کی ہوا چلی کہ اس کے گناہ کا غبار اللہ کی رحمت کے میٹھے پانی سے چھٹ گیا۔

اس کا انجام بھلائی کے ساتھ اچھا ہو گیا۔ اور اس کی تقرری تیس روپیہ ماہوار کے طور پر اس کے سکون کا باعث بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ کسی کام کے لئے ہماری جستجو، بازار میں ہم کو ذلیل کرتی ہے۔

۲۔ جو جستجو میں رکھتا ہوں اسے کمزور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے مایوس مت ہو۔

۳۔ اگر قناعت کے دامن میں، میں پاؤں رکھوں گا تو دلی مدعا میں پالوں گا۔

۴۔ ہماری سمجھ، عقل اور شعور پر افسوس ہے۔ ہمارے رسم ورواج پر افسوس ہے۔

جونہی آنجناب کی زبان الہام ترجمان سے ارشاد ہوا منشی صاحب کو بھولا ہوا مضمون دل ودماغ میں آ گیا۔ اور آپ کا ادب بجالانے کے لئے زمین کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ آنجناب کی رہنمائی سے میں بھولی ہوئی بات سے آگاہ ہو گیا ہوں اور قانون کے یاد کرنے کے ارادہ کو میں نے ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی قدرت

کے ساتھ۔ منشی صاحب بہت جلد سرکار باوقار رئیس نامدار مہاراجہ سرنجیت سنگھ صاحب تعلقدار پرگنہ سیلک ضلع بارہ بنکی کے ہاں اسی تیس روپیہ پر ملازم ہو گئے اور شاہی انعامات حاصل کرنے کے لئے مسلسل کامیاب ہو گئے۔ یہ شعر بھی مصنف کے ہیں: (ترجمہ اشعار)

۱۔ راہِ تسلیم ورضا پر چلنے والے اللہ کے حکم کے سوا وہ کوئی بات ہی نہیں کرتے۔

۲۔ جو کچھ صانع مطلق اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اگر چہ وہ پسند ہے یا ناپسند ہے،

۳۔ وہی اولیائے کرام کے پیش نظر ہوتا ہے۔ پوشیدہ راز ان کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔

ولی بغیر کسی شک کے اللہ کا راز دار ہوتا ہے۔ لیکن وہ اللہ کے حکم کو ظاہراً بیان نہیں کرتا۔ مشتاقانِ حق دوست سے کب جدا ہوتے ہیں۔ ان کی کھال، مغز، اور رگ وپے سب کچھ اسی سے ہے۔

حکایت ہفتم

آنجناب معمول کے مطابق اس طرح کرتے کہ بظاہر زبانِ حال سے دعا، بدعا نہ فرماتے۔ آپ کا مہربان دل کسی ایک آدمی کا بھی مصیبت میں مبتلا ہونا گوارا نہ کرتا۔ بظاہر آپ سوال کرنے والوں کو جواب دے دیتے تھے۔ اور باطنی طور پر اس کے مقصد کو پورا ہونے کے لئے مالک کائنات سے التجا کر دیتے تھے۔ چنانچہ مخزن خلق عظیم منشی عبدالرحیم صاحب الٰہ آبادی ملازم محکمہ بندوبست ضلع لکھنؤ کہ جو انگریزی حکومت سے صرف پندرہ روپیہ ماہوار حاصل کرتے تھے۔ اوقاتِ شب وروز بہر کیف

بسر کرتے اور کسی قسم کی شکایت زبان پر نہ لائے تھے۔

(ترجمہ شعر) ظالم آسمان کا گھر ہمیشہ ہمیشہ برباد ہو جائے کہ اس کے اندر سورج کو ہمیشہ گہن ہی رہتا ہے۔

ٹیڑھی چال چلنے والے آسمان نے ان کی معاشی تنگی کو بھی پسند نہ کیا اور اچانک ڈپٹی دھوکل پرشاد اسسٹنٹ بندوبست نے ان کو معزول کر دیا۔ جب وہ معزول ہونے کی جگہ پر آئے تو گویا ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اور اس کے بعد بہت چارہ جوئی کے بعد آخر کار انہوں نے اپنے کام کی تدبیر سوائے کامل ولی کی توجہ کے اور کوئی نہ پائی۔ کسی نے ان کو کہا کہ دیوے شریف کے قصبہ میں ایک صاحب دل عالی وقار و نیکوکار اور راست گفتار فرشتہ سیرت ہیں۔ مولوی امام علی ان کا نام ہے۔ سادات روزانہ صبح و شام ان کے آستانہ کو بوسہ دیتے ہیں۔ خضر والیاس ان کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے ہیں۔ ان کے اوصاف بیان سے باہر ہیں۔ اور وہ زبانی تعارف سے بالاتر ہیں۔ (ترجمہ قطعہ)

۱۔ وہ نبی پاک کے دوست ہیں اور بے نیاز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت مقبول ہیں۔ سورج بھی اس چشمۂ نور پہ رشک کرتا ہے۔

۲۔ اولیاء کرام کی کرامتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ جیسے قرآن مجید کے سامنے زبور کا حکم ہو۔

تیرے مقصد کی کامیابی اس اکمل روزگار مولوی امام علی صاحب خلیفہ خاص برگزیدۂ بارگاہ ملک المنان مولانا عبدالرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ کی توجہ کی مرہون منت ہے۔ دیگر کی طرف راغب ہونے سے اس کا حل ہونا مشکل ہے۔ وہ افلاس کے

پتھر سے پسا ہوا اور مایوسی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا۔ جس طریقہ سے بھی ہوا اس قصبہ کی طرف عازم سفر ہو۔ اور جلدی سے تعلقدار ذی اختیار و باوقار حاتم روزگار قاضی محمد اکرام صاحب کے مکان جنت نشان پر مولوی صاحب مذکورہ کے پاس پہنچا۔ اور اپنی پریشان حالی کا ذکر کیا۔ اس فرشتہ سیرت برگزیدہ صورت ہستی نے ان کی بہت اچھی طرح مہمانداری کی اور اس کی اچھے طریقے سے دلجوئی کی۔ جب وہ دن گزرا اور رات نے اپنی کالی زلفوں کو دن کے چہرے پر لٹکایا۔ تو اس بزرگی کے آسمان نے تنہائی میں سب سے پہلے پریشانی کو ختم کیا اور اس کے بعد ہدایت کا چراغ اس کی راہ میں روشن کیا۔ یعنی اس نے حکم دیا کہ اے عزیز تیرے کام کی گرہ جناب حاجی وارث علی شاہ حقیقت آگاہ کے ہاتھوں ہی کھلے گی۔ ان کی خدمت میں جلدی جلدی جا اور اپنا گوہر مقصود حاصل کر لے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر اللہ کا بندہ چاہے کہ نار نور ہو جائے تو وہ نور ہو جاتی ہے۔ اور کانٹے کو وہ چاہے تو سرخ گلاب بنا دیتا ہے۔

۲۔ پتھر کو لعل بدخشانی بنا دیتا ہے۔ اور ٹھیکری کو کان کا موتی بنا دیتا ہے۔

۳۔ اگر اس کا سورج ذرہ پر چمکے تو سورج اس کے سامنے گونگا یعنی سنکھ نظر آتا ہے۔

۴۔ خوش باش آدمی کو ایک لمحے میں غمگین کر دیتا ہے۔ خستہ حال کو صاحب تمکین بنا دیتا ہے۔

۵۔ اس کو کمالات سرمدی حاصل ہیں۔ وہ نبی پاک ﷺ کا محبوب ہے۔

اس وجہ سے کہ وہ عالی خاندان مانند سیماب ایک جگہ نہیں ٹھہرتے۔ اور تیرا آپ کی خدمت میں پہنچنا جو سراپا برکت ہے وہ مشکل معلوم ہوتا ہے اور تیرا کام محال

نظر آتا ہے۔(ترجمہ اشعار)

۱۔ آپ کی گردش رات دن چرخ دوار کی طرح ہے۔ کبھی جنگل میں ہوتے ہیں اور کبھی پہاڑوں پر۔

۲۔ کبھی شہر میں ہوتے ہیں اور کبھی بازار کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی اور آدمی کو اس کا راز معلوم نہیں ہے۔

اس بے چارے کو بہت پریشانی لاحق ہوگئی کہ اس حال میں کس طرح آپ کی خدمت میں پہنچ سکتا ہوں۔ الغرض اگلے ہی روز وہ کسی ضرورت سے ایک طرف جا رہا تھا اور سید سا ہو کے روضۂ انور کے اردگرد پھر رہا تھا کہ اچانک ایک طرف اس نے لوگوں کو جاتے ہوئے دیکھا۔ بڑے کامل شوق کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو اس جم غفیر تک پہنچایا۔ اور ان کی اضطراری کیفیت کی وجہ ان سے پوچھی۔ تو ان لوگوں نے اس سے کہا کہ گذشتہ رات سے مولانا، مرشدنا حاجی سید وارث علی شاہ صاحب چودھری عبداللہ کے گھر میں رونق افروز ہیں۔ غالباً اس وقت کسی دوسری جگہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ اگر قدم بوسی کا خیال ہو تو ہمارے ساتھ آ جائیے۔(ترجمہ قطعہ)

۱۔ جب یہ خوشخبری اس کے کان میں پڑی تو سعادت اس کی ساتھی بن گئی اور راحت جان اسے قریب محسوس ہونے لگی۔

۲۔ اس خوشخبری سے اس پر شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری ہوگئی اور تمام غیبی فتوحات اس کے تصور میں آگئیں۔

بہر حال وہ منزل مقصود تک جا پہنچا۔ جب وہ وہاں پہنچا۔ آنحضرت باہر نکل رہے تھے۔ الغرض آنجناب کے ساتھ کئی اور آدمی بھی چل رہے تھے۔ ان کے چہرے

پہ آنسو رواں تھے۔ تھوڑا سا فاصلہ انہوں نے طے کیا تھا کہ آنجناب نے فرمایا اے عبدالرحیم اللہ تعالیٰ جو بڑا کریم ہے وہ بڑی قدرت والا ہے اور اس کی قدرتیں کئی قسم کی ہیں۔ اس کی رنگا رنگ صفات ہیں۔ جب وہ کسی کو عہدے سے پست کر دیتی ہیں تو آخر کار اس کی قدرت خود اس کو پاؤں پر کھڑا کر دیتی ہے۔ اتنا فرما کر عبدالرحیم کو رخصت فرما دیا۔ عبدالرحیم کو فوراً تقویت حاصل ہوگئی۔ اور اس کا دل خود بخود تسلی میں ہوگیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب آنجناب کی خدمت میں پہنچے اور ساری سرگزشت آپ کو سنائی۔ جونہی یہ بات آپ نے سنی۔ تو آپ نے اپنی مبارک زبان کھولی اور سائل کی کامیابی کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ وہ حاجت مند کہ جو مصائب کے جال میں پھنسا ہوا تھا بڑی خوشی کے ساتھ واپس لوٹا اور لکھنؤ شہر میں پہنچا۔ اللہ کی مدد سے اسی مہینے ڈپٹی مذکورہ نے اسے طلب کیا اور اسے بتایا کہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر اسلہ محکمہ بندوبست ضلع لکھنؤ اس کو پندرہ دن کے اندر اندر طلب فرما رہے ہیں۔ اور مسل کی ترتیب دہی کی صورت میں محکمہ بندوبست کی سزا ختم کر دی جائے گی۔ یہ پوشیدہ کام موجودہ اراکین سے ممکن نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں اس کام کا بندوبست تیری واپسی پر منحصر ہے۔ اگر تو ہمت کرے تو ہم سب کو اس معطلی کے بھنور سے باہر لا سکتا ہے۔ وہ بے چارہ عذر کے لئے زبان نہ کھول سکا اور قبول کر لیا یعنی دلی طور پر قبول کر لیا اور دلی طور پر دفتری ترتیب میں مصروف ہوگیا۔ اور چودہ تاریخ تک تمام ریکارڈ مرتب کر دیا۔ حاکم اعلیٰ اس پر اس سے بہت خوش ہوا اور اس کو عہدہ محافظ دفتر پر تقرری کر دی اور کہا کہ اسی وقت اسے چالیس روپیہ ماہانہ پر ملازم رکھا جائے۔ یوں اس کا کام پہلے سے اور زیادہ بہتر ہوگیا۔

مؤلف کے اشعار

۱۔ کام اللہ کی مہربانی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ اور وہ تمام حیلے کے لئے ہیں۔

۲۔ اگر اللہ کی حکمت حیلہ جو ہو جائے تو سینکڑوں تہوں کے نیچے بھی مشک کی خوشبو موجود ہوتی ہے۔

۳۔ وہ اللہ تعالیٰ کہ جو مخلوقات کو جان دیتا ہے وہ یقینی طور پر ہر بشر کو رزق بھی دیتا ہے۔

حکایت ہشتم

اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ عزاسمہ نے آنجناب کو اپنے محبوب کے طور پر چن لیا۔ تو یقینی طور پر آپ کو دیگر مخلوق کا محبوب بھی بنا دیا۔ بہت سالکانِ طریقۂ امامیہ دلی طور پر آپ سے ارادت رکھتے ہیں۔ اور بہت سے ہندو برہمنوں نے آپ کی محبت کا بیج اپنے دل کی کھیتی میں بو رکھا ہے۔ تمام محبانِ صمیم اور قوی ارادت رکھنے والوں کو اگر کسی وقت غبارِ وسوسہ کی خرابی دامنِ عقیدت پہ واقع ہوتی تو فوراً آپ کے قلبِ انور کے آئینہ پر اس کا عکس واضح ہو جاتا اور آنجناب اس کو دور فرما دیتے۔

چنانچہ قرب و جوار کے نامی گرامی رئیسوں میں سے ایک رئیس، جو بارگاہِ ایزدی میں پسندیدہ تھے، چودھری عبداللہ صاحب جو رئیس قصبہ سترکھ تھے۔ وہ آنجناب پاکیزہ صفات کی خدمت میں دلی طور پر سرگرم رہے۔ آپ کی محبت و ارادت کے نقوش ان کے دل کی تختی پر نقش تھے۔ ایک دن ان کے دل میں یہ خدشہ ظاہر ہوا کہ اگر آنجناب نماز ظاہری کو وقت معینہ پر ادا کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اسی رات عالم خواب میں انہوں نے اپنے آپ کو مسجد بیت الحرام میں پایا۔ جس وقت وہاں نماز کی

ادائیگی کے لئے صفیں بنائی گئیں تو آنجناب اس جماعت کے امام بن گئے۔ چودھری صاحب جماعت میں شامل ہونے کی خواہش سے ہر طرف دوڑے لیکن وضو کرنے کے لئے پانی کا لوٹا ان کو نہ ملا۔ اسی دوران ان کی آنکھ کھل گئی۔ اور انتہائی افسوس کے ساتھ اپنے آپ کو حسرت کے آنسو گراتے ہوئے پایا۔ اور آہ کا جھنڈا ناکامی کے صحرا میں گاڑتے ہوئے پایا۔ اچانک صبح کے وقت آنجناب عزت مآب حاجی سید وارث علی شاہ صاحب مد اللہ جلالہ وکمالہ ان کے ہاں رونق افروز ہوئے۔ اور تبسم فرماتے ہوئے پوچھا کہ اے عبداللہ شاہد تجھے پانی حاصل نہیں ہوا اور تو نے نماز نہیں پڑھی۔ چودھری صاحب موصوف کو فوراً اس رمز کو سن کر گزشتہ رات کی کیفیت یاد آ گئی تو جناب والا کے قدموں پر اپنی پیشانی رکھ دی۔ اور کہا: کسی کا راز آپ کے دلِ دانا سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ آپ کی محبت اور پیار وہاں پہنچ گیا ہے کہ آپ اللہ کے برگزیدہ بندے ہو گئے ہیں۔ یہ اشعار بھی مصنف کے ہیں:

۱۔ سچی محبت والا عشق اثر رکھتا ہے۔ یار کے درد کی خبر رکھتا ہے۔

۲۔ جو کچھ معشوق کے دل میں ہوتا ہے۔ وہ عاشق کے کام آتا ہے۔

۳۔ ایسا عاشق کہ جس کو خود معشوق چن لے۔ وہ بغیر اسباب کے اسے اپنی طرف طلب کر لیتا ہے۔

۴۔ ایسا عاشق کہ جس نے دوست تک رسائی حاصل نہ کی۔ ممکن ہے کہ دوست نے اسے اپنی طرف بلایا ہی نہ ہو۔

۵۔ جس کسی نے عشق میں اپنی جان کو جلا دیا۔ معشوق کی محفل میں اسی نے شمع روشن کی۔

حکایت نہم

مولوی قاسم علی صاحب رئیس قصبہ فتح پور ضلع سیتا پور بڑے سمجھدار اور باشعور انسان تھے۔ اس قصبہ کے اندر اپنے فضل وکمال کی وجہ سے مشہور تھے۔ ہر روز بحضور مطلع نور جناب وارث عالم نواز حاضر ہوتے تھے۔ ایک روز ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آنجناب سے نمازوں کی ادائیگی میں عدم پابندی کی وجہ پوچھنی چاہئے۔ اسی دن حسب ضرورت بلرام پور جانے کا ارادہ ہوا۔ لیکن وہ اسی جگہ ایسے علیل ہوگئے کہ وصال کے قریب ہوگئے۔ غفلت اور بے خبری کی حالت میں دیکھا کہ آنجناب رونق افروز ہیں اور کہتے ہیں کہ اے مولوی تو صحرا میں سیر کرنے کی طرف متوجہ کیوں نہیں ہوتا۔ اس وقت جب کہ تو بیمار بھی نہیں ہے۔ جب میں نے یہ خوشخبری سنی تو اپنے آپ پہ غور کیا اور درحقیقت خود کو صحت مند پایا۔ انہوں نے آنکھ کھولی اور فوراً چستی سے کھڑے ہوگئے۔ گویا بیماری آئی ہی نہیں اور سلامتی کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور مقام گونڈہ پہنچے۔ حسن اتفاق سے اسی دن آنجناب بھی قصبہ گونڈہ میں رونق افروز ہوئے۔ جب مولوی صاحب آنجناب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ بہت خوش ہوئے۔ خوشی سے جامے میں پھولے نہ سماتے تھے۔ آپ کے حلقۂ ارادت میں بگوش ہوش شامل ہوئے اور اپنے صحن دل کو شکوک وشبہات سے پاک کیا۔ بالآخر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ مریدان خاص کے زمرہ میں شامل ہوگئے اور اعلیٰ مرتبے تک پہنچے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ نیک دل آدمی کو اگر کوئی بات ناپسند ہو تو بھی تو ان کے سامنے بات نہ کر کہ

اس وجہ سے تکلیف میں مبتلا نہ ہو۔

۲۔ اگر تو راز کو پانے والی چشم نہیں رکھتا ہے تو بہتر یہی ہے کہ خاموشی اختیار کر۔

۳۔ تو کیا جانے کہ عاشق لوگ کس کام میں مصروف ہیں اور وہ کس طرح محبوب کے دیدار میں مصروف ہیں۔

۴۔ اپنا کام کرنے کے لئے تو نے کیا انتظام کیا ہے کہ تو دوسروں کا مقام تلاش کرتا پھر رہا ہے۔

۵۔ دوسروں کی ذات میں عیب تلاش نہ کر۔ اگر سینکڑوں عیب بھی تو ان میں دیکھے تو ایک بھی بیان نہ کر۔

۶۔ اگر تیرا بخت یاوری کرے تو اچھی بات کر اور اچھائی تلاش کر اور جو تو دیکھے اسے اچھا سمجھ۔

حکایت دہم

ایک دن زبدۃ الصلحاء عمدۃ العلماء ماہر اسرار مخفی وجلی مولوی امام علی صاحب خلیفہ وحید الزمان مولانا عبدالرحمٰن صاحب علیہ الغفران کو شیخ جلال الدین صاحب تفریق دار و زمیندار موضع چندولی پرگنہ پرتاب گنج ضلع بارہ بنکی نے رفیع الشان مقبول سرمد قاضی اکرام احمد صاحب تعلقدار علاقہ ستر کھ ضلع بارہ بنکی کے مکان پر طلب کیا۔ جب وہ ان کی خدمت میں پہنچے۔ تو مولوی صاحب کو دیکھا کہ غمگین اور پریشان ہیں اور ان کے چہرہ کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔ تو یہ دیکھ کر جلال الدین حیران ہو گئے کہ یہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔ ابھی انہوں نے حقیقت حال نہ پوچھی تھی کہ انہوں نے

خود ہی بتایا کہ میں نے عالمِ رویاء میں ایک کیفیت دیکھی کہ جو میں بیان نہیں کر سکتا۔ مختصر یہ کہ میں نے خود کو بارگاہ حضور رسالت مآب ﷺ میں حاضر پایا۔ اور میں نے سیدالابرارؒ کے بہارستانِ انوار سے کامرانی کے پھول چنے۔ اچانک چمن نبویؐ کے سرو اور باغ مرتضویؓ کے ثمر جماعتِ اولیاء کے سردار جناب سید وارث علی شاہ صاحب حاجی الحرمین الشریفین دور سے ظاہر ہوئے۔ اور ناز کی سے خراماں خراماں چلتے ہوئے حضور لامع النور کی بارگاہ میں پہنچے۔ اور آنحضرت کے پائے دل آرا کو بوسہ دیا اور اپنے سر کو آپ کے پائے اقدس پر رکھا اور رونے لگے۔ آنحضرتؐ نے انتہائی شفقت کے ساتھ آپ کے سر کو اٹھایا اور کچھ ارشاد فرمایا تو جناب شبیر (حضرت امام حسینؓ) تیزی سے اٹھے اور سیاہ رنگ کی ریشمی چادر اس امام الاولیاء کے کندھے پر ڈالی۔ پس میں نے چاہا کہ اگر اس چادر کا ایک ٹکڑا میرے ہاتھ آ جائے تو۔ مصرع

جب تک میں زندہ ہوں تو میرے ہاتھ سے اسے کوئی آدمی چھین نہ پائے۔ اور میں اس کو قبر میں ساتھ لے جاؤں اور اسے اپنی نجات کا ذریعہ بناؤں۔

اے عزیز جب تجھ کو حاجی صاحب کی خدمت میں، جو بڑے معزز اکابر میں سے ہیں، ان کی بارگاہ میں تجھے رسوخ حاصل ہے تو اگر تو ہمت کر لے تو ان کی چادر کا ایک ٹکڑا حاصل کر لے تو بقایا عمر اس کے فیضان سے باہر نہیں آئے گا۔ اور دائمی زندگی میں ترقی کی دعا پا لے گا۔ جلال الدین نے کہا یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔ میں اسی وقت جاتا ہوں اور آپ کا ادب بجا لاتا ہوں۔ وہ دونوں صاحبان ابھی اسی گفتگو میں مصروف تھے کہ فوراً آنجناب حاجی وارث علی شاہ صاحب دور سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ گویا سارے پھول کھل پڑے۔ انتہائی خوشی سے دوڑتے ہوئے وہ آپ کے

استقبال میں مشغول ہو گئے۔ اور آنجناب کو باعزت طریقہ سے لا کر بطور صدارت اعزاز کے ساتھ بٹھایا۔ جلال الدین موصوف نے پہلے تو ہزاروں منتوں کے ساتھ آپ کے سامنے اپنی گستاخیوں کا عذر پیش کیا اور اس کے بعد جو کچھ دل میں اسرار تھے جو کہ پیچھے بیان کئے گئے ہیں وہ عرض کئے۔ آنجناب نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے فرمایا کہ اے مولوی صاحب خواب پر اعتبار کرنا اور خیال کو معتبر سمجھنا عقل و دانش اور فہم و فراست کے خلاف ہے۔ جس طرح کہ عقلمندوں نے کہا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اگر خواب میں کوئی خیال ظاہر ہو تو وہ سچ ہونے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ خواب میں اگرچہ باغ نظر آئیں لیکن ان کے پھول کوئی ہرگز نہیں چن سکتا۔

اے مولوی صاحب آپ نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے اسے صرف خیال سمجھو اور ان کا ظاہر ہونا محال ہے۔ اسرار کے معلوم ہونے کی وجہ سے کہ کون سے اسرار ظاہر کرنے چاہئیں اور کون سے نہیں۔ اس کے بعد دونوں بزرگ اٹھے اور ایک دوسرے کو بغلگیر ہوئے اور اس کے بعد آنجناب رخصت ہوئے اور مولوی صاحب چپ چاپ ہو کر وہیں بیٹھے رہے۔

(ترجمہ) اشعار مؤلف

۱۔ عاشقوں کی رمزیں کون جانتا ہے۔ درد کی ٹیس کو دوسرا کوئی کب جان سکتا ہے۔

۲۔ میں نہیں جانتا کہ عشق نے کہاں سے جوش مارا کہ وہ عاشقوں کے سر سے

ہوش لے گیا۔

۳۔ میں نہیں جانتا کہ اس بے خودی کا سبب کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ شوروغل کیا ہے۔

۴۔ میں محبوب کے ٹھکانے کو ہرگز نہیں جانتا۔ میں کس سے پوچھوں کہ جو مجھے اس کا کوئی نشان بتائے۔

۵۔ اے اللہ تعالیٰ تو ہی رہنمائی کرنے والا ہے۔ کہ میں اس غم کی قید سے نجات پا جاؤں۔

۶۔ خدابخش یہ سب وہم وخیال ہیں۔ دوست کا وصال بغیر مرشد مشکل ہے۔

(ترجمہ) مزید اشعار

۱۔ اے اللہ تعالیٰ اس مجازی مندر میں تیرا عشق ہی میری چارہ سازی کرسکتا ہے۔

۲۔ اے اللہ تعالیٰ اس غمگین دل کو اپنے عشق سے بجلی کی طرح کردے۔

۳۔ مجھ کو رونے والی آنکھ اور زرد رنگ دے۔ اس کے علاوہ دل کا سوز اور سرد آہ عطا فرمادے۔

۴۔ ایسا درد دے کہ جو عقل کو لوٹ کے لے جائے۔ علاوہ ازیں محشر کا سوز مسلسل عطا فرمادے۔

۵۔ قیس کی طرح ہم کو دل کی بے تابی و بے چینی عطا فرما۔ ایسی بے خودی اور مدہوشی عطا فرما کہ ہم اپنے ہاتھ پاؤں کو بھی نہ پہچان پائیں۔

۶۔ باطن کا ایسا سوز عطا فرما کہ میں پروانہ کی طرح ہو جاؤں۔ میں اپنے آپ کو شمع پہ قربان کر دوں۔

۷۔ یا اللہ میرے اس غمگین دل کو زبان شمع کی طرح جلنے والا بنا دے۔

۸۔ آجا، اے ساقی! آجا، کہ یہ دل تیرا شکار ہو چکا ہے۔ تیرے انتظار میں، میں مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا ہوں۔

۹۔ ایسا جام دے کہ میں فوراً آہوئے صحرا کی چشم مست کا قیدی ہو جاؤں۔

گیارھویں حکایت

ذوالحجہ ۱۲۸۸ھ میں گونڈہ ضلع بہرائچ کی فتیج فضا آنجناب کے قدم میمنت لزوم کی برکت سے از سر نو تر و تازہ ہو گئی۔ اتفاق سے ماہر وفا و وفاق جامع خلق و اخلاق برگزیدۂ بارگاہِ قادر علے الاطلاق پسندیدۂ انفس و آفاق گرامی دُر ڈپٹی صفدر حسین خان صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر ضلع بہرائچ بھی اس جگہ تشریف لے آئے۔ اور جنابِ والا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انتہائی محبت اور حسن عقیدت کے حامل ڈپٹی صاحب کی حالت و کیفیت بیان کرنا طاقت سے باہر ہے۔ ڈپٹی صاحب کسی ضرورت کے تحت وہاں تشریف لائے تھے۔ لہٰذا ایک دن بھی وہاں نہ ٹھہر سکے۔ جب دیر ہو گئی تو ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ انسان کا دل اس کے عشق میں موافقت کرتا ہے تو اس کے سر سے اس کے عقل کا پرندہ اڑ جاتا ہے۔

۲۔ نہ اس کے دل میں صبر ہوتا ہے اور نہ ہی آنکھوں میں نیند ہوتی ہے۔ گویا

مجنوں جیسا ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس کا دل کام کرنے سے اٹھ جاتا ہے۔ وہ اپنی ذات کی تسلی مشکل گمان کرتا ہے۔

یقینی طور پر محرم الحرام ۱۲۸۹ھ کے عشرہ کی چھٹیوں میں کسی وجہ سے آنجناب لکھنؤ شہر میں پہنچے۔ جس وقت آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری گولہ گنج محلہ میں سنی تو اس قدر خوشی اور مسرت ہوئی کہ جو میرے دل میں نہ سماسکتی تھی۔ اسی دن انتہائی خوشی کی حالت میں شام کے وقت داروغہ سید واجد علی شاہ رئیس لکھنؤ شہر اور دیگر روسائے شہر آنجناب کی خدمت میں بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ پہنچے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ اگر چہ ان کا دل آنجناب کی بارگاہ سے خوب فیض یاب ہونے کا کہتا تھا مگر کثرت کار اور اس ناپائیدار دنیا کے افکار کی وجہ سے چند ہی دنوں کے بعد رخصت چاہی۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ اس طرح گریبان کو چاک کیا کہ سینے سے لے کر دامن تک وہ تار تار ہو گیا۔

۲۔ بہت ہی کم فرصت ہے دنیوی زندگی میں، صبح اسی وجہ سے اپنا گریبان چاک رکھتی ہے۔

الغرض آپ کی انتہائی شفقت و مہربانی سے ایک گھنٹہ تک صحبتِ فیض قائم رہی۔ اور اس کے بعد آنجناب نے مثنوی شریف کے چند اشعار پڑھے۔ گویا جواہر آبدار اور شاہوار آپ نے بکھیرے۔ اس کے بعد انتہائی آداب کے ساتھ رخصت کر دیا اور کہا۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ محبوب کے فراق میں، میں نے آنسو بہائے، مور کے پر کی طرح میرے

آنسو داغدار تھے۔

۲۔ اگر تیرے پھول جیسے رخساروں کی یاد میں میرے آنسو بہیں تو، تو تعجب نہ کر کہ میری قبر سے پھول اگیں گے۔

۳۔ اس طرح تیری جدائی کی آگ سے میرا جسم جل گیا ہے کہ میں شیشے کی طرح آنکھ میں آنسو نہیں رکھتا ہوں۔

ڈپٹی صاحب بہادر کی خوش قسمتی کہ انتہائی کثیر مال ومنال، ساز وسامان اور عزت وجلالت کے باوجود ان کے دل کا کاسہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب سے بھر گیا۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضری کی سعادت اور صحبت سے فیض یابی کی وجہ سے اور آنجناب ہادی آگاہ وارث عالم پناہ کی بیعت کی وجہ سے ان کو حضور اکرم رسول الثقلین سرور کونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا اعجاز نصیب ہو گیا بزرگوں کا قول سچ ہے۔ (ترجمہ اشعار)

۱۔ روح پاک ہے لیکن نفس حیلے بہانوں سے بھرا ہوا ہے۔ کہاوت میں طوطی اور زاغ ایک جگہ اکھٹے ہو گئے۔

۲۔ اگر اس طوطی کے ساتھ تیرا دل موافقت کرنے والا ہو جائے تو وہ اس کی طرح اچھی آواز والا ہو جائے۔

۳۔ اور اگر کوے کی ٹیڑھی آواز پر کان لگ جائیں تو عقل صبر کی متاع ضائع ہو جاتی ہے۔

۴۔ طوطی کے کام کوے سے نہیں ہو سکتے۔ اچھے کے ساتھ اچھا ہے اور خراب کے ساتھ خراب ہے۔

اے عقلمندو، مشکل پسند کرنے والو اور اے بھید جاننے والو! یہ غور کرنے کا مقام ہے اور انصاف کرنے کی جگہ ہے۔ قطب الاقطاب حقیقت انتساب برگزیدۂ انفس و آفاق حضرت شاہ عبدالرزاق صاحبؒ بانسوی کے رحلت فرمانے کے وقت جو ایک کان کی طرح تھے اور آپ کے پختہ ہونے کی بنیاد پانی کی سطح جیسی گہری تھی۔ آپ ایک ایسے عارف تھے کہ جن کو اس زمانے کا مرکز سمجھا اور پہچانا جاتا تھا۔ اب اس ملک میں ایسی ہستی موجود نہیں رہی۔ وہ ایسے کامل تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے صادر ہونے کے نشانات سمجھے جاتے تھے۔ ان کا کوئی مثل نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ بے مثل پر قربان ہونے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رنگا رنگ صنعتوں پر قربان ہونے والے وہ باغ کہ جس میں خزاں آ چکی تھی۔ اس میں قدوم میمنت لزوم جناب کرامات ملک دستگاہ حقیقت پناہ حاجی الحرمین شریفین سید وارث علی شاہ صاحب دام برکاتہ، آپ کی وجہ سے اسے تازہ رنگ اور چمک اور بے اندازہ زینت ملی۔ آنجناب کو چند صفات کے ساتھ متصف کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کثیرہ کے نزول کا سبب بنے۔ سب سے پہلی یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے کے بے مثل ہیں۔ اور شاہ مرداں شیر یزداں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی آلؑ سے ہیں۔ اور دوسرا قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ اور تیسرا یہ کہ آپ معزز حاجی الحرمین الشریفین ہیں۔ چوتھا یہ کہ نبی پاکؐ کی پسندیدہ عادات اور اخلاق یعنی سنن سے متصف ہیں۔ اور پانچواں یہ کہ متوکل و بے نیاز ہیں۔ اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ کرنے والے نہیں ہیں۔ چھٹا یہ کہ جانباز عشاق کی جماعت کے سردار ہیں۔ آپ کی باطنی صفات کا سراغ لگانا نیک صاحب دلاں اصحاب کا کام ہے۔ یہ ہم جیسے کم ظرف کم فہم کم مایہ لوگوں کا کام نہیں

ہے۔ بمصداق
(ترجمہ شعر) میں انتہائی جا
خاموشی کی مہر رکھتا ہوں۔
پس ان تمام عجی
محبت کی طرف مائل نہ ہوا و
اگر چگادڑ کی نگا
ہے۔

تئیسواں تحفہ:

حقیر نے آنجناب
پیرایہ میں بیان کی

اگر جناب سید
اللہ برکاتہ وزاد جلالہ وکمال
الگ اعداد نکالیں۔ اس
قاعدہ کی رو سے اسم ذا
مطابق ۲۰ عدد لئے جائیں
جزئیت رکھتے ہیں۔ اور
رکھتے۔ اگر چہ ان چند

ہے۔ بمصداق

(ترجمہ شعر) میں انتہائی جذبہ کے ساتھ اس خیال کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اور اپنی زبان پر خاموشی کی مہر رکھتا ہوں۔

پس ان تمام عجیب وغریب صفات کے باوجود یہ سیاہ بختی ہے کہ آپ کی محبت کی طرف مائل نہ ہوا اور آپ کی ارادت کے حلقے میں نہ آئے۔ بقول سعدیؒ:

اگر چمگادڑ کی نگاہ سورج کو نہ دیکھ سکے تو اس میں سورج کے چشمہ کا کیا گناہ ہے۔

تئیسواں تحفہ: بزرگوں کی ان حکایات کا ذکر کہ جو اس حقیر نے آنجناب کی مجالس میں سنیں اور ان کو نظم کے پیرایہ میں بیان کیا اور قاعدہ تجنیس الاعداد وغیرہ کا بیان

اگر جناب سید وارث علی شاہ حاجی الحرمین الشریفین رضوی نیشاپوری دام اللہ برکاتہ وزاد جلالہ وکمالہ کے جزوی طور پر یا آپ کے نام نامی اسم گرامی کے الگ الگ اعداد نکالیں۔ اس کے بعد ضرب دیں یا تقسیم کریں یا کئی گنا کریں اور نئے مروجہ قاعدہ کی رو سے اسم ذات کے اعداد کے مطابق کہ اسم ذات سے مراد اللہ ہے، کے مطابق ۲۰ عدد لئے جائیں تو کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے ساتھ باطنی جزئیت رکھتے ہیں۔ اور عددوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے غیریت یا علیحدگی نہیں رکھتے۔ اگرچہ ان چند روشن اشعار سے ترکیب تجنیس الاعداد سے آپ کے اوصاف

ظاہر ہوتے ہیں لیکن میں حقیر نے اس کو آسان انداز سے سمجھانے کے لئے سہولت کی بنا پر ضرب اور تقسیم کا قاعدہ تحریر کر دیا ہے۔

قاعدہ تجنیس الاعداد

۱۔ ہمارے ممدوح، ذاتِ خداوند کائنات کے ساتھ اس طرح محو ہیں جس طرح کہ لغات میں معانی ہوتے ہیں۔

۲۔ شاہ صاحب کا نام نامی اسم گرامی یعنی آپ کے اسم کے اعداد کو پہلے دوگنا کر۔اس کے بعد ایک اس میں بڑھا دے۔اے اچھی صفات والے۔

۳۔ اور ان سب کو میرے بھائی ضرب دے تین کے ساتھ۔پھر اے نکات کو جاننے والے اسے چھ کے ساتھ تقسیم کر۔

۴۔ باقی جو کچھ بچے اس کو بائیس کے ساتھ ضرب دے تاکہ اسم ذات کے اعداد معلوم ہو جائیں۔

۵۔ یہ قاعدہ خدا بخش نے لکھا ہے اس طور پر کہ سارے عالم میں اس کی یادگار رہے۔

اسی طور پر یہ بھی قاعدہ ہے

۱۔ اللہ وارث کے ساتھ ہے اور وارث اللہ کے ساتھ ہے۔

۲۔ جیسے چاند سورج کے ساتھ ہے اور سورج چاند کے ساتھ ہے۔

۳۔ شاہ صاحب کے نام کے اعداد لے۔پھر اسی طریقہ کے مطابق سوچ بچار کر۔

۴۔ شاہ صاحب کا نام اسم ذات کے ہموزن آئے گا اور پوشیدہ اسرار ظاہر ہو جائیں گے۔

مثال کے طور پر

اللہ

۶۶

وارث

۷۰۷
۲x
۱۴۱۴
۱+
۱۴۱۵
۳x
۶ | ۴۲۴۵ | ۷۰۷
۴۲-
۴۵
۴۲-
۳
۲۲x
۶۶

وارث علی

۸۱۷
۲x
۱۶۳۴
۱+
۱۶۳۵
۳x
۶ | ۴۹۰۵ | ۸۱۷
۴۸-
۱۰
۶-
۴۵
۴۲-
۳
۲۲x
۶۶

علیٰ ہٰذا القیاس آپ کے نام کے ہر جزو پر بڑھا کر ان تمام سے بھی یہی عدد ظاہر ہوں گے۔ مثلاً

سید وارث علی ۸۹۱ — حاجی وارث علی ۱۱۴۵

ترکیب ایضاً (ایسی ہی ایک اور ترکیب)

۱۔ اے خداوند! میں اس امر سے حیران ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا اسرار و رموز ہیں۔

۲۔ خواہ زمین ہو یا چرخِ آسمانی، چاند سورج ہوں یا کوئی اور سیارے۔

۳۔ وہ جنگل ہو، صحرا ہو یا پہاڑ، اسمائے خداوندی ہوں یا حضور نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ۔

۴۔ ہر اک شے میں وارث کا جلوہ پوشیدہ ہے۔ مگر سمجھنے کے لئے جذبۂ جنون و عشق کا ہونا شرط ہے۔

۵۔ کسی بھی قسم کے اعداد کو دوگنا کر کے پہلے کی طرح عمل کرو اور پانچ سے ضرب دے کر سابقہ عمل کو دہراؤ۔

۶۔ اگر یہ بات عقل وفہم میں نہ سما رہی ہو تو جس طرح میں نے کہا اسی طرح کر کے دیکھو۔

مثال کے طور پر

وارث علی

۸۱۷
۲×
———
۱۶۳۴
۱+
———
۱۶۳۵
۵×
۸۱۷ | ۸۱۷۵ | ۱۰
۸۰-
———
۱۷
۱۰-
———
۷۵
۷۰-
———
۵
۵+
———
۱۰
۱+
———
۱۱
۱۲×
———
۱۳۲

محمد

۹۲
۲×
———
۱۸۴
۱+
———
۱۸۵
۵×
۹۲ | ۹۲۵ | ۱۰
۹۰-
———
۲۵
۲۰-
———
۵
۵+
———
۱۰
۱+
———
۱۱
۱۲×
———
۱۳۲

قاعدہ اظہار المضمر شہِ وارث علی قطبِ زمن (ترجمہ قطعہ)

۱۔ اگر تو نور تلاش کرنا چاہے تو شرع پہ عمل پیرا ہو۔ اور اپنے آپ کو تو کو وہ مشمن سے منقطع کر دے۔ یعنی جنت (جس کے آٹھ دروازے ہیں) کی خواہش کو چھوڑ دے۔

۲۔ پھلوں میں سے عجیب پھل انگور ہے کہ اس کی لکڑی کسی کام کی نہیں نہ ہی اس سے قلم بن سکتی ہے۔ نہ ہی خوشخط لکھنے کے لئے، قط بنانے کے لئے اس کی قلم کی زبان کاٹی جا سکتی ہے۔

اسی صنف میں مزید

وارث علی کی صفت میں کیا بیان کروں

۱۔ ثابت (رہنما سیارہ، مرشد) میرے دل میں صبا کی طرف سے یوں بس گیا ہے، کہ اب تیرے ثمرات کے فیض کو بھلا ہد ہد کیا بیان کرے گی۔

۲۔ ثنا سے کوئی شخص کیسے منکر ہو سکتا ہے۔ کسی کے عیب کو بیدلؔ کیا بیان کرے، بس یہی کافی ہے۔

آنجناب کے اسم مبارک کے حروف کی صفات کا بیان

۱۔ زمانے کے شہنشاہ کا نام واہ واہ کیا خوب ہے۔ کیا ہی اعلیٰ ہے۔ ہر طرف سے وہ خوبی اور صفات کا ایک نشان ظاہر کرتا ہے

۲۔ آپ کے نام مبارک کی پہلی واؤ اس رمز کی کہانی بیان کرتی ہے کہ آپ کے

سر پر ولایت کا تاج ہوگا۔

۳۔ ولایت کو اس کے نام پر لکھ دیں گے۔ دوسروں کے نام پر قلم ٹوٹ جائے گی۔

۴۔ اس گھر بار کے نام پر الف آیا۔ یہ نبی پاک شاہِ ابرار ﷺ کی آل کے بارے میں نشاندہی کرتا ہے۔

۵۔ را اہل ایمان کو بشارت دیتی ہے کہ اللہ کی رحمت آئے گی جس زمانے میں آپ آئیں گے۔

۶۔ را کے بارے میں نہ پوچھ کہ اس کا راز ظاہر ہے۔ یہ اللہ کی رحمت کا نشان ہے۔

۷۔ جو نام میں ثا ہے وہ سر بلندی و کامیابی کا نشان ہے۔ کہ وہ تمام عمر عشق کی راہ میں ثابت قدم رہیں گے۔

۸۔ اس دنیا کے قصر میں فلک نے نہیں دیکھا کہ فقر کی منزل میں آپ جیسا کوئی ثابت ہو۔

۹۔ اسی طرح آپ کے نام کی عین اخلاص کا پتہ دیتی ہے، کہ حضرت علی المرتضی حیدر کرارؓ کی آل اولاد عارف خاص ہیں۔

۱۰۔ آپ کے نامِ پاک میں عین سے میرا خیال تازہ ہوگیا کہ آپ کی وجہ سے عشق کو بہت بلند شہرت حاصل ہوئی۔

۱۱۔ آپ کے نام نامی اسم گرامی کے لام سے یہ راز ظاہر ہوا کہ لباسِ فقر آپ کے جسم کو آراستہ کرنے والا ہے۔

۱۲۔ مگر وہ فقر کہ جو اللہ کے رسول کو پسند ہے۔ آپ نے اس کو دو مرتبہ فرمایا کہ مجھے فقر پر فخر ہے۔

۱۳۔ یا آپ کے کمالات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آپ اس زمانہ کی یادگار ہیں۔

۱۴۔ اے خدا بخش اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگ کہ جب تک یہ زمین اور آسمان قائم ہیں،

۱۵۔ مچھلی سے لے کر چاند تک ہمیشہ ہمیشہ ہر شے آپ کی تابع رہے۔ حضرت وارث علی شاہ کے عشق کے ساتھ۔

۱۶۔ واہ واہ! آپ عشق کے ملک کے تخت شاہی کی زینت ہیں۔ لشکر عشق کو فتح بخشنے والا جھنڈا آپ ہیں۔

۱۷۔ عاشقی ہی کو صرف آپ کی وجہ سے رونق حاصل نہیں ہے بلکہ حسن کی زلف کو بھی آپ نے آب وتاب دی ہے۔

۱۸۔ آپ کی بارگاہ کی مٹی بھی اکسیر ہوگئی ہے۔ آپ کے راستے کا غبار بھی جواہرات والے سرمے سے بہتر ہے۔

۱۹۔ آپ کی زلف کے قیدی بلبل اور پھول دونوں ہیں۔ آپ کے عشق میں جزو سے کل تک سب مبتلا ہیں۔

پہلی منظوم حکایت

۱۔ میں نے سنا کہ ایک دیندار بادشاہ تھا جو انصاف کرنے والا اور ظلم ختم کرنے والا تھا۔

۲۔ اچانک اس کے دل میں خیال آیا کہ اللہ کا قرب حاصل کرنا بہت محال کام ہے۔

۳۔ خصوصاً رند قسم کے شراب نوشوں کے لئے کہ جو نبی پاک ﷺ کے حکم کے باغی ہیں،

۴۔ میں نہیں جانتا کہ تباہ کار شراب نوش، جو شاہِ ابرار ﷺ کی راہ سے دور ہیں،

۵۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستہ کو کیسے پہچان سکتے ہیں کہ یہ سچائی کا راستہ ہی ہرگز نہیں جانتے۔

۶۔ اسی وقت خاص لوگوں میں سے ایک نے رہنمائی کی کہ ہوا کی طرح شہر کی طرف دوڑ کر جانا چاہئے۔

۷۔ سب سے پہلے جس فقیر کو پائے، اس کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو۔

۸۔ تیر کی طرح وہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ تو ایک بوڑھے سے اچانک اس کی ملاقات ہوئی۔

۹۔ اس بزرگ نے اسے اس درویش تک پہنچنے کا راستہ دکھایا، تاکہ وہ اس فقیر کی بارگاہ میں حاضر ہو سکے۔

۱۰۔ بادشاہ نے اس سے انتہائی عزت و تکریم کے ساتھ ابتدا تا انتہا تمام بات بیان کی۔

۱۱۔ وہ فقیر ہنسا اور اس نے کہا کہ اے بادشاہ میں اس راہ کو نہیں جانتا۔

۱۲۔ تو نے جب خود چاہا تو میں تیرے سامنے پہنچ گیا ہوں، میں نے راستے میں دربان کو کوئی تکلیف نہیں بتائی۔

۱۳۔ آپ کے دربار تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ میں نہیں رکھتا تھا۔ میں نے کسی حیلہ سے اس مقصد کے لئے کوئی تدبیر نہیں کی۔

۱۴۔ مجھ کو بادشاہ کے ساتھ ملاقات کرنے کا گمان بھی نہ تھا۔ میرے راستے میں تو ازخود اپنے آپ کو لے آیا ہے۔

۱۵۔ تو نے خود ہم کو اپنے سامنے بلایا ہے۔ بادشاہ کے ساتھ ایک گداگر کو کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

۱۶۔ مجھے اور اپنے شاہی محل کو دیکھ۔ اب ذرا دیکھ کہ میں اور بادشاہ یکجا بیٹھے ہوئے ہیں۔

۱۷۔ اے جواں مرد مجھے آپ کے ساتھ کیا نسبت ہے۔ کہاں چمکنے والا سورج اور یہ راستے کا گرد و غبار۔ یہ کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

۱۸۔ اے بادشاہ اگر بادشاہ ہر دو عالم اپنی بارگاہ معظم میں طلب کرے۔

۱۹۔ اگر جہان کا بادشاہ چارہ سازی کرے یہ تو بندہ نوازی ہے۔

۲۰۔ کوئی آدمی یہ طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اپنا راستہ اپنے پاؤں سے طے کرے۔ یعنی خود ہی ساری منازل طے کر لے۔

۲۱۔ پتھر کے لعل اور موتی نہیں بن سکتے ہیں۔ جب تک مشرق کا بادشاہ سورج اس پر نہ چمکے۔

۲۲۔ صدف کی خالی آنکھ موتی سے پر نہیں ہو سکتی کہ جب تک آب نیسان سے بھر نہ جائے۔

۲۳۔ اے خدا بخش اس راستہ میں قدم نہ رکھ کہ بغیر طلب کے بارگاہِ اقدس میں

نہیں پہنچا جا سکتا۔

۲۴۔ آ ساقی اور شراب کا مسلسل دور چلا کہ میں سیر عالم کی خواہش رکھتا ہوں۔

۲۵۔ تا کہ بے خودی کی محفل میں، میں ہوشیار ہو جاؤں اور یار کے خیال کے ساتھ ہم آغوش ہو جاؤں۔

دوسری حکایت

۱۔ میں نے سنا کہ ایک بے دین آدمی شراب نوش دونوں جہانوں کے کاموں سے اس نے اپنا ہاتھ جھاڑ رکھا تھا۔

۲۔ اسلام کا رسم و رواج نہیں جانتا تھا۔ بلکہ جام و سبو کے سوا اور کچھ نہیں جانتا تھا۔

۳۔ وہ اس طریقے سے زندگی گزارتا تھا کہ اپنے دل پسند طریقے سے عیش و عشرت والی زندگی بسر کرتا تھا۔

۴۔ جب موت آئی اور مرنے سے مجبور ہو گیا تو حسرت سے اس کے دل میں سینکڑوں کانٹے چبھے۔

۵۔ آنجناب عزت مآب کی بارگاہ اقدس میں لوگ اسے لے گئے، مکمل ذلت اور رسوائی کے ساتھ۔

۶۔ اللہ کے حکم سے مالک کے پاس لے گئے۔ اس بے حیا کو دوزخ کی طرف لے جاؤ۔

۷۔ اے روسیاہ! مالک نے اسے آواز دی، تو نے سنا کہ تجھ پر کون سے احکام لاگو

تھے۔

۸۔ آجا اور دوزخ کی طرف قدم رکھ کیونکہ گنہگاروں کی جگہ انجام کے لحاظ سے آگ ہے۔

۹۔ یہ حکم اس نے سنا اور جلدی جلدی چلا گیا۔ جانوروں کی طرح جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔

۱۰۔ اس تیز چلنے پر مالک نے تعجب کیا۔ اور اس سے اس کا سبب دریافت کیا۔

۱۱۔ جب اس نے یہ سوال سنا تو وہ زار و قطار رونے لگا۔ جب تک میں دنیا میں زندہ رہا۔

۱۲۔ بے فائدہ راستے کے سوا میں کسی اور راستے پر نہ چلا۔ گناہ کے جال سے میں نے باہر قدم نہیں رکھا۔

۱۳۔ اب میں تقصیر نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ آخرت کے حکم پر میں نے تاخیر کی۔

۱۴۔ مگر ایک حکم میں نے پورا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں نے ایک ہی حکم کی اطاعت کی ہے۔

۱۵۔ اس طرح اس نے کہا اور حسرت سے ایک آہ بھری کہ اچانک رحمت کے دریا میں جوش آ گیا۔

۱۶۔ آواز آئی اللہ کی بارگاہ سے کہ اے مالک اس شخص سے ہاتھ اٹھا لے۔

۱۷۔ اسے رضوان جنت کی طرف لے آ۔ خاص لوگوں کے مقام پہ اسے جگہ دے۔

۱۸۔ کہ ہم کو یہ بات بہت اچھی لگی۔ معافی مانگنے کی آواز ہمیں دلکش لگی۔

۱۹۔ کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر کام نہیں کرے گا کہ خوشی سے وہ دوزخ کا راستہ اختیار کرے۔

۲۰۔ یہ ایسا شخص ہے کہ جس نے میرا حکم پسند کیا اور خوشی سے جہنم کی طرف گیا۔

۲۱۔ میں نے اس کے تمام گناہ اور قصور معاف کر دیئے اور فردوسِ بریں میں اس کو ٹھکانہ دے دیا۔

۲۲۔ واہ واہ! رحمت کا ظہور اور واہ واہ! شان خداوندی۔ شان اور عظمت والی اس ذات کی قدرت پہ سبحان اللہ۔

۲۳۔ واہ واہ! کیا ہی قدرت ہے اور کیا ہی اس کی بندہ نوازی ہے۔ اور کیا ہی اس کی خلائق پروری ہے اور کیا ہی چارہ سازی ہے۔

۲۴۔ کیا ہی خوب بخشش ہے اس کے لئے کہ جس نے گناہ کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ کون اس ذات کے سوا یہ مشکل کشائی کر سکتا ہے۔

۲۵۔ اے خدا بخش کس وجہ سے تو بے قرار ہے۔ کیا تو اس بے دین رند کے حال سے واقف نہیں ہے۔

۲۶۔ اے ساقی! آ جا اور لبالب جام دے۔ کہ میں اپنے دوست کو آج کی رات ہی اپنے سامنے بلا لوں۔

۲۷۔ شاید میں اس جام سے نورانی حال والا بن جاؤں اور زندگی کی بساط کو طے کر لوں۔

تیسری حکایت

۱۔ میں نے سنا کہ گزرے ہوئے زمانہ میں ایک حسین وجمیل عورت تھی جو لوگوں کے دل موہ لیتی تھی۔

۲۔ باپ نے جب اسے اس طرح دیکھا تو بڑی عزت کے ساتھ اس کا نام سوتا داس رکھ دیا۔

۳۔ اگرچہ اس کی عمر بیس سال ہو چکی تھی، لیکن نکاح سے ابھی تک وہ فارغ البال تھی۔

۴۔ جس جگہ فقراء کا مجمع سنتا تو دلی طور پر اس کی خدمت و دید کے لئے دوڑتے۔

۵۔ اتفاقاً ایک دن اس نے ایک مجمع دیکھا کہ تلسی داس کا بھی اس جگہ سے گزر ہوا۔

۶۔ اس نے جھولی کھولی اور اس کی طرف رغبت کی، تاکہ اس سرو کو اپنی آغوش میں لے لے۔

۷۔ جب تلسی داس نے بے باکی سے اسے دیکھا تو وہ انتہائی شرمندگی سے محجوب ہو گیا۔

۸۔ خوبصورت عورت کہ جو ترکستان کے شہر فرخار کو بھی شرمندہ کرنے والی تھی۔ اس حرکت پہ اس نے بہت تعجب کیا۔

۹۔ تلسی داس نے کہا میں فقیری میں اگرچہ بہت مشہور ہوں لیکن میں اس وقت

تک فقر میں کچا ہوں۔

۱۰۔ عورت نے کہا وحدت کے متعلق تو نے کوئی سراغ نہیں لگایا ہے۔ اپنے آپ کو مرد سمجھا اور ہم کو عورت شمار کیا۔

۱۱۔ توحید کے شہر میں رہنے والوں کی نگاہ میں دوئی کو ایک ہونے کے ساتھ کیسے دخل حاصل ہو سکتا ہے۔

۱۲۔ تلسی داس اس عورت سے بہت شرمسار ہوا۔ اس پاک عورت کے پاؤں میں اپنا سر رکھ دیا۔

۱۳۔ اے خدا بخش وحدت کے مقام پر جو شخص پہنچ گیا تو اس کی نگاہ میں مرد اور عورت یکساں ہیں۔

چوتھی حکایت

۱۔ ایک عارف پہاڑ سے اتر کر جنگل سے گزرا تو جنگل کے دامن میں شیطان کو دیکھا۔

۲۔ دل غم وسوسہ سے بھرا ہوا تھا۔ آنکھ عجائبات سے خالی ہو چکی تھی۔

۳۔ اس صحرا نورد عارف نے شیطان سے کہا کہ اس جنگل میں تو کیوں فضول کھڑا ہے؟

۴۔ تمہاری طبیعت وسواس سے کیسے آزاد ہو گئی ہے، یہ الماس کو چیرنے والی قدرت کدھر گئی؟

۵۔ تمہاری شعبدہ انگیزی کی عادت کہاں گئی، تیری ہر کسی سے لڑائی جھگڑے کی

بری عادت کہاں گئی؟

۶۔ تو ہر بے چارے بوڑھے اور جوان کے لئے ڈاکو ہے۔ تو، تو طعنہ زنوں کو سوال و جواب کرنے والا ہے۔

۷۔ تو نے مجھے اس کوشش سے روک رکھا ہے۔ زمانے کے فقیہہ کو تو حیلے بہانے سکھانے والا ہے۔

۸۔ لالچی گروہ اور مخلوق کی گمراہی کے لئے بس تو اکیلا ہی کافی ہے۔

۹۔ عالم وہی ہے جو عامل بھی ہے۔ ورنہ وہ تمام جاہلوں سے بدتر ہے۔

یہ بھی اسی بزرگ کا بیان ہے

۱۔ علم والوں نے بتایا ہے کہ مال حاصل کرنے کے لئے وہ کس قدر داؤ فریب کرتے ہیں۔

۲۔ دین کا علم ان کے حصے میں نہیں ہے جو دنیا کے لئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

۳۔ وعظ کی مجلس اور پر شوق حکایتیں صرف ایک دوسرے پر برتری اور مال و دولت کے حصول کے لئے سنائی جاتی ہیں۔

۴۔ ان کی عاجزی فریب سے بھری ہوئی ہے۔ لوگوں کے لئے انہوں نے پوشیدہ جال بچھا رکھا ہے۔

۵۔ یہ برباد ہونے والی جماعت۔ عجیب و غریب شکاری ہیں۔ یہ فقط جسم پر جامہ پہننے والے اور بغل میں کتاب رکھنے والے ہیں۔

۶۔ آدمی کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہئے۔ تا کہ ان کی آواز سے ان کے جال میں نہ

پھنس جائے۔

۷۔ اے خدا بخش! اس راستے میں ہوش سے چل۔ اپنے آپ کا لحاظ کر، خاموش رہ، کوئی بات نہ کر۔

پانچویں حکایت

۱۔ پاکیزگی کے بادشاہ کی کہانی مجھے یاد ہے۔ جو کہ نظام الدین فخر الاولیاء ہیں۔

۲۔ آپ کئی مرتبہ فرماتے کہ ضرورت کی یہ حالت کیا ہی اچھی ہے کہ دیگ چولہے پر ہو اور اس کے اندر گوشت نہ ہو۔

۳۔ اگر بغیر گوشت کوئی شخص شوربا پکائے تو اس کا نام جھوٹا شوربا رکھتے ہیں۔

۴۔ ایک دن ایک مرید نے کہا اے میرے شیخ کامل اس معما سے آپ خود ہی پردہ اٹھا دیں۔

۵۔ اس پاک بازولی نے جواب دیا، ان حوائج کے لئے تو دو رکعت نماز ہے۔

۶۔ دنیا ترک کرنا، شہوت اور لالچ کا چھوڑ دینا، یہ کام شغل واوراد نماز سے زیادہ مشکل ہے۔

۷۔ جب تک دنیا تیرے دل میں بسی ہوئی ہے تو یہ جھوٹی اور بے کار نماز ہے۔

۸۔ اپنے دل کو لالچ سے پاک رکھ، نہ کہ تو ظاہری طور پر حیلہ بنانے والا ہو۔

۹۔ دنیا کے ساز و سامان کو عار و شرمساری سمجھ تو کسی کے ساتھ قطعاً کوئی آس امید اور تعلق نہ رکھ۔

۱۰۔ اگر تو رزق کے فکر کے جال میں پھنسا ہوا ہے تو یہ خاموشی تجھے کیا لطف و فائدہ دے گی۔

۱۱۔ اہل وعیال، رزق اور لباس کی فکر باطنی سفر سے روک دیتی ہے۔

چھٹی حکایت

۱۔ ایک خود پرست نے شبلی کو خواب میں دیکھا۔ جو شراب نوش نااہل دوستوں کے ساتھ تھا۔

۲۔ وہ سرتا بقدم حیرانگی کے سمندر میں گم ہو چکا تھا۔ حیرت میں ڈوبا ہوا تھا اور اس نے اپنے آپ کو کہا۔

۳۔ میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اندر حیران ہوں۔ شیخ کو بے دین لوگوں کی صحبت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

۴۔ اس کا دل اس وجہ سے بے قرار ہو گیا، آخر کار وہ زمانے کے شیخ کے سامنے پیش ہوا۔

۵۔ اس نے اپنے خواب کا حال ان کے سامنے واضع طور پر بیان کیا،۔ شیخ مسکرائے اور فرمایا ہاں یہ درست ہے۔

۶۔ جو کچھ تو نے کہا ہے یقیناً تو نے سچ کہا ہے۔ لیکن اے مہربان یہ آپ کی شفقت ہے۔

۷۔ اگر تو سونے کا ارادہ کرے تو اپنے پنجہ کو جلدی سے سیاہ کر لے۔

۸۔ اس محفل میں اگر تو مجھے پالے۔ تو پھر تو میرے چہرے پر برملا تھپڑ مار۔

۹۔ تا کہ اس تدبیر سے میں اس خراب محفل سے اپنے آپ کو بچالوں اور ان سے اجتناب کروں۔

۱۰۔ اے جوان جب تو بیدار ہو جائے۔ تو سب سے پہلے تو میرے پاس آ۔

۱۱۔ پس اس کام کے بعد اگر تو چاہتا ہے کہ میں وہ کام کروں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس کا میرے ساتھ وعدہ کر۔

۱۲۔ اس نے شیخ کی کہی ہوئی بات مان لی۔ جب وہ عالم خواب میں پہنچا تو اس نے ان کے چہرے پر طمانچہ مارا۔

۱۳۔ صبح جب وہ خواب سے بیدار ہوا۔ تو فوراً اس شیخ کی خدمت میں پہنچا۔

۱۴۔ جب شیخ نے اس کے چہرے کو سیاہ دیکھا تو شیخ نے اسے آئینہ دیا تا کہ وہ اس میں اپنا چہرہ دیکھے۔

۱۵۔ اس نے جب اس آئینہ میں دیکھا تو اس نے اس سیاہی کو اپنے چہرہ پر پایا۔

۱۶۔ اے زمانے کے شیخ میں حیران ہوں کہ میرے رخسار کا رنگ سیاہ کیوں ہو گیا ہے۔

۱۷۔ شیخ نے اس کو کہا کہ اے بھلے انسان۔ مجھے تو آئینہ کی مانند جان۔

۱۸۔ جو کچھ اچھا یا برا خواب میں نظر آئے۔ شاید وہ دیکھنے والے کے ہی چہرے کا عکس ہے۔

۱۹۔ اولیاء اللہ مکر اور ریا سے پاک ہیں۔ اللہ کا بندہ کیسے ریا کاری کر سکتا ہے۔

۲۰۔ ملامتی کامل اپنی بدنامی کے لئے اکثر اوقات غلط راستہ اختیار کرتے ہیں۔

۲۱۔ ناقص اپنی شہرت چاہتے ہیں تا کہ اس دھوکا بازی سے کچھ مال و زر تو ان کو مل

جائے۔

۲۲۔ کامل اگر اپنے آپ کو عیب میں مبتلا کرے۔ تو اس کی اس غلطی کو مصلحت شمار کرنا چاہئے۔

۲۳۔ اگر کسی صاحب دل کی کوئی حرکت ناجائز ہو مگر اللہ اس کو پسند کرے تو یہ سمجھ کہ سراپا جائز ہے۔

۲۴۔ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ جو عاشقوں کے رازدار ہیں۔ انہوں نے گلستان میں میرے حال کے مطابق ارشاد فرمایا ہے۔

۲۵۔ اگرچہ تمام عیب اس بندہ کے اندر موجود ہیں۔ ہر عیب کہ جو بادشاہ پسند کرے وہ عیب نہیں بلکہ خوبی ہے۔

۲۶۔ اے خدا بخش نیک لوگوں کے اندر جو عیب ہوتا ہے۔ وہ اگر کوئی دیکھے تو در حقیقت وہ اس کا اپنا ہی عیب ہے۔

ساتویں حکایت

۱۔ ایک خوش نویس نے پسندیدہ خط کے ساتھ اپنے بادشاہ کو ایک مکتوب لکھا۔

۲۔ ایک مکھی، بے چین، جس کا پر ٹوٹا ہوا تھا۔ اچانک اس کے خط پر گزری۔

۳۔ اس نے سمجھا کہ مکھی پیاسی ہے لہٰذا اس نے کچھ لمحہ اپنے ہاتھ کو روکے رکھا۔

۴۔ پیاسی مکھی جب اس تر سیاہی سے سیر ہوگئی تو غیر سے الہام کرنے والے نے یہ آواز دی۔

۵۔ اے لکھنے والے تو نے اپنا کام تو کر دیا۔ تو اچھی نسل کا انسان ہے اور بہت

ہی اچھا آدمی ہے۔

٦۔ اللہ نے تجھے شہنشاہی عطا فرمادی۔ چاند سے لیکر مچھلی تک تجھے تصرف عطا فرمادیا۔ لہٰذا اب اپنے نام کا سکہ چلا۔

٧۔ اس نے شکریہ ادا کیا اور فارغ ہوگیا۔ اور اپنے وقت کے انتظار میں بیٹھ گیا۔

٨۔ دوسال کے بعد اسے بادشاہی مل گئی۔ اپنے نام کا خطبہ جاری کیا۔

٩۔ اپنے سر کو فرقدان کے ساتھ گھسا۔ اس کا نام خالد تھا۔

١٠۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اس کے موافق ہوگئیں۔ واہ واہ وہ کیا ہی نکتہ دان بادشاہ تھا۔

١١۔ اس کی خوشنودی اس کی اطاعت میں ہے۔ مخلوق کا آرام اس کا آرام ہے۔

١٢۔ اللہ کی خوشنودی اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ تو کسی زخمی دل پر مرہم رکھے۔

١٣۔ اگر کسی دل کو دکھ پہنچے تو اللہ کو بھی اس کا دکھ ہوتا ہے۔

١٤۔ کسی کے پاؤں کا کانٹا نکالنا، ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

١٥۔ جب تک تجھ سے ہو سکے کسی دل کو نہ ستا تا کہ تجھ پر اللہ باری تعالیٰ کی رحمت ہو۔

١٦۔ اے بھائی یہی راستہ اختیار کر۔ اپنا آرام نہ تلاش کر بلکہ مخلوق کی راحت چاہ۔

١٧۔ تو نے سنا کہ اللہ پاک نے، حضرت سلیمانؑ کو جب کہ وہ آ رہے تھے، کیا کہا؟

۱۸۔ کمزور چیونٹیوں پہ نگاہ رکھ، تا کہ تو چیونٹی کا بھی دل نہ دکھائے۔

۱۹۔ حافظ شیراز نے مجھے داد دی۔ اس لئے کہ وہ ہر راز کے واقف تھے۔

۲۰۔ شیخ بے پناہ فنون کے حامل ہیں لیکن ان کی ایک ہی بات کافی ہے کہ کسی کے دل کو آرام پہنچا، یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور تیری بخشش کے لئے یہی کافی ہے۔

چوبیسواں تحفہ: اس رسالہ کے خاتمہ کے بارے میں اور اس مقالہ کے مطابق کچھ اشعار

۱۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کہ یہ شاندار رسالہ کہ جو دلوں کو خوش کرنے والا ہے۔ نبی پاک ﷺ کی اور آپ کی آلؑ کی تعریف میں کہ جنہوں نے دین میں اعلیٰ شان حاصل کی ہے۔

۲۔ اللہ کے نور اور نبی پاک ﷺ کے دل کے سرور، محبوب بارگاہ شہنشاہ ھل اتی مولا علیؑ ہیں۔

۳۔ آپ کا وجود دنیا میں موجود تمام وجودوں سے افضل ہے۔ آپ کی مثل کس نے دیکھا۔ اس عالم شہود میں۔

۴۔ آپ کو جو قرب خداوندی حاصل ہے وہ فرشتوں کے لئے بھی حیرانی کا باعث ہے۔ آپ کی نگاہ آسمان پہ ستارے دیکھنے والی ہے۔

۵۔ اس جہان کے انتظام وانصرام کرنے کے لئے بڑے جوش والے ہیں۔ کبھی آپ کا مرکز نشیب میں ہے اور کبھی بلندی پہ۔

۶۔ کبھی مغرب کی طرف جاتے ہیں اور کبھی مغرب کی طرف۔ اور آپ سے

شرم کی باعث برق بادل میں پوشیدہ ہے۔

۷۔ سورج کی طرح ہر لحاظ سے تیز رفتار ہیں۔ سیاہ چادر کے اندر جورات کی طرح تاریک ہے اس میں پوشیدہ ہیں۔

۸۔ جس قدر آپ کی صفت کو بیان کرنے میں، میں نے قلم کو بلند کیا۔ آخر کار اس کی عاجزی کے طور پر سر خم کر دیا۔

۹۔ کہاں شائق اور کہاں شہنشاہ دین کی تعریف۔ بہتر یہی ہے کہ میں اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھاؤں۔

۱۰۔ یا اللہ مختار کائنات احمد مرسل ﷺ کے صدقے۔ یا اللہ جناب علی حیدر کرار والی شش جہاتؑ کے صدقے۔

۱۱۔ یا اللہ جملہ رسولاں پاکبازؑ کے طفیل۔ یا اللہ اپنے عزت والے کلام کے صدقے۔

۱۲۔ یا اللہ شاہ شہیداں کربلاؑ کے صدقے۔ یا اللہ میدان جنگ کے تشنہ لبوں کے صدقے۔

۱۴۔ یا اللہ شاہ انام رسول مقبول کی آلؑ کے صدقے۔ یا اللہ نیک نام اصحابؓ کی عظمت کے صدقے۔

۱۶۔ نبیؐ کی مسند کی زینت کو ہمیشہ قائم و دائم رکھ۔ جو وارث علی شاہ، اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

غزل

۱۔ اس کے ہونٹوں نے سبز کلک کا خط پہنا گویا کہ سیاہی کے اندر آب حیات ہو۔

۲۔ میرا گریبان اور دامن حاضر ہے۔ اے جنوں تو اس کے علاوہ اور کیا چاہتا ہے؟

۳۔ اے میرے ساتھیو! میں کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوں، وقت سحر کے نالہ وفریاد سے بچو۔

۴۔ اس کے وصل کی محفل سے میں کب تک جدا پڑا رہوں گا۔ جس طرح پانی کے بغیر مچھلی تڑپتی ہے اس طرح میں اس کے بغیر کب تک تڑپتا رہوں گا۔

۵۔ وارث کے عشق کی گدائی کر، ان سے مانگ، کہ ان کی درویشی ہی بادشاہی ہے۔

منتخب غزلیات مصنفہ حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

غزل اوّل (فارسی)

کرد خدا ثنائے او صل علیٰ محمدؐ
جانِ جہان فدائے او صل علیٰ محمدؐ
قدر بلند شاہ دین ہست ردیف یا قدر
جست قضا رضائے او صل علیٰ محمدؐ
رفت بطور چون کلیم بود بجست و جوی او
دید نگر ضیائے او صل علےٰ محمدؐ
تا فلک چارمی بہر چرا مسیح رفت
داشت بسر ہوائے او صل علےٰ محمدؐ
وارثؔ عاشق رسولؐ بہر جنابِؓ بتولؓ
باد ز دلربائے او صل علےٰ محمدؐ

ترجمہ غزل اوّل۔ فارسی (نعت)

۱۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حمد وثنا کرتا ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ سارا جہان آپ پر فدا ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

۲۔ اے قدر والے! تو نے دین کے بادشاہ کی قدر اور عزت بہت بلند کی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی رضا چاہتا ہے۔آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

۳۔ جب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام طور پر گئے، اللہ کی جستجو میں، توانہوں نے وہاں روشنی آپ ہی کی پائی۔اللہ کی رحمتیں آپ پر نازل ہوں۔

۴۔ چوتھے آسمان تک کس لئے حضرت مسیح علیہ السلام گئے؟ مگر آپ کے دیدار کی خواہش رکھتے ہوئے۔آپ پر اللہ کی بے حساب رحمتیں ہوں۔

۵۔ وارثؔ جو رسول اللہ ﷺ کے عاشق ہیں۔جنابہ زہرہ بتول سلام اللہ علیہا کے واسطے۔وہ ہمیشہ آپ کے دلربا ہیں۔آپ پر اللہ کی بے حساب رحمتیں ہوں۔

غزل دوم (فارسی)

خوش از باغ ارم گلزارِ کعبہ — کہ باشد منزلِ دلدارِ کعبہ
ہوائے سایۂ طوبےٰ ندارم — مرا بس سایۂ دیوارِ کعبہ
سلامی خود ستود دارالسلام — شوم گر ساعتے زوارِ کعبہ
چہا گنجینہ ہا کردند مخفی — نداند ہیچکس اسرارِ کعبہ
اگر باری دہد بخت بلندم — بچشم خویش چینم خارِ کعبہ
نمایم گوہر جان را نثارش — چو یابم بار درِ دربارِ کعبہ
ازان بیت الحرم آمد مدور — کہ حق شد مرکز پر کارِ کعبہ
نہ تنہا مہر و مہ در خدمت اوست — بود گردون بکاروبارِ کعبہ
دو چشم اشکبارِ شاہ وارثؔ — منور باد از انوارِ کعبہ

ترجمہ غزل دوم۔ فارسی (حمد)

۱۔ کعبہ شریف کا گلزار باغ ارم سے، بہت اچھا ہے۔ چونکہ کعبہ دلدار کی منزل ہے۔

۲۔ طوبےٰ کے سایہ کی خواہش میں نہیں رکھتا ہوں۔ میرے لئے کعبہ شریف کی دیوار کا سایہ ہی کافی ہے۔

۳۔ سلام خود میرے دارالسلام کی تعریف کرتا ہے۔ اگر میں ایک لمحہ کے لئے کعبہ شریف کی زیارت کرنے والا بن جاؤں۔ تو میں اس دارالسلام کی اپنی سلامیوں کے ساتھ تعریف کروں۔

۴۔ کتنے خزانے اللہ والوں نے اس میں پوشیدہ کر دیئے ہیں۔ کعبہ کے اسرار کو کوئی شخص نہیں جانتا۔

۵۔ اگر قسمت کی بلندی میری یاوری کرے تو میں کعبہ کے کانٹے اپنی نگاہوں سے چنوں۔

۶۔ میں اپنی جان کے گوہر کو اس پر قربان کر دوں۔ اگر کعبہ کے دربار میں کوئی بوجھ محسوس کروں۔

۷۔ کعبہ کے پرکار کا مرکز اگر حق ہو جائے تو اس سے عزت والا گھر، خود گھومنے لگ جائے۔

۸۔ چاند اور سورج ہی صرف اس کی خدمت میں نہیں ہیں بلکہ آسمان بھی کعبہ شریف کے کاموں میں لگا ہوا ہے۔

۹۔ شہ وارث کی آنسو برسانے والی دونوں آنکھیں۔ کعبہ کے انوار سے ہمیشہ ہمیشہ روشن رہیں۔

غزل سوم در اردو

ظہور نور رحمت ہے تمام اطرافِ کعبہ میں
قلم کیا خاک اٹھائے گا کوئی اوصافِ کعبہ میں
اگر رضوان کو یکدم بھی خدا کر دے تماشائی
اِرم کو بھول جائے بھول جائے پھر نمازی لاف کعبہ میں
غبارِ آستان ہر روز جھاڑے مہر مژگان سے
بچھائے ماہ ہر شب چادر شفاف کعبہ میں
نہیں ہوتا ہے نافہ جز مقام ناف میں پیدا
غزال ارض کی حق نے بنائی ناف کعبہ میں
مرے لاشے کو بھی پیوند خاکِ کعبہ کر دینا
ملایا تو نے یا رب جس طرح سے کاف کعبہ میں
گناہانِ صغیرہ صاف دھل جاتے ہیں زائر کے
کبیرہ کیلئے بھی ہے کچھ استخفاف کعبہ میں
نصیب زائران بیشک کرامات و بزرگی ہے
ہمیشہ سے شرف پاتے رہے اسلاف کعبہ میں
زہے عزت زہے توقیر خدامان آنجا کے
بہ از اشراف ہیں رہتے ہیں جو اجلاف کعبہ میں
صلہ اس وصف گوئی کا نہیں ملنے کا کچھ تجھ کو

مگر جب پہنچے گا اے بندۂ وصاف کعبہ میں
صفت تو کیا بیاں کرتا ہے منصورِ اناالحق کی
ہزاروں اس طرح کے ہیں پڑے نداف کعبہ میں
اگر چشم حقیقت بیں کوئی رکھتا ہے اے وارثؔ
خدا و مصطفیٰ کو دیکھ لیوے صاف کعبہ میں

ترجمہ غزل سوم۔ اردو

۱۔ رحمت کے نور کا کعبہ کے تمام اطراف میں ظہور ہے۔ کعبہ شریف کے مکمل اوصاف بیان کرنے کے لئے کوئی قلم کیا رقم کرے گا۔

۲۔ اگر رضوان داروغۂ جنت ایک لحہ کے لئے بھی کعبہ کو دیکھ لے تو وہ ارم کو بھول جائے اور کعبہ شریف میں کوئی بڑی بات نہ کرے۔

۳۔ وہ ہر روز اپنی پلکوں سے اس آستان پاک کا غبار جھاڑے۔ اور ہر رات کو چاند کعبہ کے اندر اپنی شفاف چادر بچھائے۔

۴۔ ہرن کی ناف کے سوا اور کسی جگہ کستوری پیدا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ہرن کی ناف کعبہ کو بنایا۔

۵۔ یا اللہ! میری لاش کو بھی خاکِ کعبہ شریف میں دفن کر دینا ہے، جس طرح تو نے کعبہ شریف کے ساتھ کاف کو ملا دیا ہے۔

۶۔ گناہ صغیرہ زیارت کرنے والوں کے معاف ہو جاتے ہیں اور کعبہ میں بڑے گناہوں میں بھی کچھ کمی ہو جاتی ہے۔

۷۔ بے شک زیارت کرنے والوں کا نصیبہ عزت و بزرگی ہے۔ ہمیشہ سے ہی کعبہ میں بزرگانِ سلف شرف پاتے رہے۔

۸۔ وہاں کے خادموں کے لئے کیا ہی عزت ہے۔ کعبہ میں جو گناہ گار رہتے ہیں وہ دیگر اشراف سے زیادہ بہتر ہیں۔

۹۔ اس تعریف گوئی کا بدلہ تجھے کیا ملے گا۔ مگر جب تو کعبہ میں پہنچے گا تو تب تجھے اس وصف گوئی کا صحیح بدلہ ملے گا۔

۱۰۔ تو منصور اناالحق کی کیا تعریف بیان کرتا ہے۔ ایسے سینکڑوں روئی دھننے والے کعبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

۱۱۔ اے وارثؔ اگر کوئی حقیقت دیکھنے والی نگاہ رکھتا ہے۔ تو وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو صاف طور پر کعبہ میں دیکھ سکتا ہے۔

غزل چہارم (فارسی)

رسان یا رب بسرکارِ مدینہ فدا گردم بدربارِ مدینہ
مدینہ رشک فردوس برین ست کشم بر سر چو گل خارِ مدینہ
خوشاروزے کہ چون بلبل نمایم نوا سنجی بہ گلزارِ مدینہ
نمی گویم رسان یا رب بجنت مگر ہستم طلبگارِ مدینہ
مسیحا آید از بہر عبادت کسے گر ہست بیمارِ مدینہ
شوم چون بردۂ خود را فروشم رسم گر سوئے بازارِ مدینہ
رسد پیہم ملک زیر لوایش بر افراز و چو سالارِ مدینہ

مجھے بوئے گلستاں سے نہیں کچھ کام اے وارثؔ
شمیم کاکل خمدار سونگھوں گا مدینہ میں

ترجمہ غزل پنجم۔اردو

۱۔ الٰہی وہ کون سا دن ہو گا کہ میں مدینہ شریف میں پہنچ جاؤں گا، میں شاہ کونین ﷺ کے درِاقدس کو بوسہ دوں گا۔

۲۔ اگر دونوں جہانوں کے شہنشاہ کے دربار میں اللہ تعالیٰ پہنچا دے،تو میں مدینہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں گا۔

۳۔ اے میرے دل اگر مجھ پر اللہ کا کرم ہو،تو جو کچھ موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر ملا میں وہی جلوہ مدینہ شریف میں پاؤں گا۔

۴۔ میں نیازمندی، نالہ وفریاداورآہ وفغاں کا گلدستۂ رنگیں بنا کر مدینہ شریف میں حاضر ہوں گا۔

۵۔ موت کو میں ہرگز اپنی جان نہ دوں گا۔مگر جب میں مدینہ شریف میں پہنچ جاوں گا تو پھر اجازت دوں گا۔تاکہ مجھے مدینہ کی خاک نصیب ہوجائے۔

۶۔ یا اللہ اگر تو میری خواہش کو پورا کرے تو میری یہی نیت ہے کہ میں مدینہ شریف میں جا کر دائمی چلہ کروں گا۔

۷۔ میرا یہ سر بے کار ہے لیکن یہ کام اسی دن آئے گا جب میں اس سر کے بل چل کر مدینہ شریف میں پہنچوں گا۔

۸۔ دوستو! اُس وقت میرے سامانِ عشرت کے بارے میں نہ پوچھو۔ جب

میں کھڑے ہو کر مدینہ شریف میں لبیک کہوں گا۔

۹۔ اے وارثؔ مجھے گلستاں کی خوشبو سے کچھ کام نہیں۔ میں تو اس محبوب کے کاکل خمدار کی خوشبو مدینہ شریف میں سونگھوں گا۔

غزل ششم (فارسی)

خوشا دمیکہ گذارم قدم براہِ نجف
شوم نثار مزارِ شریف شاہِ نجف

دمیکہ نارِ قیامت بگیرد عالم را
ملائکان ہمہ آیند در پناہِ نجف

چراغ مہر فروزان بود بروئے زمین
منور ہست دو عالم ز نور ماہِ نجف

اگرچہ کون و مکان ست زیر حکم علی
قرار داد شہنشاہ تخت گاہِ نجف

ازان زمان کہ شہنشاہ دین قیام گرفت
گزشتہ است ز عرش برین کلاہِ نجف

فتاد در غلطیٔ عقل کل ز بیتابی
بسوئے عرش در آمد باشتباہِ نجف

ہزار جہد نمود و نیافت سر سبزی
نہ برد تا بجنان باغبان گیاہِ نجف

بجز خدا و پیمبرؐ کسے نمیداند
کہ تا کجاش رسیدست پایۂگاہِ نجف
حدیث از گل و گلشن چہ میکنی وارثؔ
ہزار خلد نیرزد بہ بارگاہِ نجف

ترجمہ غزل ششم۔ فارسی

۱۔ وہ کیا ہی اچھا وقت ہوگا کہ جب میں نجف شریف کے راستے میں قدم رکھوں گا۔ نجف شریف کے شاہ کے مزار انور کے میں قربان ہو جاؤں۔

۲۔ جس وقت قیامت کی آگ سب جہان کو پکڑے گی۔ اور نجف شریف کی پناہ میں تمام فرشتے آجائیں گے۔

۳۔ سورج کا چراغ زمین کو روشن کرنے والا ہو جائے۔ جبکہ نجف کے چاند کے نور سے دونوں جہاں روشن ہیں۔

۴۔ کون و مکان علیؑ کے حکم کے زیر اثر ہیں۔ نجف کی تخت گاہ شہنشاہ کا فیصلہ ہے۔

۵۔ اس وقت سے لے کر کہ جب شہنشاہ دین نے وہاں قیام کیا۔ نجف کی کلاہ عرش سے بھی بلند ہوگئی ہے۔

۶۔ عقل کل غلطی سے بے قراری کی وجہ سے گر پڑے گی۔ نجف کے شبہ میں جب وہ عرش کی طرف آئے گا۔

۷۔ ہزار کوشش کی لیکن سرسبزی حاصل نہ ہوئی۔ جب تک جنت کا باغبان نجف شریف کا گھاس جنت میں نہ لے گیا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ نجف اشرف کا مرتبہ کہاں تک پہنچا ہوا ہے۔

۹۔ اے وارثؔ! باغ اور پھول کے متعلق تو کیا باتیں کرتا ہے، کہ ہزاروں باغ بھی نجف شریف کی بارگاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

غزل ہفتم (اردو)

نجف اشرف زمین پر گر نہ ہوتا
زمین پر معدنِ گوہر نہ ہوتا

نجف گر مسکن سرور نہ ہوتا
زیارت گاہ پیغمبر نہ ہوتا

بجا ہے گر شہ صفدر نہ ہوتا
عروسِ دین کو زیور نہ ہوتا

سلیمان کو کہاں ملتی وہ خاتم
نجف اشرف میں گر حیدر نہ ہوتا

سکندر کو نہ ملتی راہ حیوان
اگر شاہِ نجف رہبر نہ ہوتا

نجف میں گر نہ کرتا خاکروبی
تو دامن مہر کا پر زر نہ ہوتا

اگر شاہِ نجف رہتے عدم میں

کسی کو حکم حق باور نہ ہوتا
پیمبر لحمک لحمی نہ کہتے
اگر شاہ نجف ہمسر نہ ہوتا
اگر رجعت نہ کرتا تا قیامت
نمایاں پھر شہ خاور نہ ہوتا
اگر سر پر نہ ہوتا سایۂ شاہ
کبھی وارثؔ برہنہ سر نہ ہوتا

ترجمہ غزل ہفتم۔اردو

۱۔ اگر نجف اشرف زمین پر نہ ہوتا، تو یہ موتیوں کی کان زمین پر نہ ہوتی۔

۲۔ اگر نجف اشرف مولا علی سرورؑ کا مسکن نہ ہوتا، زیارت گاہ پیغمبرؐ نہ ہوتی۔

۳۔ یہ بات درست ہے کہ اگر شہ صفدرؑ نہ ہوتے تو دین کی دلہن کو زیور حاصل نہ ہوتا۔

۴۔ حضرت سلیمانؑ کو وہ انگوٹھی کہاں ملتی اگر نجف اشرف میں حیدر کرارؑ نہ ہوتے۔

۵۔ سکندر کو آب حیات کا راستہ نہ ملتا۔ اگر شاہ نجفؑ اس کی رہنمائی نہ فرماتے۔

۶۔ اگر سورج نجف اشرف میں خاکروبی نہ کرتا تو اس کا دامن سونے سے نہ چمکتا۔

۷۔ اگر شاہ نجفؑ عدم میں رہتے تو کسی کو اللہ کے حکم کا یقین نہ ہوتا۔

۸۔ نبی پاک ﷺ لحمک لحمی ارشاد نہ فرماتے اگر شاہ نجفؑ ہمسر نہ ہوتے۔

۹۔ مشرق کا بادشاہ سورج اگر واپس نہ آتا تو پھر کبھی شاہ خاور نہ ہوتا۔

۱۰۔

۱۰۔ اگر سر پر شاہ کا سایہ نہ ہوتا تو وارث کبھی ننگے سر نہ ہوتے۔

غزل ہشتم (فارسی)

دلِ من مبتلائے کربلا شد
روا شد خوشنما شد بس بجا شد

زمین کربلا خوشتر ز عرش است
کہ راحت گاہ آن گلگون قبا شد

نباشد بیش ازین رتبہ کسے را
سوارِ دوشِ شاہِ انبیاء شد

نمیگویم کہ آن شہ تشنہ لب رفت
چو در بحر شہادت آشنا شد

شہید تیغ سر تابان نگشتے
مگر پابند تسلیم و رضا شد

خوشا مقسوم دشت ماریہ را
زمینش سر بسر خاک شفا شد

ز حالِ معرکہ دیگر چہ گویم
تو پنداری کہ حشر آنجا بپا شد

بحیرانم کہ گردون چون تافتاد
اسیرِ ظالمان آلِ عبا شد

چو کردم جرأت تشریح آن حال
گلو گیر قلم آہ و بکا شد
چہ گوید وصف آن شبیر وارث
ظہور قدرتِ شیر خدا شد

ترجمہ غزل ہشتم۔ فارسی

۱۔ میرا دل مبتلائے کربلا ہوا۔ جائز ہوا۔ بہت اچھا ہوا۔ بہت ہی درست ہوا۔

۲۔ کربلا کی سرزمین عرش سے بھی بڑھ کر ہے، کہ وہ سید الشہدا ءگلگوں قبا کی آرام گاہ ہے۔

۳۔ جو انبیاء کے سردار ہیں ان کے کندھے کا سوار ہونا، کسی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی رتبہ نہیں ہے۔

۴۔ میں نہیں کہتا کہ وہ بادشاہ پیاسا چلا گیا، جب وہ شہادت کے سمندر کا واقف ہوگیا۔

۵۔ چمکنے والی تلوار کے آپ شہید نہ ہوتے، لیکن آپ تسلیم و رضا کے پابند ہو گئے۔ اس لئے شہید ہو گئے۔

۶۔ ماریہ کے دشت کے کیا کہنے کہ اس کی زمین ساری کی ساری خاکِ شفا بن گئی۔

۷۔ جنگ کے حالات کے بارے میں، میں زیادہ کیا کہوں، گویا کہ وہاں حشر بپا ہوگیا۔

۸۔ میں حیران ہوں کہ آسمان کیوں نہ گر پڑا۔ کہ آلِ عبا ظالموں کی اسیر ہوگئی۔

۹۔ جب میں نے اس حال کی وضاحت کرنے کی دلیری کی تو میرے قلم کی آہ و بقا کے ساتھ گلا پکڑا گیا۔

۱۰۔ اے وارثؔ! اس شبیرؓ (سیدنا امام حسینؓ) کے اوصاف کیا بیان کروں۔ کہ جو شیر خدا کی طاقت کا ظہور ہیں۔

غزل نہم در اردو

ارم ہے خلد ہے یا کربلا ہے
ظہور قدرت رب العلا ہے
مقیم اُس جا کوئی گلگون قبا ہے
کہ جس پر دل مرا یارب فدا ہے
صبا لاتی ہے بو بھر بھر کے دامان
الٰہی کون گل اُس جا کھلا ہے
ہوا پر نور جس سے شرق تا غرب
وہ کیسا آفتابِ پر ضیا ہے
ملائک ہیں جہاں دربان و خادم
خدا جانے وہاں اسرار کیا ہے
نیاز اُس کو بھلا کب ہو کسی سے
خریدار اُس کے نازوں کا خدا ہے
کیا ملعون نے شہ پر چڑھائی

فلک کو آج تک رنج و عنا ہے

جگر خونی ہوئے روزِ شہادت

گواہ اس رمز کی برگِ حنا ہے

ہوئی جس دم شہادت ماریہ میں

تبھی سے نامزد کرب و بلا ہے

ٹھہرتا ہی نہیں وارث کسی جا

کسی کی جستجو میں پھر رہا ہے

ترجمہ غزل نہم۔اردو

۱۔ اِرم ہے، خلد ہے یا کربلا ہے یہ سب جگہیں بزرگ و برتر رب کریم کی طاقت کے ظہور کی جگہیں ہیں۔

۲۔ اس جگہ کوئی گلگوں قبا مقیم ہے۔ کہ جس پر یارب میرا دل قربان ہے۔

۳۔ صبح کی ہوا اپنا دامن خوشبو سے بھر بھر کر لا رہی ہے۔ یا الٰہی اس جگہ آخر کون سا پھول کھلا ہوا ہے۔

۴۔ جس کی وجہ سے مشرق سے مغرب تک ہوا پرنور ہو گئی ہے۔ وہ کیسا روشنی سے بھرا ہوا آفتاب ہے۔

۵۔ جس جگہ فرشتے دربان اور خادم ہیں۔ خدا جانے کہ وہاں کیا راز ہے۔

۶۔ اس کو بھلا کب کسی کی محتاجی ہے۔ جس کے ناز و ادا کا خریدار خود اللہ تعالیٰ ہے۔

۷۔ اس ملعون نے شاہ پر حملہ کیا جس کی وجہ سے سورج کو آج تک دکھ اور تکلیف ہے۔

۸۔ شہادت کے دن جگر زخمی ہو گئے۔ اس درد کا گواہ مہندی کا پتہ ہے۔

۹۔ جس گھڑی ماریہ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ تب سے وہ مقام کرب و بلا کی جگہ ہے۔

۱۰۔ وارث کسی جگہ ٹھہرتا ہی نہیں ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کی تلاش میں پھر رہا ہے۔

غزل دہم (فارسی)

بمشہد گر سرم سودے چہ بودے
درش مسجود من بودے چہ بودے
حباب آسا تنم در سیل اشکم
رہِ آن روضہ پیمودے چہ بودے
غبارم را اگر باد سحر گاہ
بکوئے شاہ بر بودے چہ بودے
مرا اے کاش سلطانِ دو عالم
سگ درگاہ فرمودے چہ بودے
تہ نعل سمند شوخ آن شاہ
سراپایم چو فرسودے چہ بودے
اگر تیر مژہ را آن کماندار
بکیس چشم اندودے چہ بودے

خداوندا بمینائے دل من
مئے عشقش گر آمودے چہ بودے
اگر مانند شانہ پنجۂ من
گرہ زان زلف بکشودے چہ بودے
سر راحت اگر میکاست یکسر
غمش در سینہ افزودے چہ بودے
شب و روزست چون دولاب در چرخ
دمے وارسۂ گر آسودے چہ بودے

ترجمہ غزل دہم۔ فارسی

۱۔ مشہد شریف میں اگر میرا سر گھستا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر اس در کا دروازہ میرا مسجود ہوتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۲۔ حباب کی طرح میرا جسم میرے آنسوؤں کے سیلاب میں مشہد کے روضہ شریف کا راستہ طے کرتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۳۔ اگر صبح کے وقت کی ہوا میرے غبار کو شاہ کی گلی میں لے جاتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۴۔ کاش دونوں جہانوں کا بادشاہ مجھ کو اپنی بارگاہ کا کتا کہہ دیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۵۔ اس شاہ کے شوخ گھوڑے کی نعل کا تلوہ اگر میرے جسم کو گھسا دیتا تو کیا ہی

اچھا ہوتا۔

۶۔ اگر وہ تیر انداز اپنی پلک کے تیر کو میری آنکھ کے تھیلے میں رکھتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۷۔ یا اللہ! میرے دل کی صراحی میں اس کے عشق کی شراب اگر آ جاتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۸۔ اگر میرا پنجہ کنگھی کی طرح اس کی زلف کی گرہ کو کھولتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۹۔ اگر راحت مکمل طور پر ختم ہو جاتی اور اس کا غم میرے سینے میں بڑھ جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

۱۰۔ رات دن جیسے کنویں کی چرکھڑی گھومتی رہتی ہے۔ اسی طرح وارث کا دم اگر آسودہ ہو جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

خاتمۃ الطبع

تمام تر تعریفیں اللہ عز و جل کے لئے ہیں اور اس کا احسان ہے کہ کتاب ہدایت مآب تحفۃ الاصفیاء در مدح جناب مرشدِ حقیقت آگاہ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ مدظلہ از تصانیف شیخ خدا بخش متخلص بہ شائق و چند غزلیات از افادات حضرت ممدوح حسب فرمائش جناب مولوی محمد یحیٰی صاحب وکیل عدالت دیوانی پٹنہ و آنریری مجسٹریٹ مطبع قیصری واقع عظیم آباد پٹنہ سے باہتمام کمترین خواجہ محمد خلیل الدین عفی عنہ، اواخر ماہ دسمبر ۱۸۸۸ء بمطابق ۲۷ ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ کو شائع ہوئی۔ اس کی کتابت عابد حسین عابد نے کی۔

سلسلۂ وارثیہ کے بنیادی آ ماخذ

١۔ تحفۃ الاصفیا (فارسی): منشی خدا بخش شائق دریا آبادی

٢۔ عین الیقین: سید عبدالآد شاہ وارثی

٣۔ وسیلۂ بخشائش: مرزا قاسم جان مرزاپوری

۴۔ ضیافت الاحباب کلیات مکتوبات: حاجی اوگھٹ شاہ وارثی

۵۔ شہاب ثاقب موسوم بہ ردِ کفر: حاجی اوگھٹ شاہ وارثی

٦۔ رسالہ رشحات الانس: حاجی اوگھٹ شاہ وارثی

۷۔ حیاتِ وارث: مرزا منعم بیگ فتح پوری

٨۔ مشکوٰۃِ حقانیہ المعروف معارف وارثیہ: فضل حسین وارثی صدیقی اٹاوی

٩۔ حیاتِ وارث: محمد ابراہیم بیگ شیدا وارثی لکھنوی

١٠۔ منہاج العشقیہ فی ارشاد الوارثیہ: محمد ابراہیم بیگ شیدا وارثی لکھنوی

١١۔ انیسویں صدی کا صوفی (انگلش): افتخار حسین وارثی کاکوروی

١٢۔ رسالہ تعارف: حضرت بیدم شاہ وارثی اٹاوی

١٣۔ جلوۂ وارث: حکیم محمد صفدر علی وارثی

١۴۔ الوارث (انگلش): حاجی غفور شاہ وارثی حسامی

١۵۔ آفتابِ ولایت: پروفیسر فیاض کاوش وارثی

١٦۔ عکس جمال: راشد عزیز وارثی

١۷۔ عرفانِ حق: راشد عزیز وارثی

خصوصی گزارش

تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تصوف اسلام اور سلسلۂ وارثیہ کے متعلق ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ''معارفِ وارثیہ'' مرتب کرنے کیلئے تحقیق و تحریر کا کام بحمد اللہ تعالیٰ جاری ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم اور مشکل کام ہے۔ جو ظاہراً کسی فردِ واحد کے بس کا روگ نہیں بلکہ ایک ٹیم ورک ہے۔ لہٰذا اس کام کو بفضل خدا بخیر و خوبی جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے تمام احباب کی خدمت میں بصد ادب و احترام ہر طرح کے مکمل تعاون کی گزارش کی جاتی ہے۔

اس انسائیکلوپیڈیا کے مرتب کرنے کیلئے سرکار سیدنا حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز، حضرت حافظ اکمل شاہ وارثیؒ، الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ، دیگر فقراء اور مشاہیر سلسلۂ وارثیہ کے متعلق ہر قسم کی شائع شدہ کتابوں، غیر شائع شدہ تحریروں (مخطوطات / قلمی کتابیں) وارثی فقراء اور وارثی مشاہیر کی تصانیف، اُن کے خطابات، گفتگو، انٹرویوز، اعراس اور دیگر اجتماعات (تقریبات) کی آڈیو، ویڈیو کیسٹوں، سی ڈیز، ڈی وی ڈی، سلسلۂ وارثیہ کے زیر اہتمام کام کرنے والے اداروں، مساجد، مدارس اور انجمنوں کے متعلق جامع رپورٹس، مختلف لوگوں کی سرکار وارث پاکؒ اور دیگر فقراء سے وابستگی کے متعلق حالات و واقعات، مشاہدات اور تاثرات، خطوط، تصاویر، اخبارات، رسائل، تحقیقی مقالات اور مستند زبانی معلومات کی اشد ضرورت ہے۔

سلسلۂ وارثیہ کی تاریخ، تعلیمات اور تبرکات کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ کرنے کا فریضہ تمام وارثی احباب پر عائد ہوتا ہے۔ لہٰذا براہِ کرم ایسی تمام دستاویزات اصل یا نقل کسی بھی حالت میں راقم السطور کو مہیا فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

اللہ کریم اس عظیم کام میں حصہ لینے والوں کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بحق سید المرسلین ﷺ۔

خاکِ درِ حبیب ﷺ
راشد عزیز وارثی المعروف فقیر حاجی مراد شاہ وارثی
مکتبۂ وارثیہ سنگھوئی، جہلم (پاکستان)

E-Mail: rawarsi707@gmail.com

Mobile: 0346-5849707---0333-5842707